سلسلہ:: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: تیسویں

رسالہ نمبر 4

الامن والعلٰی
لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء

کلمہ دافع البلا کے ساتھ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے بلاؤں سے امن اور انکے مرتبے کی بلندی ہے

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء

کلمہ دافع البلاکے ساتھ مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے
بلاؤں سے امن اور انکے مرتبے کی بلندی ہے

مسمّٰی بہ نام تاریخی

اکمال الطامۃ علٰی شرک سُوی بالامُور العامۃ [۱۳۱۱ھ]

پوری قیامت ڈھانا (وہابیوں کے اس) شرک پر جوامور عامہ کی طرح
(موجود کی ہر قسم پر صادق) ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۵: از دہلی باڑہ ہندو رائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب [عـــہ] ۲۱ جمادی الآخرۃ ۱۳۱۱ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا

عـــہ: مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما

شرک محض اور بدعت سیئہ ہے اور تعلیم اس کی سم قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں مذکور ہے، اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صدہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمرو جواب میں کہتاکہ ورد اس درود مقبول کا موجب خیر وبرکت اور باعث ازدیاد محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سبب ہیں دفع بلا کے، اگرچہ دافع البلاء حقیقتًا خدائے تعالٰی ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل[1]۔ (بہار نے سبزہ اگایا۔ت) کہ بقول مومن مجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ "[2] (اللہ تعالٰی ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔ت) اور "وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ "[3] (ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ ت) ہمارے دعوے پر دو بزرگ گواہ ہیں، اور کیا سال ولادت حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں قحط عام کی وبا دفع نہیں ہوئی، اس کے سوا جبرائیل خلیل کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے: " لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ "[4] (میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔ت) یہاں بقول زید حضرت جبرائیل بھی معاذ اللہ مشرک ہوگئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہاب فرمارہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے۔ پھر چونکہ یہ درود معمول بہ اکثر علماء ومشائخ عظام ہے پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے اور طرہ یہ کہ خود زید بھی اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم عہ کو قاتل اور ادویہ کو دافع درد رافع عشیاں کہتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدہ اطیب النغم میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع فرمارہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صدہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا، یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو

عہ: سم یعنی زہر

[1] مختصر المعانی، احوال اسناد الخبر، المکتبہ الفاروقیہ ملتان، ص ۸۵

[2] القران الکریم ۸/ ۳۳

[3] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷

[4] القرآن الکریم ۱۹/ ۱۹

مولوی اسمٰعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں بر سر منبر پڑھتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی تصنیف ہیں۔سبحان اللہ ان خطبوں کا پڑھنا(جو صد ہا سال بعد کی تصنیف ہیں)تو زید کے لئے سنت ہو اور خاصان حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے،ہاں جو صیغے درود کے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے مگر علمائے راسخین وفقرائے کاملین نے حالت ذوق وشوق میں جو درود شریف بالفاظ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں،اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارہ میں تالیف فرمایا ہے،اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف فرمائے ہیں سب اس میں درج ہیں،اور شرح سفر السعادۃ میں ۳۶ صیغے رسول خدا سے منقول ہیں باقی صحابہ وتابعین نے زیادہ کئے ہیں۔زید جاہل نے ان سب حضرات کو معاذ اللہ مشرک بنایا ہے۔اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائد سلف صالح کے ہے یا عمرو کا؟یہ تشریح وتفصیل ارشاد ہو،اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ علی ما علم وھدانا للذی اقوم وسلك بنا السبیل الاسلم وصلی ربنا وبارك وسلم علی دافع البلاء والقحط والمرض والالم سیدنا ومولنا ومالکنا وماونا محمد مالك الارض ورقاب الامم و علی الہ و صحبہ اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم امین قال الفقیر المستدفع البلاء من

سلامتی والے راستے پر چلایا۔ہمارا پروردگار درود وسلام اور برکت نازل فرمائے بلا،وبا،قحط،بیماری اور دکھوں کو دور کرنیوالے ہمارے آقا ومولی ومالک وماوی محمد پر،جو زمین اور امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں،اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل،فیض،عطا اور جود وکرم والے ہیں،آمین۔ کہتا ہے فقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا سنی حنفی قادری

فضل نبیه العلی الاعلی صلی علیه الله تعالٰی عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی دفع نبیه عنه البلاء ومنح قلبه النور والجلاء۔

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور سب سے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں برکاتی بریلوی جو نبی اعلی کے بُلند فضل کے بطفیل مصیبت سے بچنے کا طلب گار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم اس مصیبت کو دور فرمائیں اور اس کے دل کو روشنی اور چمک عطا فرمائیں (ت)

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ ودو باب وخاتمہ۔

مقدمہ اتمام الزام وتمہید مرام میں عائدہ قاہرہ وفائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدہ قاہرہ

ایها المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنة المفتون۔ اے مسلمانو تمھارے نبی نے تم سے مجنون کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دور کردیا ہے۔ت) زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں مذہب وہابیہ کی بناہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل وعلا وعلیہم الصلوۃ والثناء کی تعظیم قلوب مسلمین سے گھٹانے پر ہے "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠" [5] (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) مگر تعجب ان مسلمانان اہلسنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں، بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں، ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی، اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرمجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے "قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" [6] (تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ت) اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ وعلماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ وعلماء کہتے ہو ان کے

---

[5] القران الکریم ۲۶/۲۲۷

[6] القران الکریم ۳/۱۱۹

نزدیک وہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف واشاعت انھیں نے کی تمھارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر ومدد بخش ہر خشک وتر وواسطہ ایصال ہر خیر وبرکت ووسیلہ فیضان ہر جود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کرب ودافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ تو ان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک وبدعت تمھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے کما ذکرہ المحدث العلامۃ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی فی الدرر السنیۃ [7]۔ (جیسا کہ حضرت محدث العلامہ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی نے اس کو الدرر السنیۃ میں ذکر کیا۔ت) احادیث دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وغیرہ حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔ رہی آیت کہ رب العزۃ جل وعلا نے بلا تخصیص لفظ وصیغہ ووقت وعدد مطلقاً اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کی طرف بلاتا ہے

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾" [8]۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلی اٰله وصحبه اجمعین کلما ولع بذکرہ الفائزون ومنع من اکثارہ الهالکون۔

اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر، جب بھی آپ کے ذکر پر شیفتہ ہوں کامیاب ہونیوالے اور اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک ہونیوالے (ت)

---

[7] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ مکتبہ حقیقۃ دار الشفعۃ استانبول ترکی۔ص ۵۲

[8] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۶

تو دلائل الخیرات و درود تاج وغیر ہما سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل، یہ بھی انہیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب وصیغ میں حضور والا دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اوصاف عظیمہ جلیلہ ونعوت کثیرہ جزیلہ ہیں۔

اور انکے امام الطائفہ کا حکم ہے کہ ''جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو"[9]۔

علاوہ ازیں وظیفہ درود میں صدہا بار نام اقدس لینا ہوگا اور ان کا امام لکھ چکا کہ نام جپنا شرک ہے۔ اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمہارے خدا کا اطلاق۔ ہاں اگر انہیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباؤاجداد واکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ کہیں تو ایمان کی گت بری بنے اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے، ایسی ہی جگہ پر بدلگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔ت) مثلاً:

اولاً: یوں پوچھئے کہ حیادارو! صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین کتب رحمہم اللہ تعالٰی زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نہ تھے انہیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذاللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عم نسب وپدر شریعت جد طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب وجد شریعت وفرجد طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور فرجد نسب وتلمذ وجد الجد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیر ہم اکابر وعمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔ کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے، کیا ان کی کتابیں جبھی تصنیف ہوئی تھیں، کیا انہوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے جو درود لکھے ہیں سب بعینہٖ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتاؤ اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ انکی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں، کیا وحی باطنی اسمٰعیلی ہمیں یہ حکم تشریعی بھی آچکا ہے کہ **یجوز لاٰبائك مالا یجوز لغیرھم** (تیرے آباء کے لیے جائز ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ت) ان کا امام صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے۔) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق

---

[9] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراك الخ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۴

ہوتے وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی، وہ مثل انبیاء معصوم ہیں[10]۔ (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیاء میرٹھ ص۳۸ دو سطر اخیر تا ص۳۹ سطر ۱۱، ۱۰ اودوسطر اخیر ص ۴۱ سطر ۶، ۵ تا ص ۴۲ سطر ۲ و ۴، ۳) گمراہی بد دینی کا منہ کالا، پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے، اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے استادوں پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت، اور علمائے سنت اس جرم پر کہ صیغہائے درود مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کیوں کثرت کی معاذاللہ بدعتی بدنام۔

ثانیًا: یہ قہرمانی حکم صرف حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کی قول الجمیل جن کے لیے ضامن وکفیل۔ اسی قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیران ومشائخ کے آداب طریقت واشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت وسلوک آمیزی تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہے۔ **وان لم یثبت تعین الاٰداب ولا تلك الاشغال**[11] اگرچہ نہ ان خاص آداب کا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں:

''اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے''[12]۔

مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین نے اسکے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کرکے لکھا ہے: ''یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں''[13]۔

اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرارہم تصور شیخ کی ترکیب لکھی ہے کہ:

---

[10] صراط مستقیم حب ایمانی کا دوسرا ثمرہ کلام کمپنی تیرتھ داس روڈ کراچی ص ۶۵، صراط مستقیم (فارسی) حب ایمان کا دوسرا ثمرہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ص ۳۴

[11] القول الجمیل گیارہویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

[12] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۱

[13] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲

اذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ماتفید صحبتہ[14]۔

شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل کیا: ''حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے"[15]۔
مکتوبات مرزا صاحب جانجاناں میں ہے (جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس ذکیہ قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں):

دعائے حزب البحر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند[16]۔

دعائے حزب البحر صبح وشام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لیے ہر روز پڑھنا چاہیے۔ (ت)

ذرا اس صبح وشام وہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام ومداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہ ان داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم اور ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے:

بعد حلقہ صبح لازم گیرد[17]۔

اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔ (ت)

انہیں میں ہے:

بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند[18]۔

اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہیے۔ (ت)

سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

اشغال مناسبہ ہر وقت و ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشد ولہذا محققان

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ

---

[14] القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۲ و ۸۱
[15] شفاء العلیل مع قول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰
[16] کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۴
[17] کلمات طیبات ملفوظات مظہر جانان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲
[18] کلمات طیبات ملفوظات مظہر جانان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲

ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششا کہ دہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضاء کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کرد شود[19] الخ۔

اکابر میں سے ہر طریقے کے محققین نے اشغال واعمال میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید اشغال کے لیے جو اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع کئے گئے متعین کیا گیا ہے۔ (ت)

للہ انصاف! یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے۔ اور ذرا تصور شیخ کی تو خبریں کہئے جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں، یہ ایمان تقویۃ الایمان پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا یہ حضرات شریعت باطنہ اسمٰعیلی سے مستثنٰی ہیں۔

ثالثًا: بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانح العطا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا تو معاذاللہ شرک ہوا اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی خبر لیجئے وہ اپنے قصیدہ نعتیہ اطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ جائے دست اندوہگین است در ہر شدتے[20]۔

ہمیں نظر نہیں آتا مگر آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔ (ت)

پھر کہا:

جائے پناہ گرفتن بندگان وگریزگاہ ایشاں دروقت خوف روز قیامت[21]۔

حضور قیامت کے دن خوفزدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں۔ (ت)

پھر کہا:

نافع تیرن ایشانست مردماں را زنزدیک ہجوم حوادث زماں[22]۔

زمانہ کے ہجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔ (ت)

---

[19] صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۸،۷

[20] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول تحت شعر معتصم المکروب فی کل غمرۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴

[21] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل دوم تحت شعر ملاذ عباداللہ ملجاء خوفھم مطبع مجتبائی دہلی ص ۴

[22] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل چہارم تحت شعر واحسن خلق اللہ خلقًا وخلقہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۶

پھر کہا:

اے بہترین خلق خدا واے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید او داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے[23]۔

اے خلق خدا میں بہترین ! اے بہترین عطا والے اور اے بہترین شخصیت، اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت کو ٹالنے والے۔ (ت)

پھر کہا:

تو پناہ دہندہ از ہجوم کردن مصیبتے[24]۔

آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔ (ت)

اپنے دوسرے قصیدہ نعتیہ ہمزیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آخر حالت مادح آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راو قتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آنست کہ ندا کند خوار وزار شدہ باخلاص در مناجات وبہ پناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا عطائے ترامیخواہم روز حشر (الی قولہ) توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست روآوردن من وبہ تست پناہ گرفتن من ودرتست امید داشتن من[25] اھ ملخصًا۔

حضور کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے۔ جبھی تو میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں اھ ملخصًا۔ (ت)

یہی شاہ صاحب ہمعات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں:

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت ست در منام وفائدہا ایشاں یافتن ودر مہالک ومضائق سورت آں جماعت پدید آمدن و

اس نسبت کے ثمرات یہ ہیں کہ اس جماعت (اویسیہ) کی زیارت خواب میں ہوجاتی ہے اور ہلاکت وتنگی کے اوقات میں وہ جماعت

---

[23] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر وصلی علیك اللہ یا خیر خلقہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

[24] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر وانت مجیری من ھجوم ملمۃ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

[25] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل ششم تحت اشعار وآخر ما لمادحہ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳ و ۳۴

حل مشکلات وے باآں صورت منسوب شدن[26]۔	ظاہر ہو کر مشکلیں حل فرماتی ہے۔(ت)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید تذکرۃ الموتٰی میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرارہم کی نسبت لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں از زمین وآسمان وبہشت ہر جاکہ خواہند ومیروند و دوستاں ومعتقداں را دردنیا وآخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں راہلاک می سازند[27]۔	ان کی ارواح زمین وآسمان اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔(ت)

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے:

نسبت مابجناب امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ میر سند وفقیر رانیاز خاص بآنجناب ثابت ست دروقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود وسبب حصول شفامیگردد[28]۔	امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میری نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفا ہوجاتی ہے۔(ت)

ذرا اس ''نیاز خاص'' پر بھی نظر رہے۔ یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں:

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچکس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک بآنحضرت بحالش مبذول نیست[29]۔	حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔(ت)

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ مبارک ''غوث الثقلین'' بھی ملحوظ خاطر رہے

---

[26] ہمعات ہمعہ ۱۱ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدر آباد پاکستان ص ۵۹

[27] تذکرۃ الموتٰی مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۱

[28] کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۸

[29] کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

اس کے یہی معنی ہے ناکہ انس وجن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔
اور سنئے یہی نفس ذکیہ فرماتے ہیں:

ہمچنیں عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف است مغلاں در صحرا یاوقت خواب اسباب واسپان خود بحمایت حضرت خواجہ می سپارند وتائیدات از غیب ہمراہ ایشاں می شود[30]۔

ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل میں یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے غیبی تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ت)

اب تو شرک کا پانی سر سے اوپر ہوگیا، ایمان سے کہیو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے جس پر مدد غیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے، خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیث **اعوذ بعظیم ھٰذا الوادی**[31]۔ (میں اس وادی کے حکمران کی پناہ چاہتاہوں۔ت) یا آیہ کریمہ "**کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ**"[32]۔ (آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے۔ت) یاد آجائے، پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مداح جناب شاہ صاحب کامزہ دیکھئے، آخر تمہارا امام بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہاہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر اولیاء کاحال بعد انتقال لکھتے ہیں:

دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہامی نمایند وارباب

اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسی اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے

[30] کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳
[31] المعجم الکبیر حدیث ۴۱۶۶ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۴/ ۲۲۱، المستدرك للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر تحریم بن فائك دار الفکر بیروت ۳/ ۶۲۱
[32] القرآن الکریم ۷۲/ ۶

حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازانہامی طلبند ومی یابند[33]۔

ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اوراپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔(ت)

ذرا یہ ''دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال'' ملحوظ رہے اور حل مشکل ودفع بلا میں کتنا فرق ہے۔(یا علی مشکل کشا مشکلکشا)
اور تحفہ اثنا عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جان نجدیت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں:

حضرت امیر وذریۂ طاہرہ او درتمام امت برمثال پیران ومرشد ان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است[34]۔

(تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ آخر ص ۳۹۶ واول ۳۹۷)

حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اوران کی اولاد طاہرہ کو تمام افراد امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود وصدقات اور نذور نیاز انکے نام ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔(ت)

کیوں صاحبو! یہ کتنے بڑے شرکہائے اکبر واعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماع امت بتارہے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو معاذاللہ امت ملعونہ لقب دیجئے بھلا دفع بلا بھی امور تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولی علی واہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ سیدھم ومولاھم وعلیھم وبارك وسلم۔
طرفہ ترسنئے، شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اورانکے بارہ ۱۲ اساتذہ علم حدیث ومشائخ طریقت جن میں مولانا ابوطاہر مدنی اوان کے والد واستاذ پیر مولانا ابراہیم کردی اوران کے استاد مولانا احمد قشاشی اوران کے استاد مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث

[33] تفسیر فتح العزیز تحت آیۃ ۱۸/۸۴ مطبع مسلم بکڈپو لال کنواں دہلی پارہ عم ص ۲۰۶
[34] تحفہ اثناء عشریہ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈیمی لاہور ص ۲۱۴

گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری وخاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو اجازت دیتے۔اعمال جواہر خمسہ ودعائے سیفی کا زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت،اور اس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی ومروج بدعت قرار پانا درکنار،اسی جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جوہر دار سیف خونخوار،جسے دیکھ کر وہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کو تیار،وہ کیا کہ ناد علی کہ ایمان طائفہ پر شرک جلی۔جواہر خمسہ میں ترکیب دعائے سیفی میں فرمایا:

نادعلی ہفت بار یاسہ بار یا یک بار بخواند وآن این ست ناد علیًامظہر العجائب،تجدہ عونًا لك فی النوائب،کل ھم وغم سینجلی بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی[35]۔

ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے،اور وہ یہ ہے: علی (رضی اللہ عنہ) کو پکار جن کی ذات پاک مظہر عجائب ہے، جب تو انہیں پکارے گا انہیں مصائب وافکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی وغم فورًا دور ہوجاتا ہے آپ کی مدد سے یاعلی یاعلی یاعلی۔(ت)

یعنی پکار علی مرتضٰی (کرم اللہ وجہہ) کو کہ مظہر عجائب ہیں توانہیں اپنا مددگار پائے گا۔مصیبتوں میں،سب پریشانی وغم اب دور ہوتے جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یاعلی یاعلی یاعلی۔

ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کیجئے،اس نفیس سند کی قدرے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل "انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار" ف۱ و"حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات" ف۲ و"انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ" ف۳ ملاحظہ ہوں۔ہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے وللہ الحمد۔

ف۱: رسالہ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ،لاہور جلد ہفتم میں ص ۵۶۹ پر موجود ہے۔

ف۲: رسالہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ،لاہور، جلد نہم میں ص ۶۷۵ پر موجود ہے۔

ف۳: رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد ۲۹ میں ص ۵۴۹ پر موجود ہے۔

---

[35] جواہر خمسہ مترجم اردو مرزا محمد بیگ نقشبندی دارالاشاعت کراچی ص ۲۸۲ و ۴۵۳

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک، بے ایمان، واجب العذاب، مستحیل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعت بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ ایمان وحیا بخشے۔ آمین۔

غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کچھ کام چلے جنہیں نہ نگلتے بنے نہ اگلتے۔ وللہ الحجۃ الساطعۃ۔

فائدہ زاہرہ

خیر، یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزاری تھی، اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصوٰی تک پہنچا چکے ومن احسن من فصلہ وحققہ خاتم المحققین سیدنا الوالد رضی اللہ عنہ المولی الماجد فی کتابہ الجلیل المفاد "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" (خاتم المحققین سیدنا والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنی جلیل ومفید کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کی تحسین وتفصیل وتحقیق کی ہے۔ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی نے بھی اپنے رسالہ ''اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ'' وغیرہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کئے اور اپنے رسالہ ''منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین '' ف وغیرہا میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد واحداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صفرا شکنی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وبا وبلا وقحط ومرض والم کو دفع فرمانے کے جزئیات ووقائع جو احادیث میں مروی ان کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر کی قدرت، ان میں سے بہت سے بحمداللہ تعالٰی کتب وخطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور اب جو چاہے کتب سیر وخصائص ومعجزات مطالعہ کرے۔

نکتہ جلیلہ کُلیہ

مگر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القاکرے کہ ان شاء اللہ تعالٰی تمام شرکیات وہابیہ کی بیخ کنی میں کافی و وافی کام دے، مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک

ف: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۲۹ پر موجود ہے۔ رسالہ "اقامۃ القیامۃ" جلد ۲۶ ص ۴۹۵ پر موجود ہے۔

بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک دائے باطنی و مرض خفی ہے کہ اکثر عوام بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک کہ معاذاللہ حضرات علیہ انبیائے کرام وملئکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تاآنکہ عیاذًا باللہ خود حضرت رب العزۃ وحضور پرنور سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ، ولہذا امام الطائفہ نے جابجا وبیجا مسائل جی سے گھڑے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے، جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاوٰی فقیر ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' کی جلد ششم ''البارقۃ الشارقہ علی مارقۃ المشارقہ'' میں ملیں گی، ان کی تفصیل سے تطویل کی حاجت نہیں، یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں

"اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ۝۲۳"[36] (ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔ت) پڑھتے ہوئے اسی ڈگر ہوئے، یہ حکم شرک بھی اسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے، اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول: وباللہ التوفیق، نسبت واسناد دو قسم ہے: حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو۔

اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں جیسے نہر کو جاری یا حابس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں، حالانکہ حقیقۃً آب وکشتی جاری متحرک ہیں۔

پھر حقیقی بھی دو۲ قسم ہے: ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں، یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں واہل ہر مذہب وملت وخود قرآن وحدیث میں شائع وذائع، مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں، قرآن مجید میں جابجا اولوا العلم وعلمؤا بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطائیہ ہے یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقۃً متصف بعلم ہیں، اور مولٰی عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔ سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت وامداد وعلم غیب و

---

[36] القرآن الکریم ۴۳/ ۲۳

تصرفات ونداو سماع فریاد وغیرہا ایسے فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعات وہابیہ صدہا اطلاقات کو آیات واحادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے ان شاء اللہ تبارک وتعالٰی حضور پر نور، معطی البہار والسرور، دافع البلاء والشرور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ ''سلطنة المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی'' مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالٰی تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان وایقان کے پھول مہکتے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں تنزیلًا یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا ازانجا کہ حضور سبب ووسیلہ وواسطہ دفع البلاء ہیں لہٰذا نسبت مجازی، رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہ الملکی (جن کی امامت وجلالت محل خلاف وشبہت نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری مصدق فتوٰی میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں) کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھذا لایقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین[37]۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق وفاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت یا سیدی جزاك اللہ عن الاسلام والمسلمین خیرًا، اٰمین (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا، اللہ تعالٰی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔ت)

فقیر کہتا ہے ایک دفع بلاء وامداد وعطا ہی پر کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد

[37] شفاء السقام الباب الثامن فی التوسل والاستغاثۃ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۷۵

بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے شریک ہیں کیاان کے نزدیک عالم بذاتہ موجود ہے یاجو فسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتۃ (اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ت) سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم ہے کہ جو محاورے صبح وشام خود بولتے رہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں، کیا مسلمان پر بدگمانی حرام قطعی نہیں، کیا اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمان سے بھی گزرا ہوا ہے، سوئے ظن کے لئے اس گمان کی گنجائش تو چاہیے، مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے اس کا موحد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے کما لایخفی عند کل من لہ عقل ودین (جیسا کہ کسی صاحب عقل ودین پر پوشیدہ نہیں۔ت) فتاوی خیریہ کتاب الایمان میں ہے:

سئل فی رجل حلف انہ لایدخل ھذہ الدار الا ان یحکم علیہ الدھر فدخل ھل یحنث اجاب لاوھذا مجاز لصدورہ من الموحد واذا دخل فقد حکم ای قضٰی علیہ رب الدھر بدخولہا وھو مستثنی فلا حنث اھ بتلخیص۔[38]

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا، اور وہ داخل ہوگیا، کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں، اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حانث نہیں ہوا، یہ کلمہ مجازی ہے، موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔ جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا، اس لئے وہ حانث نہیں ہوا اھ ملخصًا (ت)

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افترا ہے، وہ بھی مسلمان پر وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئیگی، حساب تو نہ ہوگا، ان خبائث کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا، مسلمان کی طرف سے لاالٰہ الا اللہ جھگڑتا ہوا نہ آئے گا۔ ستمگر! جواب تیار رکھ اس سختی کے دن کا، "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[39]۔ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

---

[38] الفتاوی الخیریۃ کتاب الایمان دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۸۱

[39] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

بالجملہ اس احتمال کو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انہیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہو اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں متصور بنظر مصداق عـــہ نسبت یا بنفس حکایت۔

اول یہ کہ غیر خدا کے لیے ایسا اتصاف ماننا ہی مطلقًا شرک اگرچہ مجازی ہو، جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دفع بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق جو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک۔

دوم یہ کہ ایسی نسبت وحکایت خاص بذاتہ حدیث جل وعلا ہے غیر کے لئے مطلقًا شرک اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے، آدمی اگر عقل وہوش سے کچھ بہرار کھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہوگیا کہ جب بعطائے الٰہی مانا تو شرک کے کیا معنی بر خلاف اس طاغی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[40]۔ کسی سفیہ مجنوں سے

عـــہ: فرق یہ کہ اول میں حکم منع حکایت بنظر بطلان وعدم مطابقت ہوگا یعنی واقعہ میں موضوع ایسے صفت سے متصف ہی نہیں جو اس حکایت کا مصحح ہو، اور دوم میں حکایت خود ہی محذور ہوگی اگر صادق ہو کہ صدق وصحت اطلاق الزام نہیں،

الاترٰی انا نؤمن بان محمدًا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعز عزیز واجل جلیل من خلق اللہ عزوجل ولکن لایقال محمد عزوجل بل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخلوق الٰہی میں ہر عزیز سے بڑھ کر عزیز اور ہر جلالت والے سے بڑھ کر جلیل ہیں مگر محمد عزوجل نہیں کہا جاتا بلکہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔(ت)

تو درجہ اول میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ اسناد غیر ذاتی کا مطلقًا متحقق، اور دوم میں یہ کہ یہ اطلاق یقینا جائز۔ پر ظاہر کہ دلائل وجہ دوم سب دلائل وجہ اول بھی ہیں کہ حکایات الٰہیہ ونبویہ قطعًا صادق۔ لہٰذا ہم انہیں جانب کثرت بقلت توجہ کریں گے نصوص وجہ ثانی بکثرت لائیں گے وباللہ التوفیق ۱۲منہ دامت فیوضہ۔

[40] تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

کیا کہا جائے گا کہ صفت الٰہی بعطائے الٰہی نہیں تو جو بعطائے الٰہی ہے صفت الٰہی نہیں، تو اس کا اثبات اصلا کسی صفت الٰہی کا اثبات بھی نہ ہوا نہ کہ خاص صفت ملزومہ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبداہۃ صفت ملزومہ عبدیت ہوئی کہ بعطائے غیر کسی صفت کا حصول تو بندہ ہی کے لئے معقول تو اس کا اثبات صراحتا عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا، ایک یہی حرف تمام شرکیات وہابیہ کو کیفر چشانی کے لئے بس ہے، مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکم شرک اللہ ورسول تک متعدی ہونا، ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اس حکم ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور، ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ ورسول تک منجر جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

باب اوّل:

وجہ اول پر نصوص سنئے اس میں چھ ۶ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں، جملہ چھیاسٹھ نص ہیں۔

فصل اوّل آیات کریمہ میں

آیت ۱: قال اللہ عزوجل

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" [41]۔ اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب ! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ ! ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلاء ہیں کہ مسلمانوں پر تو خاص رؤف ورحیم ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آیت ۲:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾" [42]۔ ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا وزحمت (جو خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت وزحمت کی دوری کا۔ت)

آیت ۳:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾" [43]۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیۃ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور عفو غفور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی

---

[41] القرآن الکریم ۸ /۳۳

[42] القرآن الکریم ۲۱ /۱۰۷

[43] القرآن الکریم ۴ /۶۴

بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ ودفع بلائے عذاب ہے، بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا وعذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ"[44]۔ اگر اللہ تعالٰی آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت ومذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ وواسطہ دفعِ بلا ہیں۔

آیت ۵:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾"[45]۔ اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہوجاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی مسلمان کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶:

"وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾"[46]۔ اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہوجاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

---

[44] القران الکریم ۲۲ /۴۰

[45] القرآن الکریم ۲ /۲۵۱

[46] القرآن الکریم ۴۸ /۲۵

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمرے کے لئے مکہ معظّمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لیے ایک دبتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ"[47]۔ (بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی۔ ت) فرمایا اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں مکہ معظّمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہرًا جاتے تو وہ بھی تیغ وبند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالٰی انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل وقہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہوجاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے وللہ الحمد۔

فصل دوم احادیث عظیمہ میں

حدیث ۱: کہ رب العزت جل وعلا فرماتا ہے:

انی لاھم باھل الارض عذابا فاذا نظرت الی عمار بیوتی والمتحابین فیّ والمستغفرین بالاسحار صرفت عنھم۔ البھیقی فی الشعب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال ان اللہ تعالٰی یقول الحدیث[48]۔

میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا غضب ان سے پھیر دیتا ہوں۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تعالٰی یہ حدیث بیان فرماتا ہے۔ ت)

[47] القرآن الکریم ۴۸ /۱

[48] شعب الایمان حدیث ۹۰۵۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۶ /۵۰۰، کنز العمال حدیث ۲۰۳۴۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۷/ ۵۷۹

حدیث ۲: کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولاعباد للہ رکع وصبیة رضع وبھائم رتع تصب علیکم العذاب صباثم رض رضّا۔ الطبرانی[49] فی الکبیر والبیھقی فی السنن عن مسافع ن الدیلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اگر نہ ہوتے اللہ تعالٰی کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر بسختی ڈالا جاتا پھر مضبوط ومحکم کردیا جاتا (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں مسافع الدیلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ تعالٰی لیدفع بالمسلم الصالح عن مائة اھل بیت من جیرانہ البلاء۔	بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھروں سے بلا دفع فرماتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یہ حدیث روایت فرماکر آیہ کریمہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض تلاوت کی۔

رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر[50] وعبداللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم۔	طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے اور عبداللہ بن احمد پھر بغوی نے معالم میں اس کو روایت کیا۔ت)

حدیث ۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعًا و عشرین مرة کان من الذین یستجاب	جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے

---

[49] السنن الکبرٰی للبیھقی کتاب صلٰوۃ الاستسقاء باب استحباب الخروج الخ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن ۳/ ۳۴۵، المعجم الکبیر حدیث ۷۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۳۰۹

[50] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۷۷، الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترہیب من اذی الجار حدیث ۳۹ مصطفی البابی المصر ۳/ ۳۶۳، الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۲۶

لهم ویرزق بهم اهل الارض۔الطبرانی فی الکبیر[51] عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنه بسند جید۔

اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے (طبرانی نے کبیر میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند جید کے ساتھ روایت کیا۔ت)

حدیث۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

هل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم۔البخاری[52] عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنه۔

کیا تمہیں مدد ورزق کسی اور کے سبب بھی ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں کے۔(بخاری نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ ینصر القوم باضعفهم۔الحارث فی مسنده[53] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

بیشک اللہ تعالٰی قوم کی مدد فرماتا ہے ان کے ضعیف تر کے سبب۔حارث نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث۷: زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے ایک کسب کرتے، دوسرے خدمت والائے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوتے۔کمانے والے ان کے شاکی ہوئے، فرمایا:

لعلك ترزق به۔الترمذی[54] وصححه والحاکم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه۔

کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے۔(اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی، اور حاکم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

---

[51] کنزالعمال حدیث ۲۰۶۸ مؤسسة الرساله بیروت ۱/۷۶ ۴

[52] صحیح البخاری کتاب الجهاد باب من استعان بالضعفاء الخ قدیمی کتب خانه ۱/۴۰۵

[53] کنزالعمال حدیث ۱۰۸۸۲ مؤسسة الرساله بیروت ۴/۳۵۷، الجامع الصغیر حدیث ۵۱۰ دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۳۷

[54] سنن الترمذی کتاب الزهد حدیث ۲۳۵۲ دار الفکر بیروت ۴/۱۵۴، المستدرك للحاکم کتاب العلم خطبة صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی حجة الوداع دار الفکر بیروت ۱/۹۴

حدیث۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون۔ الطبرانی[55] فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیحٍ۔

ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔ انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ت)

حدیث۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالٰی اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

یسقٰی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔ احمد[56] عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ بسند حسن۔

انہی کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔ (امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے بسند حسن روایت کیا۔ت)

دوسری روایت یوں ہے:

یصرف عن اھل الارض البلاء والغرق۔ ابن عساکر[57] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

انہیں کے سبب اہل زمین سے بلاء اور غرق دفع ہوتا ہے۔ (ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ت)

حدیث۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

---

[55] کنزالعمال بحوالہ عبادۃ ابن الصامت حدیث ۳۴۵۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۱۸۶، مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الابدال الخ دارالکتب بیروت ۱۰ /۶۳، الجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۱۸۲

[56] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۱۱۲

[57] تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء ان بالشام یکون الابدال داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۲۱۳

ابدال شام میں ہیں،

بھم ینصرون وبھم یرزقون۔الطبرانی فی الکبیر عن عوف بن مالك وفی الاوسط عن علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنھما کلاھما بسند حسن۔[58]

وہ انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اورانہیں کی وسیلہ سے رزق۔(طبرانی نے کبیر میں عوف بن مالک سے اوراوسط میں علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دونوں میں بسند حسن روایت کیا۔ت)

حدیث۱۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لن تخلو الارض من اربعین رجلا مثل ابراھیم خلیل الرحمن فیھم تسقون وبھم تنصرون۔ الطبرانی فی الاوسط[59] عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه بسند حسن۔

زمین ہر گز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرتو پر ہوں گے،انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اورانہیں کے سبب مدد پاؤگے (طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ت)

حدیث۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لن یخلو الارض من ثلثین مثل ابراھیم بھم تغاثون وبھم ترزقون وبھم تمطرون۔ابن حبان فی تاریخه عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنه۔[60]

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے خُوبُو میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے،انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اورانہیں کے سبب رزق پاؤ گے اورانہیں کی برکت سے مینہ دئے جاؤگے (ابن حبان نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

---

[58] المعجم الکبیر عن عوف بن مالك حدیث ۱۲۰ المکتبة الفیصلیة بیروت ۸/ ۶۵

[59] المعجم الاوسط حدیث ۴۱۱۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۶۵،کنز العمال حدیث ۳۴۶۰۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۸

[60] کنز العمال بحوالہ حب فی تاریخه عن ابی ھریرۃ حدیث ۳۴۶۰۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۷

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایزال اربعون رجلًا من امتی قلوبھم علی قلب ابراھیم یدفع اللہ بھم عن اھل الارض یقال لھم الابدال۔ابو نعیم فی الحلیۃ[61] عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے دل پر ہوں گے اللہ تعالٰی ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایزال اربعون رجلا یحفظ اللہ بھم الارض کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ اٰخر وھم فی الارض کلھا۔ الخلّال[62] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالٰی زمین کی حفاظت لے گا جب ان میں کا ایک انتقال کرے گا اللہ تعالٰی اسکے بدلے دوسرا قائم فرمائیگا،اور وہ ساری زمین میں ہیں۔ (خلّال نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: بیشک اللہ تعالٰی کے لیے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں،اور چالیس کے دل قلب موسٰی اور سات کے قلب ابراہیم،اور پانچ کے قلب جبریل،اور تین کے قلب میکائیل، اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلٰوۃ والتسلیم۔جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین سے،

---

[61] حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وھب ۲۶۳ دار الکتاب العربی بیروت ۴ /۱۷۳،کنز العمال بحوالہ طب عن ابن مسعود حدیث ۳۴۶۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۱۹۰

[62] کنز العمال بحوالہ الخلال عن ابن عمر حدیث ۳۴۶۱۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۱۹۱

فیھم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء۔ ابو نعیم فی الحلیة[63] وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اُگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔(ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

قرء القراٰن ثلثة(فذکر الحدیث الی ان قال)ورجل قرأ القراٰن فوضع دواء القراٰن علی داء قلبه فاسھر به لیله واظمأبه نھاره وقاموا فی مساجدھم واحبوابه تحت برانسھم فھؤلاء یدفع اللہ بھم البلاء و یزیل من الاعداء وینزل غیث السماء فواللہ ھؤلاء من قراء القراٰن اعز من الکبریت الاحمر۔ابن حبان[64] فی الضعفاء وابو نصر السجزی فی الابانة و الدیلمی عن بریدہ رضی اللہ

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا(دو قسمیں دنیا طلب و قاری بے عمل بیان کرکے فرمایا)ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالٰی بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال ودولت وغنیمت دلاتا اور آسمان سے مینہ برساتا ہے خدا کی قسم قاریان قرآن میں ایسے لوگ گوگرد سرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔(ابن حبان نے الضعفاء میں اور ابو نصر سجزی نے ابانة میں اور دیلمی نے حضرت بریدہ رضی اللہ

[63] حلیة الاولیاء مقدمة الکتاب دارالکتاب العربی بیروت ۱ /۹،تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء ان بالشام یکون الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۲۲۳

[64] شعب الایمان حدیث ۲۶۲۱ دارالکتب العلمیه بیروت ۲/ ۵۳۱و ۵۳۲،کنز العمال بحواله حب فی الضعفاء وابی نصر السجزی الخ حدیث ۲۸۸۲مؤسسة الرساله بیروت ۱ /۶۲۳

تعالٰی عنه و رواه البیهقی فی الشعب عن الحسن البصری رضی اللہ تعالٰی عنه۔

تعالٰی عنہ سے اور بیہقی نے شعب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۷: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

النجوم امنة للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد، وانا امنة لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی ما یوعدون، واصحابی امنة لامتی فاذا ذھب اصحابی اتی امتی مایوعدون۔

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے، جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا فنا ہوجانا۔ اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات۔ اور میرے صحابہ امان ہیں میری امت کے لیے، جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب ومذاہب فاسدہ وتسلط کفار۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے۔(ت)

احمد ومسلم[65] عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنه۔

امام احمد ومسلم نے حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

حدیث ۱۸، ۱۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی[66]۔

ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے پناہ۔

---

[65] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم امان لاصحابه قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۰۸، مسند احمد بن حنبل عن ابی موسٰی الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۹۹

[66] الصواعق المحرقة باب الامان ببقائھم دار الکتب العلمیة بیروت ص ۳۵۱

اقول: اگر اہلبیت میں تعمیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالبًا یہاں ہلاک مطلق وارتفاع قرآن عظیم وہدم کعبہ معظّمہ وویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جانگزا بلائیں پیش نہ آئیں گی۔واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔اور برتقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو،

کما فی روایۃ ابی یعلی فی مسندہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن والحاکم فی المستدرک وصحح وتعقب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ولفظہ النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف[67] الحدیث۔

جیسا کہ مسند ابویعلٰی کی روایت میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن ہے۔اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی پیروی کی،ان کے الفاظ یہ ہیں: ستارے زمین والوں کے لئے غرق ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں،الحدیث۔(ت)

حدیث۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اھل بیتی امان لامتی فاذا ذھب اھل ابیتی اتاھم ما یوعدون۔الحاکم[68] وتعقب عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میرے اہلبیت میری امت کے لے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئیگا جو ان سے وعدہ ہے(حاکم نے روایت کی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی پیروی کی۔ت)

حدیث۲۱: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا:

کان من دلالات حمل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کل دابۃ کانت لقریش نطقت تلک

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی

---

[67] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اھل بیتی امان لامتی دارالفکر بیروت ۳ /۱۴۹

[68] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اھل بیتی امان لامتی دارالفکر بیروت ۳ /۱۴۹

اللیلۃ وقالت حمل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورب الکعبۃ وھو امان الدنیا وسراج اھلھا[69]۔

قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل عالم کے سورج ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۲۲و۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من امتی ترزقوا وفی لفظ اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی وفی لفظ اطلبوا الفضل من الرحماء وفی روایۃ اخرٰی اطلبوا المعروف من رحماء امتی تعیشوا فی اکنافھم۔العقیلی[70] والطبرانی فی الاوسط باللفظ الاول وابن حبان والخرائطی والقضاعی وابوالحسن الموصلی والحاکم فی التاریخ [71] بالثانی والعقیلی بالثالث کلھم عن سعید الخدری و الاخری للحاکم فی المستدرک عن علی المرتضی رضی اللہ[72]

میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤگے اور ایک روایت میں ہے ان سے فضل طلب کروان کے دامن میں آرام سے رہوگے کہ ان میں میری رحمت ہے۔اور ایک اور روایت میں ہے میری رحمدل امتیوں سے بھلائی چاہو ان کی پناہ میں چین سے رہوگے۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں بلفظ اول اور ابن حبان، خرائطی، قضاعی، ابوالحسن موصلی اور حاکم نے تاریخ میں بلفظ دوم جبکہ عقیلی نے بلفظ سوم روایت کیا ہے۔ان سب نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور مستدرک حاکم میں دوسری روایت میں بروایت علی رضی اللہ تعالٰی

[69] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب مظھر فی لیلۃ مولدہ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۴۷

[70] کنزالعمال بحوالہ عق،طس عن ابی سعید حدیث ۱۶۸۰۱مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۸،الجامع الصغیر بحوالہ عق،طس عن ابی سعید حدیث ۱۰۶۱دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۲

[71] الجامع الصغیر بحوالہ الخرائطی فی مکام الاخلاق حدیث ۱۱۱۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۷۲،کنزالعمال بحوالہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق حدیث ۱۶۸۰۹مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۹

[72] المستدرک للحاکم کتاب الرقاق اھل المعروف فی الدنیا الخ دارالفکر بیروت ۴ /۳۲۱،کنزالعمال حدیث ۱۶۸۰۷مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۹

تعالٰی عنہ۔ | عنہ ہے۔(ت)

حدیث ۲۴تا۳۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ[73]۔ بھلائی اور اپنی حاجتیں خُوشرُویوں سے مانگو۔

ع　کہ معنی بود وصورت خوب را

کہ یہ خوش رو حضرات اولیائے کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔

من کثرت صلٰوتہ باللیل حسن وجھہ بالنہار[74]۔ (جو رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے اللہ تعالٰی اس کے چہرے کو دن کی روشنی جیسا حسن عطا کردیتا ہے۔ت)

اور جود کامل وسخائے شامل بھی انہیں کا حصہ کہ وقت عطا شگفتہ روئی جس کا ادنٰی ثمرہ۔

الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بھٰذا اللفظ و العقیلی والخطیب وتمام الرازی فی فوائدہ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان عنہ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج والعقیلی والدارقطنی فی الافراد والطبرانی فی الاوسط وتمام والخطیب فی رواۃ مالک عن ابی ھریرۃ،وابن عساکر والخطیب فی تاریخھما عن انس بن مالک،والطبرانی فی الاوسط و العقیلی والخرائطی فی اعتلال القلوب و تمّام وابو سھل وعبدالصمد بن

طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ان ہی لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عقیلی، خطیب، تمام رازی اپنی فوائد میں، طبرانی کبیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں ان ہی سے راوی ہیں۔ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں، عقیلی ودارقطنی نے افراد میں، طبرانی نے اوسط میں، تمام اور خطیب نے بواسطہ مالک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ابن عساکر اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اوسط میں، عقیلی وخرائطی نے اعتلال القلوب میں، تمام وابوسہل اور عبدالصمد بن

---

[73] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ /۸۱

[74] کنزالعمال حدیث ۲۱۳۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷ /۷۸۳

عبد الرحمن البزار فی جزئه وصاحب المهر انیات فیها عن جابر بن عبدالله ،وعبدبن حمید فی مسنده وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الکامل والسلفی فی الطیوریات عن ابن عمر ،وابن النجار فی تاریخه عن امیرالمومنین علی،والطبرانی فی الکبیر عن ابی خصیفة وتمام عن ابی بکرة،والبخاری فی التاریخ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج،وابو یعلٰی فی مسنده،والطبرانی فی الکبیر والعقیلی والبیهقی فی شعب الایمان وابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقة کلهم بلفظ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه[75]،کما

عبدالرحمٰن بزار نے اس کو اپنی جزء میں اور صاحب مہرانیات نے مہرانیات میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ جبکہ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں،ابن حبان نے ضعفاء میں،ابن عدی نے کامل میں اور سلفی نے طیوریات میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر میں ابو خصیفہ سے اور تمام نے ابو بکرہ سے روایت کیا۔ بخاری نے تاریخ میں،ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں،ابو یعلٰی نے اپنے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، عقیلی و بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔ان سب نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے کہ ''خوشرویوں سے بھلائی طلب کرو'' جیسا کہ

[75] اتحاف السادۃ المتقین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقة النعمة واقسامها دارالفکر بیروت ۹ /۹۱،کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۴ دارالکتب العلمیة بیروت ۱ /۱۲۲و۱۲۳،تاریخ بغداد ذکر مثانی الاسماء دارالکتاب بیروت ۴ /۱۸۵،تاریخ بغداد ترجمه ایوب بن الولید ۳۴۸۳ دارالکتاب بیروت ۷ /۱۱،تاریخ بغداد ترجمہ عبدالصمد بن احمد ۵۷۲۲ دارلکتاب بیروت ۱۱ /۴۳،تاریخ بغداد عصمة بن محمد الانصاری ۱۴۱۷ دار الکتاب بیروت ۱۳ /۱۵۸،الضعفاء الکبیر حدیث ۱۳۶۶ دارالکتب العلمیة بیروت ۳ /۳۴۰،شعب الایمان تحت الحدیث ۳۵۴۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۳/۲۷۹، (باقی برصفحہ آئندہ)

عند الاکثر اوالتمسوا [76] کما التمام عن ابن عباس و الخطیب عن انس۔والطبرانی عن ابی خصیفۃ۔او ابتغو ا [77] کما للدارقطنی عن ابی ھریرۃ ولفظہ عند ابن عدی عن ام المؤمنین اطلبوا الحاجات وھو فی کاملہ [78] والبیھقی فی شعب

اکثر کے نزدیک ہے۔یا اطلبوا کی جگہ التمسوا ہے جیسا کہ تمام نے ابن عباس،خطیب نے حضرت انس اور طبرانی نے ابو خصیفہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم۔یا لفظ ابتغوا ہے جیسا کہ دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ابن عدی کی کامل میں بروایت ام المومنین حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ "اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

موسوعۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۳مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۲ /۵۱،کنزالعمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۶۷۹۲مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۶،الجامع الصغیر بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۴۴دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۹،الجامع الصغیر بحوالہ تخ حدیث ۱۰۷۷دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۷۲،المعجم الاوسط عن ابی ھریرۃ حدیث ۳۷۹۹مکتبۃ المعارف ریاض ۴ /۴۷۲،کنز العمال حدیث ۱۶۷۹۵مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۶،المعجم الاوسط عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۶۱۱۳مکتبۃ المعارف ریاض ۷/۱۷،مجمع الزوائد باب مایفعل طالب الحاجۃ وممن یطلبھا دار الکتاب بیروت ۸ /۱۹۴و۱۹۵،الکامل لابن عدی ترجمہ سلیم بن مسلم ،دارالفکر بیروت ۳ /۱۱۶۷،المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۱۵۷عالم الکتب بیروت ص ۲۴۳،اعتلال القلوب للخرائطی حدیث ۳۴۲و۳۴۳مکتبہ نزار مصطفی البازمکۃ المکرمۃ ۱ /۱۶۶و۱۶۷،موسوعۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۲و۵۱ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ص۵۰ و۵۱،الضعفاء الکبیر ترجمہ سلیمان بن راقم ۵۹۹ ۲ /۱۲۱ وترجمہ سلیمان بن کراز ۶۲۸ ۲ /۱۳۹،شعب الایمان حدیث ۳۵۴۱و۳۵۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳ /۲۷۸

[76] المعجم الکبیر عن ابی خصیفۃ حدیث ۹۸۳المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲ /۳۹۶،تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن محمد ۱۲۸۷ دارالکتاب العربی بیروت ۳ /۲۲۶

[77] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد عن ابی ھریرۃ حدیث ۱۶۷۹۲مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۶

[78] الکامل لابن عدی ترجمہ الحکم بن عبداللہ دار الفکر بیروت ۲ /۶۲۲

عن عبداللہ بن جراد بلفظ اذا ابتغیتم المعروف فاطلبوہ عند حسان الوجوہ [79] واحمد بن منیع فی مسندہ عن یزید القسملی بلفظ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوھا [80] وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابن مصعب الانصاری وعن عطاء وعن ابن شھاب الثلثۃ مراسیل رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین۔

حاجات طلب کرو''۔ بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن جراد سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ ''جب بھلائی طلب کرو تو خوشرویوں کے پاس طلب کرو۔''احمد بن منیع نے اپنی مسند میں یزید القسملی سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ''جب حاجات طلب کرو تو خوشرویوں کے ہاں طلب کرو۔''ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن مصعب انصاری، عطاء اور ابن شہاب سے روایت کیا، یہ تینوں حدیثیں مرسل ہیں، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔(ت)

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا الایادی عند فقراء المسلمین فان لھم دولۃ یوم القیٰمۃ [81]۔ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی الربیع السائح معضل۔

نعمتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت ہے۔(ابو نعیم نے حلیہ میں ابو الربیع السائح سے معضل (سخت مشکل) روایت کی۔ت)

حدیث ۳۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ تعالٰی عبادا اختصھم لحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولٰئک الاٰمنون من عذاب اللہ۔الطبرانی

اللہ تعالٰی کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں اپنے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الٰہی سے امان

---

[79] شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۳۵

[80] اتحاف السادۃ المتقین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ واقسامھا دار الفکر بیروت ۹/ ۹۱، کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۲۳، المصنف لابن ابی شیبۃ حدیث ۲۶۲۶۹، ۲۶۲۶۸، ۲۶۲۶۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۴۳۵

[81] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ابی الربیع السائح ۴۱۸ دار الکتاب العربی بیروت ۸/ ۲۹۷

فی الکبیر[82] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن۔

میں ہیں۔(طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ت)

حدیث ۴۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا اراد اللہ بعبد خیرا استعملہ علی قضاء حوائج الناس۔البیہقی فی الشعب[83] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے(بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۴۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا اراد اللہ بعبد خیرًا صیر حوائج الناس الیہ۔ مسند الفردوس[84] عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تعالٰی جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے(مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا گیا۔ت)

حدیث ۴۲و۴۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے وہ انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے،

وانا اٰخذ بحجزکم عن النار وانتم تفلتون من یدی۔احمد ومسلم عن جابر واحمد[85]

اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔(احمد اور مسلم نے حضرت جابر سے اور احمد نے

---

[82] کنزالعمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۱۶۰۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۳۵۰

[83] شعب الایمان حدیث ۷۶۵۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۱۷

[84] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۹۳۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۴۳

[85] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی اُمتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸، مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۹۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۴۰

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔
حضرت ابوہریرۃ سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ت)

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لیس منکم رجل الا انا ممسك بحجزتہ ان یقع فی النار۔الطبرانی فی الکبیر[86] عن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گرپڑے۔(طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۴۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جاناکہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا۔

الاو انی ممسك بحجز کم ان تھافتوا فی النار کما تھافت الفراش والذباب۔احمد والطبرانی[87] فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

سن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اور مکھیاں۔(احمد اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اللہ اکبر! اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا، ولکن الوھابیۃ لایعلمون (لیکن وہابی نہیں جانتے۔ت)

تنبیہ: بائیس ۲۲ سے چوالیس ۴۴ تک چوبیس حدیثیں قابل اندراج وجہ دو تھیں کہ قطعًا للشغف یہیں درج ہوئیں۔

حدیث ۴۶ تا ۵۲: سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی:

---

[86] المعجم الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ عنہ حدیث ۷۰۰۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷ /۲۶۹

[87] مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۴۲۴، المعجم الکبیر عن ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰ /۲۶۵

اللھم اعز الاسلام باحب ھٰذین الرجلین الیك بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ھشام [88]۔احمد و عبد بن حمید والترمذی وحسنه وصححه وابن سعد وابو یعلٰی والحسن	الٰہی! اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام۔(روایت کیا اس کو احمد وعبد بن حمید وترمذی نے اور اسے حسن

[88] مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۹۵،المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۷۵۹ عالم الکتب بیروت ص ۲۴۵،سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۱ دارالفکر بیروت ۵ /۳۸۳،سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۳ دارالفکر بیروت ۵ /۳۸۴،کنزالعمال بحوالہ البغوی عن ربیع السعدی حدیث ۳۲۷۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱ /۵۸۳،کنزالعمال حدیث ۷۲، ۷۳، ۷۴۔۳۲۷۷۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۸۲، کنز العمال بحوالہ خیثمۃ فی فضائل الصحابۃ حدیث ۳۵۸۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۶۰۲،کنزالعمال بحوالہ یعقوب بن سفیان حدیث ۳۵۸۴۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۵۹۲،تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷ /۵۰تا۶۸،کشف الخفاء تحت حدیث ۵۴۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۱۶۶،دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر اسلام عمر بن الخطاب دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۱۶و۲۲۰،الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ ارقم بن ابی الارقم دارصادر بیروت ۳/ ۲۴۲ و ۲۶۷ و ۲۶۹، المستدرك للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارصادر بیروت ۳/ ۸۳و۵۰۲،السنن الکبرٰی کتاب قسم الفئی والغنیمۃ دارصادر بیروت ۶ /۳۷۰،المعجم الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ حدیث ۱۴۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۹۷،المعجم الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۱۰۳۱۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰ /۱۹۷،تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن بشر ۱۶۶۱ دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۵۴،المعجم الاوسط حدیث ۴۷۴۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۵ /۳۷۸،المعجم الاوسط حدیث ۱۸۸۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۲ /۵۱۲

بن سفٰین فی فوائدہٖ والبزار وابن مردویۃ وخیثمۃ بن سلیمان فی فضائل الصحابۃ وابو نعیم والبیہقی فی دلائلھما وابن عساکر کلھم عن امیر المومنین عمر۔والترمذی عن انس والنسائی عن ابن عمر واحمد وابن حمید وابن عساکر عن خباب بن الارت والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن عبداللہ ابن مسعود والترمذی والطبرانی وابن عساکر عن ابن عباس والبغوی فی الجعدیات عن ربیعۃ السعدی رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین،ورواہ ابن عساکر عن ابن عمر بلفظ اللھم اشدد[89] وکابن النجار عنہ بلفظ الحدیث الثانی وابو داؤد الطیالسی والشاشی فی فوائدہ والخطیب عن ابن مسعود بلفظ الصدیق الآتی۔

اور صحیح کہا۔اورابن سعد وابویعلٰی وحسن بن سفیان نے اپنی فوائد میں۔اور بزار،ابن مردویہ،خیثمہ بن سلیمان فضائل صحابہ میں،ابو نعیم وبیہقی دلائل النبوۃ میں اورابن عساکر،یہ تمام امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں۔ ترمذی نے اس سے،نسائی نے ابن عمر سے،احمد بن حمید وابن عساکر نے خباب بن الارت سے،طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے۔ترمذی،طبرانی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اوربغوی نے جعدیات میں ربیعہ بن سعدی سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اور ابن عساکر نے اس کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے "اللھم اشدد"کے لفظ سے روایت کیا اورابن نجار کی طرح اس کو بلفظ حدیث دوم روایت کیا۔ابو داود طیالسی اور شاشی نے اپنی فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بلفظ صدیق روایت کیا جو آگے آرہاہے،رضی اللہ تعالٰی عنہم۔(ت)

حدیث ۵۳تا۵۷: کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعافرمائی:

اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب

الٰہی ! خاص عمر بن الخطاب کے ذریعے سے

[89] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷ /۵۱

خاصة[90]۔ابن ماجة وابن عدی والحاکم والبیہقی عن ام المومنین الصدیقة وبلالفظ خاصة ابو القاسم الطبرانی عن ثوبان والحاکم عن الزبیر و ابن سعد من طریق الحسن المجتبٰی وخیثمة بن سلیمان فی الصحابة واللالکائی فی السنة وابو طالب ن العشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر جمیعًا من طریق النزال بن سبرة عن امیر المومنین علی و ابن عساکر عنہما اعنی الزبیر والامیر معًا کالطبرانی فی الاوسط عن ابی بکر ن الصدیق بلفظ اید الاسلام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

اسلام کو عزت دے۔(ابن ماجہ، ابن عدی، حاکم اور بیہقی نے اس کو ام المومنین صدیقہ سے روایت کیا اور لفظ خاصّة کے بغیر اس کو ابوالقاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبی وخیثمہ بن سلیمان نے صحابہ میں اور لالکائی نے سنّہ میں اور ابو طالب عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے، ان سب نے بطریق نزال بن سبرہ امیر المومنین سیدنا حضرت علی سے اور ابن عساکر نے حضرت زبیر اور حضرت علی دونوں سے، جیساکہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو بکر صدیق سے "اید الاسلام" کے لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ت)

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف و موافق سب پر روشن و مبین۔ والہذا عبد اللہ

[90] سنن ابن ماجة فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷، الکامل لابن عدی ترجمہ مسلم بن خالد دارالفکر بیروت ۲۳۱۰/۶، المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة دارالفکر بیروت ۸۳/۳، السنن الکبرٰی کتاب قسم الفئی والغنیمة دارصادر بیروت ۳۷۰/۶، المعجم الکبیر عن ثوبان حدیث ۱۴۲۸ المکتبة الفیصلیة بیروت ۹۷/۲، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵۲/۴۷، کنزالعمال بحوالہ خیثمہ واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۲۹۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۳۲، المعجم الاوسط حدیث ۸۲۴۹ مکتبة المعارف ریاض ۹/ ۱۱۹و۱۲۰

بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر [91]۔ البخاری فی صحیحہ و ابو حاتم الرازی فی مسندہ و ابن حبان عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔(امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی بخاری میں اور ابو حاتم رازی نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

کان اسلام عمر فتحا وھجرتہ نصرًا وامارتہ رحمۃ لقد رأیتنا وما نستطیع ان نصلی بالبیت حتی اسلم عمر [92]۔ رواہ ابو ظاھر السلفی واٰخرہ لابن اسحٰق فی سیرتہ بمعناہ۔

عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظّمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔(اس کو روایت کیا ابو ظاہر سلفی نے اور اس کے بعد سیرۃ ابن اسحٰق میں انہیں معنوں میں۔ت)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

ما صلینا ظاھرین حتی اسلم عمر

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز

---

[91] صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰، المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت ۳/ ۸۴، الطبقات الکبری لابن سعد اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳/ ۲۷۰، صفۃ الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴

[92] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام اسلام ابن عمر رضی اللہ عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزئین الاولین ص ۳۴۲، اسد الغابۃ ترجمہ ۳۸۲۴ عمر بن الخطاب دار الفکر بیروت ۳/ ۶۴۸، لریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن الخطاب حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت الجزء الثانی ص ۲۴۴

ظھر الاسلام ودعا الی اللہ علانیۃً۔ اخرجہ الدولابی فی الفضائل[93]۔

نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انہوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا (دولابی نے فضائل میں اسے بیان کیا۔ت)

صہیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لما اسلم عمر جلسنا حول البیت حلقًا وطفنا بہ وانتصفنا ممن غلظ علینا۔ خرجہ ابو الفرج فی صفۃ الصفوۃ[94]۔

جب عمر مسلمان ہوئے ہم گرد خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور طواف کیا اور ہم پر جو سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔ (ابو الفرج نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا۔ت)

حدیث ۵۸: عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

انی لاجد صفتك فی کتاب اللہ یا یھا النبی انا ارسلنك شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا الی قولہ لن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء حتی یقولوا لا الہ الا اللہ و یفتح بہ اعینا عمیًا واٰذانًا صمًا وقلوبًا غلفًا[95]۔

زید بن اسلم عن عبداللہ بن سلام، والدارمی والبیہقی من طریق عطاء بن یسار عنہ نحوہ ولہ طریق ثانی فی الباب الاٰتی ان شاء اللہ تعالٰی۔ بیشک میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا ہوں، اے نبی! یقینا ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے

---

[93] الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت، الجزء الثانی ص ۲۴۴

[94] صفۃ الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴

[95] دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۸۶، سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعۃ لقاھرۃ ۱/ ۱۴، الخصائص الکبری بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراۃ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۱۰، الطبقات الکبرٰی ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/ ۳۶۰، تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۱۸ و ۲۱۹

الطبرانی و ابو نعیم فی الدلائل وابن عساکر عن محمد بن حمزۃ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہٖ وابن عساکر ایضًا من طریق زید بن اسلم عن عبداللہ بن سلام ،والدارمی و البیھقی من طریق عطاء بن یسار عنہ نحوہ ولہ طریق شانی فی الباب الاٰتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔(روایت کیا طبرانی اورابو نعیم نے دلائل میں، اورابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبداللہ بن سلام سے، اور دارمی اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار انہیں سے ایسے ہی اور طریق دیگر آئندہ باب میں آئیگا ان شاء اللہ تعالٰی۔ت)

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی:

انی باعث نبیا امیًّا افتح بہ اٰذانًا صمًّا وقلوبًا غلفًا واعینًا عمیًا الی ان قال اھدی بہ من بعد الضلالۃ و اعلم بہ بعد الجھالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واسمی بہ بعد النکرۃ واکثر بہ بعد القلۃ واغنی بہ بعد العیلۃ واجمع بہ بعد الفرقۃ واؤلف بہ بین قلوب و اھواء متشتتۃ وامم مختلفۃ ابن ابی حاتم عن وھب بن منبّہ[96]۔

بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اوراس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا،اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا،اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بُلند نامی دوں گا،اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا،اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب سے محتاجی کے بعد غنی کردوں گا،اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا،اس کے وسیلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں، متفرق امتوں میں میل کردوں گا۔ (ابن حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا۔ت)

[96] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱/ ۱۳

للہ انصاف! یہ کس قدر بلاؤں کا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے وسیلے سے دفع ہونا ہے وللہ الحمد۔

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لما خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم من نورٍ طول القلم مابین المشرق والمغرب لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہ اٰخذوبہ اعطی وامتہ افضل الامم و افضلھا ابوبکرن الصدیق۔الرافعی[97] عن سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب اللہ تعالٰی نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے لُوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

بحمد اللہ تعالٰی اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں ان کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافت عظمٰی کہتے ہیں۔وللہ الحمد حمداً اکثیرًا۔

دیکھو! بشہادت خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلادور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دفع بلا کا واسطہ ماننا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا، اناللہ وانا الیہ راجعون، اور بحمد اللہ تعالٰی تین حدیث اخیر نے روشن ومستنیر کردیا کہ جو نعمت ملی جو بلا ٹلی سب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باعث حاصل وزائل ہوئی، بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا واللہ

[97] کنز العمال بحوالہ الرافعی عن سلمان حدیث ۳۲۵۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۵۴۹ و ۵۵۰

ثم باللہ ایک دفع بلا و حصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاک لما خلقت الدنیا [98] (اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ت)

یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہوجائے ۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہاں ہے [99]

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہ وصحبہ وبارک وکرم۔

---

[98] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۹۷

[99] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۱/۷۹

باب دوم:

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالٰی کیسے نصوص نجدیت شکن، جان وہابیت پر برق افگن، اس میں چوالیس ۴۴ آیتیں اور دو سو چالیس ۲۴۰ حدیثیں ہیں۔

فصل اوّل آیات شریفہ میں

آیت ۷: قال ربنا تبارك وتعالٰی:

"وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ"[100]۔ اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولتمند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولتمند کردیا اپنے فضل سے۔
اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہلسنت کو دین و دنیا کا دولتمند فرما اور اپنے فضل سے۔ صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم۔

میں گدا تو بادشاہ بھردے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا[101]

آیت ۸:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۟ ۧ"[102]۔ اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دئے پر، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

---

[100] القرآن الکریم ۹ /۷۴

[101] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۲ /۳

[102] القرآن الکریم ۹ /۵۹

یہاں رب العزت جل وعلانے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آیت ۹:

"اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ"[103]۔ اللہ نے اسے نعمت بخشی، اور اے نبی! تو نے اسے نعمت دی۔

آیت ۱۰:

"لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ"[104]۔ آدمی کے لیے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، وللہ الحمد۔

آیت ۱۱:

"وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ"[105]۔ اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فرشتوں کو ہمارا حافظ ونگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲:

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۠ ۶۴"[106]۔ اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک وتعالٰی نے اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر فرماتا ہے: اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

فی الجلالین حسبك اللہ وحسبك جلالین میں ہے کافی ہے تجھے اللہ اور

[103] القرآن الکریم ۳۳ /۳۷

[104] القرآن الکریم ۱۳ /۱۱

[105] القرآن الکریم ۶ /۶۱

[106] القرآن الکریم ۸ /۶۴

من اتبعك[107]۔ | کافی ہے تجھے وہ جس نے تیری پیروی کی۔(ت)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے:

اے پیغامبر کفایت ست ترا خدا وآنا کہ پیروی تو کردہ انداز مسلمانان[108]۔ | اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ مسلمان جنہوں نے تیری پیروی کی۔(ت)

آیت ۱۳: یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا:

"اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ"[109]۔ | بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

فی الجلالین انہ ای الذی اشترانی ربی سیدی[110]۔ | تفسیر جلالین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے خریدا وہ میرا رب یعنی میرا آقا ہے۔(ت)

آیت ۱۴:

"اَمَّاۤ اَحَدُ کُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا ۚ"[111]۔ | اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

آیت ۱۵:

"وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْہُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ۫"[112]۔ | اور یوسف نے کہا اس سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔ یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔

آیت ۱۶: اس پر مولٰی تبارک وتعالٰی فرماتا ہے:

---

[107] جلالین کلاں تحت الآیۃ ۸/ ۶۴ اصح المطابع دہلی ص ۱۵۳

[108] فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن (ترجمہ شاہ ولی اللہ) مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۸۷

[109] القرآن الکریم ۱۲/ ۲۳

[110] جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲/ ۲۳ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۱

[111] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۱

[112] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۲

"فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ"[113]، | تو اسے بھلادیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلالین ای الساقی الشیطن ذکر یوسف عند ربہ[114]۔ | جلالین میں ہے یعنی ساقی کو شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس کے رب کے آگے کرنا بھلادیا۔(ت)

آیت ۱۷:

"قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــٴَـلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ"[115]۔ | یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو، اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا شرک۔

آیت ۱۸: رب جل وعلا اپنے مبارک بندے عیسٰی ابن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام سے فرماتا ہے:

"وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْۚ وَ اِذْ تُخْرِ جُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْۚ"[116]۔ | اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے، پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پروانگی سے، اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے، اور جب تو قبروں سے مُردے نکالتا میری پروانگی سے۔

دفعِ بلائے مرض وابرائے اکمہ وابرص میں کتنا فرق ہے۔

[113] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۲
[114] جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲/ ۴۲ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۳
[115] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۰
[116] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

آیت۱۹: حضرت مسیح علیہ الصلٰوۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

"اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ (الی قولہ) وَ لِاُحِلَّ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ"[117]۔

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت پھر پھونکتا ہوں اسمیں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے، اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو، اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو تاکہ میں حلال کردوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سبحان اللہ! عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام جو فرمارہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے جِلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!

آیت۲۰:

"وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ"[118]۔

نکاح کردو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو ''ہمارا بندہ'' فرمارہا ہے۔ اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اس کا بندہ، اس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا، شائد ان کے نزدیک زید و عمرو خدا کے شریک ہوسکتے ہوں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت۲۱:

"اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں، وہ انہیں حکم

[117] القرآن الکریم ۳/ ۴۹و۵۰

[118] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۲

بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ "[119]۔

دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے، اور حلال کرے گا ان کے لیے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں، اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔(صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

جان جہان وجہان جان اس جان جان وجان ایمان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دئے۔للہ انصاف! اور دافع بلاکسے کہتے ہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

"رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۠(۱۲۹)"[120]۔

اے رب ہمارے! اور ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور وہ پیمبر انہیں گناہوں سے پاک کردے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے کہ:

انا دعوۃ ابی ابراھیم[121]۔

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں (صلی اللہ تعالٰی علیہما وسلم)

آیت ۲۳: خود رب العزۃ جل وعلاء فرماتا ہے:

" كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَكِّیْكُمْ وَ یُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُعَلِّمُكُمْ

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن وعلم سکھاتا اور ان باتوں کا

[119] القرآن الکریم ۷ /۱۵۷

[120] القرآن الکریم ۲ /۱۲۹

[121] دلائل النبوۃ باب ذکر مولدالمصطفی الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۸۱،الدرالمنثور تحت الآیۃ ۲ /۱۲۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۰۳و۳۰۴

مَّالَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ؕ‏﴿۱۵۱﴾ "[122]۔

تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت ۲۴:

" لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ‏ ﴿۱۶۴﴾ "[123]۔

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن و حکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت ۲۵:

" هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍۙ‏ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ‌ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ‏ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ‏ ﴿۴﴾ "[124]۔

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے یہ ان پر آیات الٰہیہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا اور انہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمدللہ! اس آیہ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک تمام امت مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظر رحمت سے ملحوظ رہے۔ والحمد

[122] القرآن الکریم ۲ /۱۵۱
[123] القرآن الکریم ۳ /۱۶۴
[124] القرآن الکریم ۶۲ / ۲تا۴

للہ رب العٰلمین۔

بیضاوی شریف میں ہے:

ھم الذین جاءوا بعد الصحابۃ الی یوم الدین[125]۔

یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

معالم شریف میں ہے:

قال ابن زید ھم جمیع من دخل فی الاسلام بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (الی یوم القیٰمۃ)وھی روایۃ ابن ابی نجیحٍ عن مجاھد[126]۔

ابن زید نے فرمایا: یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔

الحمدللہ! قرآن عظیم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان تعریفوں کااس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے دو جگہ سورہ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورہ جمعہ،اور اسکے آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنھوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگادی بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔والحمدللہ رب العٰلمین۔

آیت ۲۶: جب ابو لبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والاصلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے،آیت اُتری:

"خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا

اے نبی! لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کروانہیں اور تم ستھرا کردو

[125] انوار التنزیل(تفسیر البیضاوی)تحت الآیۃ ۶۲ /۳ دار الفکر بیروت ۵ /۳۳۷

[126] معالم التنزیل(تفسیر البغوی)تحت الآیۃ ۶۲ /۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴ /۳۱۱

وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ "[127]۔ انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب، اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

دیکھو حضور دافع البلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی، اور جب حضور کی دعا ان کے دلوں کا چین ہوا تو یہی دفع الم ہے صلی اللہ تعالیٰ علی دافع البلاء والالم وعلٰی اٰلہ وصحبہ وبارك وسلم۔

آیت ۲۷:

"لَا یَمۡلِکُوۡنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ﴿ۘ۸۷﴾ "[128]۔ اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمٰن کے ساتھ عہد و پیمان کر رکھا ہے۔

آیت ۲۸:

"وَ لَا یَمۡلِکُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنۡ شَہِدَ بِالۡحَقِّ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾ "[129]۔ جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی عیسٰی و عزیز وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام)

ان آیات میں مولٰی تعالیٰ اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد و پیمان مقرر ہو جانے سے تقویۃ الایمان کی اس بدلگامی کا منہ بھی سی دیا کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کر دے گا۔

آیت ۲۹:

"وَ لَا تُؤۡتُوا السُّفَہَآءَ اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ قِیٰمًا وَّ ارۡزُقُوۡہُمۡ فِیۡہَا وَ نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق

---

[127] القران الکریم ۹/۱۰۳

[128] القران الکریم ۱۹/ ۸۷

[129] القران الکریم ۴۳/ ۸۶

اَکْسُوْھُمْ وَ قُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝"[130]۔

دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

آیت ۳۰:

"وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝" [131]۔

جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔ ان آیات میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

آیت ۳۱:

"اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ" [132]۔

جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔

آیت ۳۲:

"فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۝" [133]؛

قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔

یہ صفت بھی بالذات ذات الٰہی جل وعلا کی ہے۔ قال اللہ تعالٰی: "یُدَبِّرُ الْاَمْرَ" [134] کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ (ت)

خازن ومعالم التنزیل میں ہے:

قال ابن عباس هم الملئكة وكلوا بامور عرفهم الله تعالٰی العمل بها قال عبدالرحمن

یعنی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل

[130] القرآن الکریم ۴/ ۵
[131] القرآن الکریم ۴/ ۸
[132] القرآن الکریم ۸/ ۱۲
[133] القرآن الکریم ۷۹/ ۵
[134] القرآن الکریم ۳۲/ ۵

بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعة جبریل و میکائیل وملك الموت واسرافیل علیهم السلام، اما جبریل فمؤکل بالریاح والجنود واما میکائیل فمؤکل بالقطر والنبات واما ملك الموت فمؤکل بقبض الانفس واما اسرافیل فهو ینزل علیهم بالامر[135]۔

نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور لشکروں پر مؤکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باراں وروئیدگی پر مقرر ہیں۔ (کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔ حدیث میں فرمایا:

القرآن ذووجوه۔ رواه ابو نعیم[136] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔

قرآن متعدد معانی رکھتا ہے۔ (اس کو ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔

ولم یزل الائمة یحتجون به علی وجوهه وذٰلك من اعظم وجوه اعجازه وقد فصلنا هذا المرام فی رسالتنا

ائمہ کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معنی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے وجوہ اعجاز میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "الزلال الانقٰی

---

[135] لباب التأویل (تفسیر الخازن) تحت الآیة ۵/ ۷۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۴/ ۳۹۱، معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۵/ ۷۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۴/ ۴۱۱

[136] کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۴۶۹ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۵۵۱

الزلال الانقٰی من بحر سبقۃ الاتقٰی۔ من بحر سبقۃ الاتقٰی'' میں بیان کردی ہے۔(ت)

اب آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

اوصفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانھا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفھا وقوتھا من المدبرات[137]۔

یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

اب توبحمد اللہ تعالٰی اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں فللہ الحجۃ البالغۃ۔

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی وامام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں:

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور الا انہ لیس بحدیث کما توھم ولذا اتفق الناس علی زیارۃ مشاھد السلف والتوسل بھم الی اللہ وان انکرہ بعض الملاحدۃ فی عصرنا و المشتکٰی الیہ ھو اللہ[138]۔

یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[137] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۷۹ /۵ دار الفکر بیروت ۵ /۴۴۵

[138] عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشھاب علی البیضاوی) تحت الآیۃ ۷۹ /۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹ /۳۹۹

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ "[139]۔

اے نبی! ان کافروں سے فرما وہ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا، اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے، اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، اب کہہ دیں گے کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے، تو اللہ ہی کو بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا ہے کہ: قسم ان محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر وتصرف کرتے ہیں۔" ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا۔ اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی وعطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر وتصرف و استمداد واستعانت ودافع البلاء وحاجت روا ومشکلکشا وعلم غیب وندا وغیرہا سب کافور ہو جائیں گے اور اللہ تعالٰی کے مبارک منصور (نصرت دئے گئے، مدد دئے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے۔

"اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ "[140]۔ تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ (ت)

آیت ۳۳:

"قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ"[141]۔ تو فرما تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

[139] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۱
[140] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲
[141] القرآن الکریم ۳۲/ ۱۱

آیت ۳۴:

"تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا"[142]۔ موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔

حالانکہ خود فرماتا ہے:

"اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ"[143]۔ اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

آیت ۳۵:

"لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ﴿۱۹﴾"[144]۔ (جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا، صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم۔

اللہ اللہ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا نجدیہ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیہ تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ وللہ الحجۃ السامیۃ۔ **آیت ۳۶:**

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ﴿۴﴾"[145]۔ بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

صالح المومنین ابوبکر وعمر رواہ الطبرانی فی الکبیر[146] و ابن مردویہ والخطیب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ یہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق وعمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا۔ ت)

---

[142] القرآن الکریم ۶ /۶۱

[143] القرآن الکریم ۳۹ /۴۲

[144] القرآن الکریم ۱۹ /۱۹

[145] القران الکریم ۶۶ /۴

[146] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۷۷ المکتب الفیصلیۃ بیروت ۱۰ /۲۵۳، الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ وابی نعیم تحت الایۃ ۶۶ /۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸ /۲۰۸

بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قراءت میں یوں ہی تھا:

وصالح المومنین ابوبکر وعمر والملائکۃ بعد ذلك ظھیر[147]۔ نیک مسلمان ابوبکر وعمر اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ت)

یہاں اللہ عزوجل اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور جبرائیل اور ابوبکر وعمر مددگار ہیں

آیت ۳۷:

"اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾"[148]۔ ہدہد نے ملک سبا سے آکر سیدنا سلیمن علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی میں نے ایک عورت پائی کہ وہ ان کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد وغلام سب اس کے مملوک ہوئے مگر کوئی اگر محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو ان کا بندہ مملوک کہے وہابیہ کے دین میں شرک ٹھہرے۔

آیت ۳۸:

"وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًاؕ"[149]۔ جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلالیا۔

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتل ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اسی کو کیا گویا تمام آدمیوں کو جلالیا۔ معالم شریف میں ہے:

ومن احیاھا وتورع عن قتلھا[150]۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اور اس کے قتل سے اجتناب کیا۔ (ت)

147

148 القرآن الکریم ۲۷ /۲۳

149 القرآن االکریم ۵ /۳۲

150 معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الایۃ ۵/ ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۲۵

اس میں ہے:

ومن احیاھا ای عفا عمن وجب علیہ القصاص لہ فلم یقتلہ[151]۔ اور جس نے اسے زندہ کیا یعنی جو قصاص اس پر واجب ہو چکا تھا وہ معاف کر دیا اور قصاص میں اس نے قتل نہیں کیا۔ت)

وہابی صاحب بتائیں کہ دفع بلا زیادہ ہے یا زندہ کرنا، جلا لینا، حیات دینا۔

آیت ۳۹:

"اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَ اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝۵۹ "[152]۔ یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں کہ جو میرے سایہ رحمت میں اترتا ہے اسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی۔

یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے تو یہ فرمایا، اور رب عزوجل نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:

"وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝۲۹ "[153]۔ اے نوح جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت ونعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

آیت ۴۰:

"اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور

---

[151] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۲۵

[152] القرآن الکریم ۱۲ /۵۹

[153] القرآن الکریم ۲۳ /۲۹

اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ رٰکِعُوۡنَ ﴿۵۵﴾" [154]

اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) یہاں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ قال تعالٰی:

"وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۘ" [155]۔

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے:

"مَا لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ ۫" [156]۔

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

معالم میں ہے:

(مالهم) ای ما لاهل السمٰوٰت والارض (من دونه) ای من دون الله (من ولیٍّ) ناصر [157]۔

نہیں ہے ان کے لیے یعنی آسمان اور زمین والوں کیلئے سوا اس کے، یعنی سوا اللہ تعالٰی کے کوئی ولی یعنی مددگار۔(ت)

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذاللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول و صلحاء کے لیے ثابت کیا جسے قرآن ہی جابجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، مگر بحمداللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں، اللہ تعالٰی بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، وللہ الحمد، اب اتنا اور سمجھ لیجئے مددکاہے کے لیے ہوتی ہے؟ دفع بلاء کے واسطے۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعًا دافع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ

[154] القرآن الکریم ۵/ ۵۵

[155] القرآن الکریم ۹/ ۷۱

[156] القرآن الکریم ۱۸/ ۲۶

[157] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۱۸/ ۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۱۳۲

سبحانہ بالذات دافع البلاء ہے اور انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء بعطائے خدا۔ والحمد للہ العلی الاعلی۔

پنج آیت از تورات وانجیل وزبور مقدسہ

آیت ۴۱، تورات شریف: امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور دارمی وطبرانی ویعقوب بن سفیٰن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پر نور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صفت یوں ہے:

یٰایھاالنبی انا ارسلنٰك شاھدًاومبشرًا ونذیرا حرزًا للامیین (الٰی قولہ تعالٰی) یعفوویغفر۔[158] اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لیے پناہ (الٰی قولہ تعالٰی) معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

حرز بھی رب العزت جل وعلا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے:

یاحرز الضعفاء یاکنزالفقراء۔[159] اے ضعیفوں کی پناہ! اے غریبوں کے خزانے!

علامہ زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

جعلہ نفسہ حرزًا مبالغۃ لحفظہ لھم فی الدارین۔[160] یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک وتعالٰی نے حضور کو بطور مبالغہ

---

[158] سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعۃ قاھرۃ ۱/۱۴، دلائل النبوۃ للبیھقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷۶، صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/۲۸۵ و کتاب التفسیر سورۃ الفتح ۲/۷۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی، الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۱۰، الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/۳۶۰و۳۶۲

[159]

[160] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ

خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا وآخرت میں اپنی امت کے محافظ ونگہبان ہیں۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

آیت ۴۲، از تورات: ہاں ہاں خبر دار وہوشیار، اے نجدیان نابکار، ذرا کم سن نوپیدا عیارہ خام پارہ وہابیت نکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا تورات وزبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گے نو خیز وہابیت کی نادان جان پر قہر الٰہی کی بجلیاں گرائیں گے افسوس تمہیں تورات وزبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کی غل تو یہ ہے کہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلام الٰہی بتائیں، یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ، طریقت کے دادا۔ اب انہیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الٰہی پر ایمان لانے کو روٹھی وہابیت ملتی ہے، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔ت)

ع

دو گونہ رنج وعذاب است جان لیلٰی را بلائے صحبت مجنوں وفرقت مجنوں[161]

(لیلٰی کی جان کو دو قسم کا دکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت۔ت)

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں، شرمائی چتونوں سے لجائی انکھڑیاں اوپر اٹھائیے اور بحمد اللہ وہ سنئے کہ ایمان نصیب ہو تو سنی ہو جائیے، جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں تورات کے سفر چہارم میں ہے:

قال اللہ تعالٰی لابراھیم ان ھاجرۃ تلد ویکون من ولدھا من یدہ فوق الجمیع وید الجمیع مبسوطۃ الیہ بالخشوع[162]۔

اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑ گڑانے میں۔

وہ کون؟ محمد رسول اللہ سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بُلند ہاتھ والے، اے دوجہان کے اجالے۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی و

161

162 تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلٰوت والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

محتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے، والحمدللہ رب العٰلمین۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا [163]

آیت ۴۳، از زبور مقدس: نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول:

یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیك من اجل ذٰلك ابارك علیك فتقلد السیف فان بھائك وحمدك الغالب (الٰی قولہ) والامم یخرون تحتك کتاب حق جاء اللہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلاء ت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ وملك الارض و رقاب الامم [164]۔

اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر، میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں، تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب لایا اللہ برکت وپاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اے احمد پیارے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مملوکو خوشی وشادمانی ہے، تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے، والحمدللہ رب العالمین۔

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدائے　　　ماہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند [165]

(ہمارا عہد وپیمان اللہ تعالٰی نے میٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے۔ت)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب　　　یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا [166]۔

ولہٰذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالٰی عنہ،

---

[163] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳

[164] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

[165]

[166] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲

پھر امام اجل قاضی عیاض شفاء شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً وتذکیراً، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحًا وتفسیرًا فرماتے ہیں:

من لم یرولایۃ الرسول علیہ فی جمیع احوالہ ویر نفسہ فی ملکہ لایذوق حلاوۃ سنتہ[167]۔

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا ولی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

فائدہ عظیمہ: الحمدللہ سنیوں کی اقبالی ڈگری۔ ان آیات تورات وزبور پر فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کو دو۲ **آیت تورات وانجیل مبارک** مع چند احادیث کے یاد آئیں مگر ان کے ذکر سے پہلے امام الطائفہ کے ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے۔ تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا ہے:

"جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔" انتہٰی[168]۔

بھولا نادان لکھتے تو لکھ گیا مگر ؎

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہوجائیگا دین نجدی پائمال سنیاں ہوجائیگا

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"[169]۔

یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اختیار تام ثابت ہوجائیگا بیچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں

---

[167] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی لزوم مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۱۶، نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض الباب الثانی لزوم مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات ہند ۳/ ۳۴۶ و ۳۴۷، المواہب اللدنیۃ المقصد السابع المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۹۹ و ۳۰۰، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۶/ ۳۱۳

[168] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

[169] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی[ف] پیسے پیسے بیچتے اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رب جل وعلا نے اس بادشاہ جبار جلیل الاقتدار عظیم الاختیار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں ہاں ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہو جا۔

آیات واحادیث عطائے مفاتیح عالم بحضور پر نور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ۴۴، از تورات شریف: بیہقی وابو نعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد رسول اللہ اسمہ المتوکل لیس بفظٍ ولا غلیظ و لا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح لیبصر اللہ بہ اعینا عورًا ویسمع بہ اٰذانًا صما ویقیم بہ السنة معوجة حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ یعین المظلوم ویمنعہ من ان یستضعف[170]۔

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلّانے والے، وہ کنجیاں دئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالٰی ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

آیت ۴۵، از انجیل جلیل: حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد وبیہقی وابو نعیم روایت کرتے ہیں ام المومنین ومحبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ بعلہا وابیہا وعلیہا وسلم فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم کی صفت وثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے:

---

[170] الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۱۱، دلائل النبوۃ للبیھقی باب صفة رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷۷

ف: بساطی: خردہ فروش۔ ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں بیچنے والا۔

لافظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح الخ مثل مامرّ سواءً بسواء۔[171]

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خُو، نہ بازاروں میں شور کرتے، انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔ باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے۔

حدیث ۶۱: بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔[172]

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حدیث ۶۲: امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک ومختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض الحدیث۔[173]

مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، الحدیث۔

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

حدیث ۶۳: امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ، ابونعیم دلائل النبوۃ

---

[171] الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/ ۱۱، المستدرک للحاکم کتاب التاریخ کان اجود الناس بالخیر دارالفکر بیروت ۲/ ۶۱۴، الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/ ۳۶۳

[172] صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۸۰، صحیح مسلم کتاب المساجد وموضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹

[173] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۹۸، المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المناقب حدیث ۳۱۶۳۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۳۰۸، الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲/ ۱۹۳

میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی بہ جبریل علیہ قطیفۃ من سندس[174]۔	دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

حدیث ۶۴: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح کل شیئ الا الخمس[175]۔	مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمسہ۔

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم بہا بعد ذٰلك[176]۔	پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم بھی دے دیا گیا۔

اسی طرح علامہ سیوطی نے بھی خصائص کبرٰی[177] میں نقل فرمایا: علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے۔ وللہ الحمد۔

حدیث ۶۵: بعینہٖ یہی مضمون احمد وابویعلٰی[178] نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

حدیث آخر ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور مالک غیور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی تھیں:

---

[174] مسند احمد بن حنبل، عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۳۲۸، الخصائص الکبرٰی بحوالہ احمد وابن حبان وابی نعیم باب اختصاصہ بالنصر مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲ /۱۹۵

[175] مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۸۵، المعجم الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲ /۳۶۱

[176] حواشی الحفنی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المنیر الحدیث اوتیت مفاتیح الخ المطبعۃ الازہریۃ المصریہ مصر ۲ /۷۳

[177] الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲ /۱۹۵

[178] مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۳۸۶

لما خرج من بطنی فنظرت الیه فاذا انابه ساجد ثم رایت سحابة بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیته فغیب عن وجھی، ثم تجلت فاذا انابه مدرج فی ثوب صوف ابیض وتحته حریرة خضراء و قد قبض علی ثلثة مفاتیح من اللؤلوء الرطب واذا قائل یقول قبض محمد علی مفاتیح النصرة و مفاتیح الربح ومفاتیح النبوة ثم اقبلت سحابة اخرٰی حتی غشیته فغیب عن عینی ثم تجلت فاذا انابه قد قبض علی حریرة خضراء مطویة واذقائل یقول بخٍ بخٍ قبض محمد علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من اھلھا الادخل فی قبضته[179]۔ ھذا مختصر۔ والحمدﷲ رب العالمین

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہوگئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۶۶: حافظ ابوزکریا یحیٰی بن عائذ اپنی مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رضوان خازن جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی:

---

[179] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب ماظھر فی لیلۃ مولدہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/ ۴۸

معك مفاتيح النصرة قد البست الخوف والرعب لايسمع احد بذكرك الا وجل فؤاده وخاف قلبه وان لم يرك يا خليفة الله[180]۔	حضور کے ساتھ نصرت کی کنیاں ہیں رعب ودبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب! صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آگیا، اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اسکی طرف سے وہاں کے سیاہ وسپید کا مختار ہوتا ہے مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے "وَمَاقَدَرُوااللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖ"[181]۔ (اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ت) بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدرت نہ جانی لا واللہ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ٦٧: امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور مالک جنت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا یئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی[182]۔	میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے، اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے، اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے، اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید

---

[180] الخصائص الکبرٰی باب ما ظھر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات الہند ١/ ٤٩

[181] القرآن الکریم ٦/ ٩١ و ٣٩/ ٦٧

[182] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ الترمذی والدارمی باب فضائل سیدالمرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ٥١٤، سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ٤٩ دار المحاسن للطباعۃ القاھرۃ ص ٣٠، الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول من تنشق الارض منہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ٢/ ٢١٨

الحدیث۔

ہوں گے، عزت اورکنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

والحمدللہ رب العالمین، شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رؤف ورحیم کے ہاتھ میں رکھا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نائب مٰلك یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکمِ او بحکم رب العالمین[183]۔

اس دن ظاہر ہوجائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مالک یوم دین کے نائب ہیں۔ وہ دن آپ کا ہوگا اور اس میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم چلے گا۔ (ت)

حدیث ۶۸: ابن عبدربہ کتاب بہجۃ المجالس میں راوی کہ حضور پر نور افضل صلوات اللہ تسلیماتہ علیہ فرماتے ہیں:

ینصب الی یوم القیٰمۃ منبر علی الصراط وذکر الحدیث (الی ان قال) ثم یأتی ملك فیقف علی اول مرقاۃٍ من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مٰلك خازن النار ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح جھنم الی محمد وان محمدًا امرنی ان ادفع الی ابی بکرٍ ھاہ۔ اشھدوا ھاہ اشھدوا ثم یقف ملك اٰخر علی ثانی مرقاۃٍ من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی

روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہوکر پکارے گا: اے گروہ مسلمین! جس نے مجھے جانا

[183] مدارج النبوۃ

فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنان ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الی محمد وان محمدا امرنی ان ادفعھا الی ابی بکرٍ ھاہ اشھدوا ھاہ اشھدوا الحدیث۔(اوردہ العلامۃ ابراہیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب التحقیق فی فضل الصدیق من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء [184]۔

اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ تعالٰی نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دوں۔ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔(علامہ ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء کے ساتویں باب میں فضائل صدیق میں بیان کیا ہے۔ت)

حدیث ۷۹: حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمۃ وجمع اللہ الاولین والاٰخرین یؤتی بمنبرین من نور فینصب احدھما عن یمین العرش والاٰخر عن یسارہٖ ویعلوھما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنۃ ان اللہ امرنی ان اسلم مفاتیح الجنۃ الی محمد وان محمدا امرنی ان اسلّمھا الی ابی بکر وعمر لیدخلا محبیھما الجنۃ الا فاشھدوا

روز قیامت اللہ تعالٰی سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے،داہنے والا پکارے گا:اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

184

ثم ینادی الذی عن یسار العرش معشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالك خازن النار ان الله امرنی ان اسلم مفاتیح النار الی محمد ومحمد امرنی ان اسلمها الی ابی بکر وعمر لیدخلا مبغضیهما النار الا فاشهدوا[185]۔اوردہ ایضًا فی الباب السابع من کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکرٍ وعمر من کتاب الاکتفاء۔

پھر بائیں والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (اس کو بھی کتاب الاکتفاء میں کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر وعمر میں باب ہفتم میں بیان کیا۔ت)

یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی:

ینادی یوم القیٰمۃ این اصحاب محمدٍ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، فیؤتیٰ بالخلفاء رضی الله تعالٰی عنهم فیقول الله لهم ادخلوا من شئتم الجنة ودعوا من شئتم اوماهو بمعناه ذکرہ العلامة الشهاب الخفّاجی فی نسیم الریاض[186] شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیه النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من الغیوب، وقال اوماهو بمعناه۔

روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضی اللہ تعالٰی عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔ (علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فصل "نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کن کن غیوب پر مطلع کیا گیا" میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا یا جو اس کے ہم معنی ہے۔ (ت)

---

[185] مناحل الشفاء ومناهل الصفاء بتحقیق شرف المصطفی حدیث ۲۳۸۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۵/ ۴۱۹و۴۲۰

[186] نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ الغیلانیات فصل ومن ذٰلك ما اطلع علیه من الغیوب مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳/ ۱۶۴

حدیث ۷۰: ولہذا سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا: انا قسیم النار میں قسیم دوزخ ہوں۔
یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رواہ شاذان[187] الفضیلی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی جزء ردّالشمس جعلنا اللہ ممن والاہ کما یحبّہ ویرضاہ بجاہ جمال محبّاہ اٰمین۔

اس کو شاذان نے جزء ردالشمس میں روایت کیا ہے۔اللہ تعالٰی ہمیں اس کے محبوں میں رکھے جیسا کہ وہ خود اس سے محبت فرماتا ہے اور اس پر راضی ہے اس کے محبوں کے جمال کے صدقے۔آمین۔(ت)

بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت مولٰی علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو قسیم النار فرمایا۔شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

قدخرج اھل الصحیح ولائمۃ ما اعلم بہ اصحابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مما وعدھم بہ من الظھور علی اعدائہ (الٰی قولہ) وقتل علیٍ وان اشقاھا الذی یخضب ھٰذہ من ھٰذہ ای لحیتہ من رّاسہ وانہ قسیم النار یدخل اولیاءہ الجنۃ واعداءہ النار[188]۔رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنا بہ اٰمین!

بیشک اصحاب صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولٰی علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی شہادت اور یہ کہ بد بخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا،اور یہ کہ مولا علی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو اور اس کے صدقے ہم سے راضی ہو۔آمین۔(ت)

[187] کنز العمال بحوالہ شاذان الفضیلی فی ردالشمس حدیث ۳۶۴۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۱۵۲

[188] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن ذالک مااطلع علیہ من الغیوب المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۲۸۳و۲۸۴

نسیم میں عبارت نہایہ:

ان علیّاً رضی اللہ تعالٰی عنہ قال انا قسیم النار۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں قسیم دوزخ ہوں۔(ت)

ذکر کرکے فرمایا:

ابن الاثیر ثقۃ وما ذکرہ علی لایقال من قبل الرای فھو فی حکم المرفوع اذ لا مجال فیہ للاجتھاد[189] اھ

اقول: کلام النسیم انہ لم یرہ مرویّا عن علی فاحال علی وثاقۃ ابن الاثیر وقد ذکرنا تخریجہ وللہ الحمد۔

ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ذکر فرمایا وہ اپنے رائے سے نہیں کہا جاسکتا ہے، لہٰذا وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس میں اجتہاد کی مجال نہیں اھ۔ **میں کہتا ہوں** نسیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو حضرت علی سے مروی نہیں جانتے چنانچہ انہوں نے اسے ابن اثیر کے ثقہ ہونے کی طرف پھیر دیا ہے اور ہم نے اس کی تخریج کردی ہے۔ وللہ الحمد۔(ت)

مدارج شریف میں ہے:

آمدہ است کہ ایستادہ میکنداو را پروردگار وے بیمین عرش ودر روایتے بر عرش ودرروایتے بر کرسی وے سپاردبوے کلید جنت[190]۔

مروی ہے کہ اللہ تعالٰی آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے اوپر، اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کریگا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔(ت)

ملاجی! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدہ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عطافرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں۔ اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے "جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے"[191]۔ دیکھ حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

---

[189] نسیم الریاض فصل ومن ذالك ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳/ ۱۶۳

[190] مدارج النبوۃ باب ہشتم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۷۴

[191] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

فصل دوم احادیثِ منیفہ میں

تین وصل پر مشتمل:

وصل اوّل: اعظم واجل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف جانفزا اسناد میں جن سے ایمان کی جان میں جان آئے ایمان کی آنکھ نور وایقان پائے، وباللہ التوفیق۔

حدیث ۷۱: بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

مایَنقِم ابن جمیلٍ الا انّہ کان فقیرًا فاغناہ اللہ ورسولہ[192]۔

ابن جمیل کو کیا بُرا لگا یہی نا کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اسے غنی کردیا، جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۷۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اللہ ورسولہ مولٰی من لا مولٰی لہ۔ الترمذی وحسنہ وابن ماجۃ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ[193]۔

جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ ورسول اس کے نگہبان ہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن کہا، اور ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

علامہ مناوی تیسیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای حافظ من لا حافظ لہ[194]۔

یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی حافظ نہیں اللہ ورسول اس کے حافظ ہیں۔

حدیث ۷۳: کہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت ہوئی حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انکے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمت اقدس میں

---

[192] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب والغارمین قدیمی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۹۸

[193] سنن الترمذی باب ماجاء فی میراث الخال حدیث ۲۱۱۰ دار الفکر بیروت ۴ /۳۳، سنن ابن ماجۃ ابواب الزکوٰۃ باب ذوی الارحام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۰۱

[194] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اللہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۲۰۶

یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما اسے بیان کرکے فرماتے ہیں:

فجاءت امنا فذکرت یتیمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العیلۃ تخافین علیھم وانا ولیھم فی الدنیا والاٰخرۃ۔ احمد والطبرانی[195] وابن عساکرٍ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہ بیکساں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی وکارساز ہوں دنیا وآخرت میں۔ (امام احمد اور طبرانی اور ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ت)

؎ غم نخورد آنکہ حفیظش توئی والی ومولٰی وولیش توئی

(وہ غم نہیں کھاتا جس کا محافظ، والی، آقا اور ولی تو ہے۔ت)

حدیث ۷۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

حب ابی بکرٍ وعمر من الایمان وبغضھما کفر وحب الانصار من الایمان وبغضھم کفر وحب العرب من الایمان وبغضھم کفر، ومن سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ، ومن حفظنی فیھم فانا احفظہ یوم القیٰمۃ۔ ابن عساکر[196] عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

محبت ابوبکر وعمر کی ایمان سے ہے اور ان کا بُغض کُفر، اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت عرب کی ایمان سے ہے اور ان کا بُغض کفر، اور میرے اصحاب کو جو بُرا کہے اس پر اللہ کی لعنت، اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روز قیامت اس کا حافظ ونگہبان ہوں گا (ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

وللہ الحمد

حدیث ۷۵و۷۶: دنیا کی ظاہری زینت وحلاوت اور مال حلال کما کر اچھی جگہ خرچ کرنے

[195] مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن جعفر المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۲۰۴و۲۰۵، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۳۳۰۳عبداللہ بن جعفر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۹ /۲۷۳و۲۷۴

[196] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷ /۱۸۱

کی خوبی اور حرام کما کر بری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ورب متخوضٍ فیما شاءت نفسہ من مال اللہ ورسولہ لیس لہ یوم القیٰمۃ الا النار۔ احمد[197] والترمذی وقال حسن صحیح عن خولۃ بنت قیس والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کے لیے قیامت میں نہیں مگر آگ۔ (احمد اور ترمذی نے خولہ بنت قیس سے روایت کیا اور اس کو حسن صحیح کہا اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷۷: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مانفعنی مال قط مانفعنی مال ابی بکر مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔ صدیق اکبر روئے اور عرض کی: ھل انا ومالی الالك یارسول اللہ میری جان ومال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یارسول اللہ۔

احمد[198] فی مسندہ بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

احمد نے اپنی مسند میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۷۸: آیہ کریمہ:

"قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى" [199]۔

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (ت)

کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی:

اموالنا ومافی ایدینا للہ و

ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ

---

[197] مسند احمد بن حنبل عن خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۷۸، سنن الترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی اخذ المال حدیث ۲۳۸۱ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۶۶، شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۳۹۶ و ۳۹۷

[198] مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۵۳

[199] القرآن الکریم ۴۲/ ۲۳

رسولہ۔ابناء جریر [200] و ابی حاتم ومردویۃ عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ہے سب اللہ ورسول کا ہے۔(جریر کے بیٹوں اور ابی حاتم اور مردویہ نے مقسم سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۷۹: کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے روز حنین زنان وصبیان بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اوراموال وغلام وکنیز مجاہدین پر تقسیم فرمادئے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل وعیال واموال حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے مانگنے کو حاضر ہوئے زُہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ؎

(۱)امنن علینا رسول اللہ فی کرم　　　فانك المرء نرجوہ ونذخر

(۲)امنن علی بیضۃٍ قد عاقھا قدر　　　فشتت شملھا فی دھرھا غیر

(۳)ابقت لنا الدھر ھنافا علی حزَنٍ　　　علی قلوبھم الغماء والغمر

(۴)ان لم تدارکھم نعماء تنشرھًا　　　یاارجح الناس حلمًا حین یختبر

(۱) یارسول اللہ ! ہم پر احسان فرمایئے اپنے کرم سے، حضور ہی وہ مرد کامل وجامع فواضل ومحاسن وشمائل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقت مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔

(۲)احسان فرمایئے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئی اس کی جماعت تتّر بتّر ہوگئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں۔

(۳) یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لئے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج وغیظ مستولی ہوگا۔

(۴)اور حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے تمام جہان سے زیادہ عقل والے ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم)

[200] جامع البیان(تفسیر طبری)تحت الآیۃ ۴۲ /۲۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۵ /۳۲،تفسیر ابن ابی حاتم تحت الآیۃ ۴۲/ ۲۳ مکتبہ نزار مصطفی البازمکۃ المکرمۃ ۱۰/ ۳۲۷۶،الدرالمنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ ۴۲ /۲۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۷ /۲۹۹

قال فلما سمع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا الشعر قال ماکان لی ولبنی عبدالمطلب فھو لکم و قالت قریش ماکان لنا فھوللہ ولرسولہ وقالت الانصار ماکان لنا فھو للہ ورسولہ۔ الطبرانی فی ثلاثیات معجمہ الصغیر حدثنا عبید اللہ ابن رما حس القیسیّ برمادۃ الرمالۃ سنۃ اربع وسبعین ومائتین ثنا ابو عمرو زیاد بن طارق وکان قد اتت علیہ عشرون ومائۃ سنۃ قال سمعت ابا جَرْوَلٍ زھیر بن صرد الجشمی یقول فذکرہ۔[201]

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ طبرانی نے معجم صغیر کی ثلاثیات میں کہا کہ ہمیں ۲۷۴ھ میں رمادہ رملہ پر عبید اللہ بن رماحس قیسی نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عمرو زیاد بن طارق نے جن کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جرول زہیر بن صُرد جشمی کو کہتے ہوئے سنا، پھر انہوں نے اس کو ذکر کیا۔ (ت)

حدیث ۸۰: کہ اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

انت الرسول الذی ترجیٰ فواضلُہ   عند القحوط اذا ما اخطاء المطرُ

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے

عمر بن شیبۃ من طریق عامر ن الشعبی ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ وقال ذکرہ ابن فتحون فی الذیل[202]۔

(عمر بن شیبہ نے بطریق عامر الشعبی سے روایت کیا، حافظ نے الاصابہ میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا اس کا ذکر ابن فتحون نے ذیل میں کیا۔ ت)

---

[201] المعجم الکبیر عن زہیر بن صرد الجشمی حدیث ۵۳۰۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/ ۲۷۰ و ۲۶۹، المعجم الصغیر من اسمہ عبید اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۳۶-۲۳۷، المعجم الاوسط حدیث ۴۶۶۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۵ /۳۱۸-۳۱۹

[202] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۶۸ اسود بن مسعود ثقفی دار الفکر بیروت ۱ /۷۵

حدیث ۸۱: ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

(۱) اتیناك والعذراء یدمی لبابھا		وقد شغلت امّ الصبی عن الطفل

(۲) والقت بکفیھا الفتیٰ لاستکانۃٍ		من الجوع ضعفا لایمر ولا یحلی

(۳) ولیس لنا الا الیك فرارُنا		واین فرار الخلق الا الی الرسل

(۱) ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہوگئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔

(۲) جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی۔

(۳) اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔ صلی اللہ تعالٰی علیھم وبارك وسلم۔

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بُلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: حوالینا لاعلینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس۔ فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا، آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خندہ دنداں نما کیا اور فرمایا: اللہ کے لیے ہے خوبی ابو طالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔

مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے عرض کی: یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کئے تھے:

(۱) وابیض یستسقی الغمام بوجھہ		ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

(۲) تلوذ بہ الھلاك من اٰل ھاشم		فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل

(۱) وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔
(۲) بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں انکے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اجل ذلك اردتُّ۔ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وسقانا بجاھہ عندہ الغیث النافع الاتم الاعم امین!

اللہ تعالٰی آپ پر درود وسلام نازل فرمائے اور ہمیں آپ کے طفیل باران رحمت عطا فرمائے جو نافع کامل ترین اور سب کو شامل ہو آمین (ت)

البیہقی[203] فی الدلائل بسند صالح کما افادہ حافظ الشان العسقلانی والدیلمی فی مسند الفردوس کلاھما عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیہقی نے دلائل میں بسند صالح روایت کیا جیسا کہ حافظ الشان عسقلانی نے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اس کا افادہ فرمایا ان دونوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالٰی اول تا آخر شفائے مومنین وشقائے منافقین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پسندیدہ فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔ خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اترتا ہے، وہ یتیموں کا حافظ، وہ بیواؤں کا نگہبان، وہ ملجا وماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اسکی پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وبارك وسلم۔
حدیث ۸۲: کہ جب جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسم نے قریش و

---

[203] دلائل النبوۃ للبیہقی باب استسقاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۱۴۱، فتح الباری شرح صحیح البخاری باب سوال الناس الامام الاستسقاء ۳/ ۴۲۹

دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شے نہ پائی انھی (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ وکرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ وکبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس نے سنا، خاطر انور پر ناگوار گزرا، انھیں جمع کرکے ارشاد فرمایا:

الم اجدکم ضلالا فھداکم اللہ الم اجدکم عالۃ فاغناکم اللہ[204]۔

کیا میں نے تمھیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں راہ دکھائی، کیا میں نے تمھیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمھیں تونگری دی۔

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں یوں ہے:

یا معشر الانصار الم اجدکم ضلالا فھداکم اللہ بی، وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی، وکنتم عالۃ فاغناکم اللہ تعالٰی بی۔ رواہ عن عبداللہ بن زید بن عاصم[205] ونحوہ لاحمد عن انس[206] ولہ ولعبد بن حمید والضیاء عن ابی سعید[207] رضی اللہ تعالٰی۔

اے گروہ انصار! کیا میں نے نہ پایا تمہیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت کی، اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالٰی نے میرے وسیلے سے تم میں موافقت کردی، اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تونگری بخشی (عبداللہ بن زید بن عاصم سے اسے روایت کیا گیا اور اسی طرح احمد نے حضرت انس سے نیز احمد، عبد بن حمید اور ضیاء نے ابوسعید خدری سے روایت کیا

[204] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی غزوہ حنین الخ حدیث ۳۶۹۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۴۱۹

[205] صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۲۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۹، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۴۲

[206] مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۰۴ و ۲۵۳

[207] کنز العمال بحوالہ حم وعبد بن حمید عن ابی سعید الخدری حدیث ۳۳۷۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۷

عنھم۔
رضی اللہ تعالٰی عنہم۔(ت)

انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے:

نعوذ باللہ من غضب اللہ و من غضب رسولہ۔
ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: الا تجیبون جواب کیوں نہیں دیتے؟ انصار نے عرض کی:

اللہ ورسولہ امن وافضل۔
اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔

حضور نے فرمایا: تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔ انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے:

اللہ ورسولہ امن وافضل۔
اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ[208] فی مصنفہ عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔
ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

حدیث ۸۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

موتان الارض للہ ورسولہ البیھقی[209] فی الشعب عن ا بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما موصولًا۔
جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے بیہقی نے شعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مو صولا روایت کیا۔(ت)

---

[208] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۱۹

[209] السنن الکبری للبیھقی کتاب احیاء الموات باب لایترك ذمی یحییہ الخ دار صادر بیروت ۶/ ۱۴۳

حدیث ۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

عادی الارض من اللہ ورسولہ ھو فیھا عن طاؤس مرسلاً۔[210] قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔اسی میں طاؤس سے مرسلاً مروی ہے۔(ت)

اقول: بن، جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا اور سول ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام من وتو کا لگا ہوا ہے۔ زبور شریف سے رب العزت کا نام سن ہی چکے کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا[211]، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ "وَالْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ"[212] میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے۔ مگر وہ دن روز ظہور حقیقت وانقطاع ادعا ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ ورسول کی ملک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں:

حدیث ۸۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اعلموا ان الارض للہ ولرسولہ البخاری[213] فی الجھاد من الجامع الصحیح باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ امام بخاری نے الجامع الصحیح میں کتاب الجہاد باب یہود کا جزیرۃ العرب سے اخراج میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

حدیث ۸۶: اعشی مازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ خدمت اقدس مں اپنے بعض اقارب کی ایک

---

[210] السنن الکبرٰی للبیھقی کتاب احیاء الموات باب لا یترك ذمی یحییه الخ دار صادر بیروت ۶ /۱۴۳

[211] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

[212] القرآن الکریم ۸۲ /۱۹

[213] صحیح البخاری کتاب الجھاد باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۴۹، صحیح مسلم باب اجلاء الیھود من جزیرۃ العرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۴

فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی ع

یامالك الناس ودیان العرب

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزاوسزادینے والے)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔

الامام احمد حدثنا محمد بن ابی بکر ن المقدمی ثنا ابو معشر ن البّراء ثنی صدقة بن طیسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانشدتہ یا مالك الناس ودیان العرب الحدیث[214] ورواہ الامام الاجل ابو جعفرن الطحاوی فی معانی الآثار حدثنا ابن ابی داود ثنا المقدمی ثنا ابو معشر الی اخرہ نحوہ سندا[215] و متنًا ورواہ ابن عبداللہ ابن الامام فی زوائد مسندہٖ من طریق عوف بن کھمس بن الحسن عن صدقة بن طیسلة حدثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعدہ قالو ا ثنا الاعشیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ فذکرہ[216] قلت والیہ اعنی عبداللہ عزاہ حافظ الشان فی الاصابة[217]۔ انہ رواہ فی الزوائد والعبدالضعیف غفراللہ تعالٰی لہ قدرواہ فی المسند نفسہ ایضا کما سمعت وللہ الحمد ورواہ البغوی وابن السکن وابن ابی عاصم کلھم من طریق الجنبد بن امین بن عروة بن نضلة بن طریق بن بھصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہٖ نضلة ولفظ البغوی عنہ حدثنی ابی امین حدثنی ابی ذروة عن ابی نضلة عن رجل منھم یقال لہ الاعشی واسمہ عبداللہ بن الاعور رضی اللہ تعالٰی عنہ فذکر القصة وفیہ فخرج حتی اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعادبہ وانشأیقول یا مالك الناس ودیان العرب الحدیث[218]۔

[214] مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۰۱، مجمع الزوائد کتاب النکاح باب النشوز دار الکتاب بیروت ۴ /۲۳۱

[215] شرح معانی الآثار کتاب الکراھیة باب روایة الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۱۰

[216] زوائد عبداللہ بن احمد کتاب الادب باب ماجاء فی الشعر حدیث ۱۲۸ دار البشائر الاسلامیة بیروت ص ۳۲۳

[217] الاصابة فی تمییز الصحابة ترجمہ ۴۵۳۳ عبداللہ بن الاعور دار الفکر بیروت ۳ /۱۵۲

[218] الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ البغوی ترجمہ ۸۷۱۴ نضلة بن طریف دار الفکر بیروت ۵ /۳۳۷

یہ حدیث جلیل اتنے ائمہ کبار نے باسانید متعددہ روایت کی اور طریق اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ:

اعشٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ: اے مالک آدمیاں، واے جزاوسزا دہ عرب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارك وسلم۔

حدیث ۸۷: حارث بن عوف مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

ابعث معی من یدعو الی دینك فانا له جار۔

میرے ساتھ کسی شخص کو حضور ارسال فرمائیں جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ساتھ کردیا حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کرکے انہیں شہید کردیا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے ازانجملہ یہ شعر۔

**یاحارث من یغدر بذمة جاره		منکم فان محمدًا الایغدر**

اے حارث! جو کوئی تم میں اپنے پناہ دئے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں وہ سچی پناہ ہوتی ہے۔

فجاء الحارث فاعتذر و ودی الانصاری وقال یا محمد انی عائذبك من لسان حسانٍ۔ الزبیر بن بکارٍ حدثنی عمی مصعب ان الحارث بن عوف اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[219] فذکرہ۔

حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے عرض کی یارسول اللہ! میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے۔ زبیر بن بکار نے کہا مجھے میرے چچا مصعب نے حدیث بیان کی کہ حارث بن عوف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر پھر پوری حدیث بیان کی۔ (ت)

حدیث ۸۸: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

انه کان یضرب غلامه فجعل یقول اعوذ باللہ قال

یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام نے کہنا شروع کیا، اللہ کی دہائی، اللہ کی دُہائی۔

---

[219] الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ الزبیر ترجمہ ۱۴۵۷ الحارث بن عوف دار الفکر بیروت ۱/ ۴۳۰

فجعل یضرب بہ فقال اعوذ برسول اللہ ،فترکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ اقدر علیك منك علیہ قال فاعتقہ[220]۔

انہوں نے ہاتھ نہ روکا۔غلام نے کہا: رسول اللہ کی دہائی۔ فورًا چھوڑ دیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم ! بے شک اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر۔ انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔

الحمدللہ ! اس حدیث صحیح کے تیور دیکھئے، حیا ہو تو وہابیت کو ڈوب مرنے کی بھی جگہ نہیں، یہ حدیث تو خدا جانے بیمار دلوں پر کیا کیا قیامتیں توڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دُہائی دینا ہی ان کے دہائی مچانے کو بہت تھی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ خود فرماتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی دہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دہائی دی فورًا چھوڑ دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک لیا۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) یعنی پہلی بات ایک معمول ہو جانے سے ایسی موثر نہ ہوئی، انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دہائی بعینہ اللہ عز وجل کی دہائی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل کی عظمت سے ناشی ہے۔ بحمد اللہ حدیث کے یہ معنی ہیں اگرچہ وہابیہ کے طور پر تو اس کا درجہ شرک سے بھی کچھ آگے بڑھا ہوا ہے۔

حدیث ۸۹: یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا:

قال بینا رجل یضرب غلاما لہ ،وھو یقول اعوذ باللہ اذ بصر برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذ برسول اللہ فالقی

یعنی ایک صاحب اپنے غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دُہائی۔ اتنے میں غلام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دہائی۔ فورًا اس

[220] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۲

ماکان فی یدہٖ وخلی عن العبد فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما واللہ انہ احق ان یعاذ من استعاذ بہ منی فقال الرجل یارسول اللہ فھو حر لوجہ اللہ[221]۔

صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دُہائی دینے والے کو پناہ دی جائے۔ان صاحب نے عرض کی: یارسول الہ! تو وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

اقول: الحمد للہ اس حدیث نے تو اور بھی پانی سر سے تیر کردیا، صاف تصریح فرمادی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غلام کی دونوں دُہائیاں بھی سنیں اور پہلی دہائی پر ان کا نہ رکنا اور دوسری پر فورا باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا مگر افسوس کہ وہابیت کی ذلت ومردودیت کو نہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مشرک ہوگیا اللہ کے سوا میری دہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دہائی چھوڑ کرنہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ یہ کیسا شرک اکبر، خدا کی دہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دہائی پر یہ نظر، ایک تو میری دہائی ماننی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دہائی نہ مان کر افسوس آقا وغلام کو مشرک بنانا درکنار خود جو اس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے، دہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دہائی دینے پر نہ دینی بھی ثابت رکھی، صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔ الحمدللہ کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دینوہابیہ کے جھوٹے قرآن تقویۃ الایمان کی کچھ قدر نہ فرمائی اسے سخت ذلت پہنچائی جس میں اس کا امام لکھتا ہے:

"اول معنی شرک وتوحید کے سمجھنا چاہیے اکثر لوگ پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں، ان سے مادیں مانگتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی غلام محی الدین، کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے، غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء وانبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعوٰی مسلمانی کا کئے جاتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے

---

[221] الدرالمنثور بحوالہ عبدالرزاق عن الحسن تحت الآیۃ ۴ /۳۶ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۵۰۲، کنز العمال بحوالہ عب عن الحسن حدیث ۲۵۶۷۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹ /۲۰۳

کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں[222]۔"اھ مختصراً

ان دافع البلاء کے منکروں سے بھی اتنا پوچھ لیجئے کہ کسی کی پناہ یعنی اس کی دہائی دینی دفع بلا ہی کے لیے ہوتی ہے یا کچھ اور۔ ولکن الوھابیۃ قوم یعتدون۔ (اور قوم وہابیہ حد سے بڑھنے والی ہے۔ت)

حدیث ۹۰: ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال کنا جلو سا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذ اقبل بعیر تعدوا حتی وقف علی ھامۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایھا البیعر اسکن فان تک صادقًا فلک صدقک وان تک کاذبًا فعلیک کذبک مع ان اللہ تعالٰی قد امن عائذنا ولیس بخائب لائذنا فقلنا یارسول اللہ مایقول ھذا البعیر، فقال ھذا بعیر ھم اھلہ بنحرہ واکل لحمہ فھرب منھم و استغاث بنیکم بینا نحن کذٰلک اذا قبل صاحبہ او قال اصحابہ یتعادون فلما نظر الیھم البعیر عاد الی ھامّۃ رسول اللہ صلی اللہ

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے اونٹ! ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالٰی نے اس کے لیے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجالائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا: اس کے مالکوں نے اسے حلال کرکے کھالینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے

[222] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴

علیه وسلم فلاذبها فقالوا یا رسول الله هذا بعیرنا هرب منذ ثلاثة ایام فلم نلقه الا بین یدیک، فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم اما انه یشکوا لی فبئست الشکایة۔ فقالو یارسول الله ما یقول؟ قال یقول انه ربی فی امنکم احوالا وکنتم تحملون علیه فی الصیف الی مواجع الکلاء فاذا کان الشتاء رحلتم الی موضع الدفاء فلما کبر استفخلتم فرزقکم الله ابلًا سائمًا فلما ادرکته هذه السنة الخصبة هممتم بذبحه واکل لحمه۔ فقالوا والله کان ذٰلك یارسول الله۔ فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم ماهذا جزاء المملوك الصالح من موالیه۔ فقالوا یارسول الله فانا لانبیعه ولا ننحره۔ فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم کذبتم قد استغاث بکم فلم تغیثوه وانا اولی بالرحمة منکم فان الله نزع الرحمة من قلوب المنافقین واسکنها فی قلوب المؤمنین۔ فاشتراه صلی الله تعالٰی علیه وسلم منهم بمائة درهم وقال یاایها البعیر!

سرانور کے پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی، اس کے مالکوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور زبہت ہی بری نالش ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ کرتے، جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنالیا اللہ تعالٰی نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کردیے جو چرتے پھرتے ہیں، اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کرکے کھالینا چاہا۔ وہ بولے: یارسول اللہ! خدا کی قسم! یونہی ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا: اے اونٹ!

انطلق فانت حر لوجه الله تعالٰی۔فرغیٰ علی ھامة رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم اٰمین۔ثم رغیٰ فقال اٰمین۔ثم رغیٰ الرابعة فبکی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔فقلنا یارسول الله ما یقول ھذا البعیر؟قال قال جزاك الله ایها النبی عن الاسلام والقراٰن خیرًا۔فقلت اٰمین۔ثم قال سکن الله رعب امتك یوم القیٰمة کما سکنت رعبی فقلت اٰمین۔ثم قال حقن الله دماء امتك من اعدائها کما حقنت دمی فقلت اٰمین۔ثم قال لاجعل الله باس امتك بینها فبکیت فان ھذہ الخصال سألت ربی فاعطانیها ومنعنی ھذہٖ واخبرنی جبریل علیه السلام عن الله عزوجل ان فناء امتی بالسیف جری القلم بما ھو کائن۔کذا اوردہ عازیا

چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے۔یہ سن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی۔حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آمین کہی۔اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی۔اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گریہ فرمایا۔صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟فرمایا: اس نے کہا اے نبی اللہ! اللہ عزوجل حضور کو اسلام وقرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین، پھر اس نے کہا اللہ تعالٰی قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میر خوف دور کیا میں نے کہا آمین۔پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے(کہ کفار کبھی انہیں استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا، میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی انکے آپس میں نہ رکھے(باہمی خونریزی سے دور رہیں)، اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر کردی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے۔قلم چل چکا شدنی پر۔

له الامام الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمة الله تعالٰی علیه فی کتاب الترغیب والترهیب[223]

یوں ہی کتاب الترغیب والترھیب میں امام حافظ ذکی الدین عبدالعظیم منذری رحمۃاللہ تعالٰی علیہ سے وارد ہے۔(ت)

فقیر نے اس رسالہ میں بنظر اختصار اکثر احادیث کا خلاصہ لکھا یا صرف محل استدلال پر اقتصار کیا۔ یہ حدیث نفیس کہ ایک اعلی اعلام نبوت ومعجزات جلیل حضرت رسالت علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والتحیہ سے تھی بتمامہ ذکر کرنی مناسب سمجھی، یہاں موضع استناد وہ پیاری پیاری اسناد ہے کہ جو ہماری پناہ لے اللہ عزوجل اسے پناہ دیتاہے اور جو ہم سے التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔ **الحمد لله رب العالمین** اور خدا جانے دافع البلا کس شے کا نام ہے۔

حدیث ۹۱: عبداللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

تزوجت ابنة سراقة ابن حارثة النجاری وقتل ببدر فلم اصب شیاء من الدنیا کان احب الی من نکاحها و اصدقتها مائتی درهم فلم اجد شیئ اسوقه الیها فقلت علی الله ورسوله المعوّل فجئت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاخبرته الحدیث۔

میں نے سراقہ بن حارثہ نجاری شہید غزوہ بدر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو انکے ساتھ شادی ہونے سے مجھے زیادہ پیاری ہو میں نے دو سو روپے ان کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انہیں بھیجوں، میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسہ ہے، پس میں خدمت انور حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔

حضور نے ایک جہاد پر انہیں بھیجا اور فرمایا:

ارجوا ان یغنیك الله مهرزوجتك۔

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمہیں اتنی غنیمت دلادے گا کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کردو۔

ایسا ہی ہوا، ولله الحمد۔

الامام الثقة محمد بن[224] عمرواقد

امام ثقہ محمد بن عمر واقد نے ابی حدرد

[223] الترغیب والترهیب الترغیب فی الشفقة علی خلق الله تعالٰی مصطفی البابی مصر ۳ /۸-۲۰۷

[224] کتاب المغازی سریة خضرة امیرها ابو قتادة مؤسسة الاعلی للمطبوعات بیروت ۲ /۸-۷۷۷

عن ابی حدرد وھو ابن سلامۃ المذکور رضی اللہ تعالٰی عنھما بسندہٖ الیہ وقد علی توثیقہ الامام المحقق علی الاطلاق فی الفتح وذکرنا فی منیر العین۔	جو سلامہ مذکور رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس پر انکی سند سے روایت کیا، اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں اس کی توثیق فرمائی اور ہم نے اسے (اپنے رسالے) منیر العین میں بیان کیا۔ (ت)

حدیث ۹۲و۹۳: غزوہ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے وقت حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے۔

(۱)اللھم لولا انت ما اھتدینا	**ولا تصدقنا ولا صلینا**
(۲)فاغفر فداءً لك ما ابقینا	**والقین سکینۃ علینا**
(۳)وثبت الاقدام ان لاقینا	**ونحن عن فضلك ما استغنینا**

(۱) خدا گواہ ہے یا رسول اللہ! اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

(۲) تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں۔

(۳) اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری[225] و صحیح مسلم و سنن ابی داود و سنن نسائی و مسند احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بطرق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرعہ زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے۔

رواہ من طریق ایاس بن سلمۃ عن ابیہ سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ایاس بن سلمہ کے طریق پر ان کے والد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

---

[225] صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۶۰۳، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ خیبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۱۱، سنن النسائی کتاب الجہاد والسیر باب من قاتل فی سبیل اللہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲ /۶۰، مسند احمد بن حنبل عن سلمۃ بن الاکوع المکتب الاسلامی بیروت ۴ /۵۰

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مسمّٰی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کریمہ مختصر ذکر کریں:

(عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنه قال خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الی خیبر فسرنا لیلًا فقال رجل من القوم) ھو اسید بن حضیر رضی اللہ تعالٰی عنه (لعامر یاعامر الاتسمعنا من ھنیھاتک) وعند ابن اسحٰق من حدیث نصر بن دھر ن الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنه انه سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یقول فی مسیرہٖ الی خیبر لعامر بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنه انزل یاابن الاکوع فاحد لنا من ھنیھاتك ففیه انه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ھو الذی امرہ بذٰلك وکان عامر رضی اللہ تعالٰی عنه رجلا شاعرًا فنزل یحدو بالقوم یقول۔

اللھم لو لا انت مااھتدینا

ولاتصدقنا ولاصلینا

فاغفر فداء لك، المخاطب بذٰلك النبی صلی اللہ تعالٰی

یعنی یزید بن ابو عبید اپنے مولٰی سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے، رات کا سفر تھا، حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا: اے عامر! ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے، اور ابن اسحٰق نے نصر بن دہر اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرماتے سنا "اے ابن اکوع! "اتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لئے شروع کرو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں اس امر کا امر فرمایا۔ عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ:
یارب! اگر حضور نہ ہوتے ہم راہ نہ پاتے نہ زکوٰۃ و نماز بجالاتے۔
ہم حضور پر بلاگرداں ف ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجئے۔ ان اشعار میں مخاطب

ف: قربان ہونے والا، دوسرے کی بلا اپنے اوپر لینے والا۔

علیہ وسلم ای اغفرلنا تقصیرنا فی حقك ونصرك اذ لایتصور ان یقال مثل ھٰذا الکلام للباری تعالٰی و قولہ اللھم لم یقصد بھا الدعاء وانما افتتح بھا الکلام (ما بقینا) ای ماخلّفنا وراءنا من الاٰثام (و القین) ای او سل ربك ان یلقین (سکینۃ علینا* و ثبت الاقدام) ای وان یثبت الاقدام (ان لاقینا) العدو (فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا السائق قالوا عامر بن الاکوع قال یرحمہ اللہ) وعند احمد من روایۃ ایاس بن سلمۃ فقال غفرلك ربك قال وما استغفر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانسان یخصہ الا استشھد قال رجل من القوم ھو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کما فی مسلم (وجبت) لہ الشھادۃ بدعائك لہ

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں۔ حضور کے لئے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلاء یا تکلیف آتی تو وہ اپنے اوپر لے لی جائے اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیونکر بناسکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتداء میں اللھم ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں۔ یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم نے دریافت فرمایا: یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: عامر بن اکوع۔ حضور نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت کرے۔ اور مسند احمد (و صحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے) فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا

(یانبی اللہ لو لا امتعتنابہ) ابقیتہ لنا لنتمتع بہ[226]۔

نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا (لہٰذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ جیساکہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی: یارسول! حضور کی دعاسے عامر کے لئے شہادت واجب ہو گئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انہیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہی۔

یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ ''حضور انہیں زندہ رکھتے''۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ یہ حدیث ابن اسحٰق نے اس سند سے روایت کی:

حدثنی محمد بن ابراھیم بن الحارث عن ابی الھیشم بن نصر بن دھرن الاسلمی ان اباہ حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول فی مسیرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع فذکرہ[227]۔

بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے انہوں نے ابی الہیثم بن نصر بن دہر اسلمی سے کہ انکے والد نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عامر بن اکوع کو یہ فرماتے ہوئے سناتو اس کا ذکر کردیا۔ (ت)

اسی میں ہے:

فقال عمر بن الخطّاب رضی اللہ تعالٰی عنہ وجبت واللہ یارسول اللہ لو امتعتنابہ، فقتل یوم خیبر شھیدًا[228]۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہو گئی، یارسول اللہ! کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے۔ وہ روز خیبر شہید ہوئے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

نیز امام احمد نے مسند میں بطریق ابن اسحٰق روایت فرمائی:

حدثنا یعقوب ثنا ابی عن ابن اسحٰق ثنا محمد بن ابراھیم بن الحارث التیمی الحدیث[229] سندًا و متنًا بید انہ اقتصر

ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے کہ ہمیں میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق حدیث بیان کی کہ ہمیں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے سند و متن مذکور کے ساتھ

---

[226] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث ۴۱۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/ ۲۱۴تا۲۱۶

[227] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر المسیر الی خیبر دار ابن کثیر بیروت الجزئین الثالث والرابع ص ۳۲۸و۳۲۹

[228] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر المسیر الی خیبر دار ابن کثیر بیروت الجزئین الثالث والرابع ص۳۲۹

[229] مسند احمد بن حنبل حدیث نصر بن دھر رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۴۳۱

علی الاشعار ولم یذکر دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا قول عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ فاحدلنا مکان قولہ فخذلنا ولعل ھذا ھو الاصوب واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ انہوں نے صرف اشعار پرا کتفاء کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دعا مبارک اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول مبارک ذکر نہیں کیا۔ اوراس روایت میں "فخذلنا" کی جگہ لفظ "فاحدلنا" ہے۔ شاید یہی زیادہ درست ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

حدیث ۹۴: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے کہ انہوں نے ایک تصویر دار قالین خریدا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز رہے اندر قدم کرم نہ رکھا، ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے چہرہ انور میں اثر ناراضی پایا (اللہ انہیں ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کرنے لگیں:

یارسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت[230]۔ یارسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

حدیث ۹۵: چالیس ۴۰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم باہم بیٹھے مسئلہ قدر وجبر میں بحث کرنے لگے ان میں صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ السلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کوئی نئی بات ہے۔ آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش ودلنوازیوں ہیں:

وخرج علیھم ملتمعاً لونہ متوردۃ وجنتاہ کانما تفقأ یعنی حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ ان پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ

[230] صحیح البخاری کتاب اللباس باب من کرہ القعود علی الصور قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۱/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۱/۲، مسند امام احمد عن عائشہ صدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۶/۶، مصنف عبدالرزاق باب التماثیل وماجاء فیہ حدیث ۱۹۴۸۴ المجلس العلمی بیروت ۳۹۸/۱۰

بحب الرمان الخامض فنهضوا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم حاسرین اذرعهم ترعد اکفهم و اذرعهم فقالوا تبنا الی اللہ ورسوله الحدیث۔ الطبرانی[231] فی الکبیر عن ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنه مولٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔

چہرہ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے، دونوں رخسارہ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں، صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ (طبرانی نے کبیر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ وصدیق وفاروق وغیرہم اکتالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التوب جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پر نور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت عزجلالہ کا ہے۔ ولہٰذا حدیث میں ہے ایک قیدی گرفتار کر کے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں لایا گیا وہ بولا:

اللهم انی اتوب الیك ولا اتوب الی محمد۔

الٰہی! میری توبہ تیری طرف ہے، نہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

عرف الحق لاهله۔ احمد[232] و الحاکم و صححه و روٰی عن الاسود بن سریع رضی اللہ تعالٰی عنه۔

حق کو حق والے کے لئے پہچان لیا۔ احمد وحاکم نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور اس کو اسود بن سریع سے روایت کیا۔ (ت)

---

[231] المعجم الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۵و۹۶

[232] مسند احمد بن حنبل حدیث اسود بن سریع رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۳۵، کنز العمال حدیث ۸۷۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۷۷۶، کنز العمال حدیث ۱۱۶۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۵۴۶، کشف الخفاء حدیث ۱۷۲۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۵۵

حدیث ۹۶: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے مولائے دوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

یارسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ[233] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے صدقہ کر کے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

ای صدقۃ خالصۃ للہ ولرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالی بمعنی اللام[234]۔

یعنی اس حدیث میں اللہ ورسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ ورسول کے لیے تصدق ہیں، تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا اور رسول کے نام پر تصدق کردوں تبارک و تعالٰی وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ چنانچہ اس میں الی بمعنی لام ہے۔ (ت)

حدیث ۹۷: یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہ بیکس پناہ محبوب الہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں، دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے، مولی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تعطین زکوٰۃ ھذا اس کی زکوٰۃ دے گی۔ عرض کی: نہ فرمایا: ایسرّکِ

---

[233] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱/۱۹۲ وکتاب الوصایا ۱/۳۸۶ وکتاب المغازی ۲/۶۳۶، صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۶۰، سنن ابی داود کتاب الایمان والنذر باب من نذران یتصدق بمالہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۱۴، سنن النسائی کتاب الایمان باب اذا ھدی مالہ علی وجہ النذر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۴۷، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الزکوٰۃ ۴/۱۸۱ وکتاب السیر ۹/۳۵ و کتاب الایمان ۱۰/۶۸ دار صادر بیروت، مسند امام احمد حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۵۴، ۴۵۹، ۴۵۶، المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/۴۲۵

[234] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/۳۹۲

ان یسورك اللّٰه بھما یوم القیٰمة سوارین من نار ۔ کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالٰی قیامت کے دن انکے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے؟ ان بی بی نے فوراً وہ کنگن اتار کر ڈال دئے اور عرض کی:

ھما للّٰه ورسولہٖ صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم۔ احمد[235] و ابو داؤد والنسائی عن عبداللّٰه بن عمرو رضی اللّٰه تعالٰی عنھما بسند لامقاله فیه۔

یا رسول اللہ! یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (احمد وابوداود ونسائی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند "اس میں کلام نہیں" روایت کیا۔ت)

حدیث ۹۸: کہ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

یارسول اللّٰه انی اھجر دار قومی التی اصبت بھا الذنب وانخلع من مالی صدقة الی اللّٰه والی رسوله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم۔

یارسول اللہ! میں اپنی قوم کا محلّہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ ورسول کے نام پر تصدق کرکے باہر آتا ہوں جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابولبابہ! تہائی مال کافی ہے۔ انہوں نے ثلث مال اللہ ورسول کے لئے صدقہ کردیا عزجلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم عن ابن شھاب الزھری عن الحسین بن السائب بن ابی لبابة عن ابیه رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال لما تاب اللّٰه علی جئت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی

طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے حسین بن سائب بن ابولبابہ سے بحوالہ اپنے باپ کے روایت کیا وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالٰی نے میری توبہ قبول فرمائی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

[235] سنن ابی داود کتاب الزکوٰۃ باب الکنز ما ھو وزکوٰۃ الحلی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۱۸/۱، سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الحلی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۳۴۳/۱، مسند امام احمد عن عبداللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۱۷۸/۲ او ۲۰۴ و ۲۰۸، مسند امام احمد عن اسماء بنت یزید المکتب الاسلامی بیروت ۴۶۱/۶

علیہ وسلم فقلت فذکرہ[236]۔ — پھر پوری حدیث ذکر کی۔(ت)

یہ حدیثیں جان وہابیت پر صریح آفت ہیں کہ تصدق کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ کے محبوب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک ملایا جاتا اور حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقبول رکھتے ہیں، وللّٰہ الحجۃ البالغۃ۔

اسی قبیل سے ہے افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عرض کہ حضرت مولانا العارف باللہ القوی، مولوی قدس سرہ المعنوی نے مثنوی شریف میں نقل کی کہ جب حضرت صدیق عتیق سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آزاد کرکے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے۔

گفت مادو بندگان کوئے تو — کردمش آزاد ہم بررُوئے تو[237]

(صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں میں نے آپ کی خاطر اسکو آزاد کردیا ہے۔)

اور پہلے مصرع میں جو کچھ حضرت صدیق اکبر اپنے مالک و مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کررہے ہیں اس پر تو دیکھا چاہئے، وہابیت کا جن کتنا مچلے، نجدیت کی آگ کہاں تک اچھلے، مگرہاں امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا درہ سیاست دکھایا چاہئے کہ بھوت بھاگے، اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا دیجئے کہ آگ دبے، وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، وباللہ التوفیق۔

حدیث ۹۹: شاہ صاحب ازالۃ الخفاء میں بحوالہ روایت ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر وکتاب مستطاب الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ناقل کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسرِ منبر فرمایا:

کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکنت عبدہ — میں حضور پرنور آقا ومولائے عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ

[236] المعجم الکبیر عن ابی لبابۃ حدیث ۴۵۰۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/ ۳۳، کنز العمال بحوالہ طب وابی نعیم عن الزہری حدیث ۳۳ ۱۷۰۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۹۱، کنز العمال بحوالہ طب وابی نعیم عن الزہری حدیث ۴۶۱۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۶۲۴

[237] مثنوی معنوی معاتبہ کردن حضرت رسول باصدیق الخ دفتر ششم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۲۹

وخادمه[238]۔　　　اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقول: یہ حدیث ابوحذیفہ مذکور نے فتوح الشام اور حسن بن بشران نے اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی، ابواحمد دہقان نے حرز حدیثی، ابن عساکر نے تاریخ، لالکائی نے کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہم سے روایت کی جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کے شدت جلال سے عجب ہیبت چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤنہ معلوم ہو متفرق رہو، لوگ بولے صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے انکے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں۔ جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لئے پکار دیں۔ لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں، جب سب جمع ہولئے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ تعالٰی علیہ پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد وثنا الٰہی و درود رسالت پناہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کہا:

یا یھا الناس انی قد علمت انکم کنتم تؤنسون منی شدۃ وغلظۃ وذلك انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ۔	لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی ودرشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور خدمتگار تھا۔

حضور کی نرمی ورحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں، اللہ عزوجل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے رؤف رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام میں فرماتے چاہتے چلنے دیتے، میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے، ان کی نرمی ورحمت وکرم کی حالت تم سب پر روشن ہے

[238] کنز العمال حدیث ۱۴۱۸۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۶۸۱/۵، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ الفصل التاسع دار المعرفۃ بیروت ۲۷۱/۲

فکنت خادمہ وعونہ میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا۔اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ لاتا،ان کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے،میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہوگئے،اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت،اب کہ میں تمھارا والی ہوا،جان لو کہ وہ شدت دونی ہوگئی درجوں بڑھ گئی،مگر کس پر ہوگی۔ان پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں،اور دینداروں کے لئے تو میں خود ان کے آپس سے بھی زیادہ نرم ومہربان ہوں،جسے ظلم وزیادتی کرتے پاؤں گا اسے نہ چھوڑوں گا اس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کرلے۔سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا:

فوفی عمر واللہ بما قال وکان ابا العیال[239]۔ خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا،وہ رعیت کے لئے مہربان باپ تھے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔یہ مختصر ہے۔اور بعض کی حدیث بعض میں داخل ہوگئی ہے۔(ت)

دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم کا سا اشد الناس فی امر اللہ برملا بر سر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ بتارہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار رکھتا ہے۔وللہ الحمد ولہ الحجۃ السامیۃ(تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے اور اسی کی حجت بُلند ہے۔ت)امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بجرم ترویج تراویح جسے اس جناب فاروقیت مآب نے بدعت مان کر اچھا بتایا اور فرمایا:

نعم البدعۃ ھذہ[240]۔ یہ بدعت بہت خوب وحسن ہے۔

وہابی بیڑے کے بعض احیوٹ بہادر مثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحۃً معاذاللہ گمراہ بدعتی لکھ ہی چکے اب اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انھیں کیا

---

[239] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۱/۴۷،۲۱۰، کنز العمال بحوالہ ابن بشیر ان وابی احمد دھقان واللالکائی حدیث ۱۴۱۸۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۶۸۱/۵تا ۶۸۳

[240] صحیح البخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۹/۱

لکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذالم تستحی فاصنع ماشئت[241]۔ جب تو بیحیا ہو جائے تو پھر جو چاہے کر۔(ت)

ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن

بیحیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔(ت)

مگر صاحبو! ذرا سوچ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن زیر سنگ خارا دبا ہے۔

یوں نظر دوڑے نہ ترچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اے عبید الہوا، اے عبید الدراہم وعبید الدنیا! اب بھی عبد النبی، عبد الرسول۔ عبد المصطفٰی کو شرک کہنا۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

حدیث ۱۰۰: بحمد اللہ ایک سے ایک زائد سنتے جائیے: ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہ کو برسرِ منبر گود میں لے کر فرمایا:

ھل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوك۔ ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہوئے ہیں۔ تمھارے ہی باپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں۔

یعنی جو کچھ عزت، نعمت ودولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ابن سعد فی الطبقات[242] **عن السید الحسین صلی اللہ تعالٰی علی جدہ وابیہ وامہ واخیہ وعلیہ وبنیہ وبارك وسلم۔** ابن سعد نے طبقات میں سید امام حسین، اللہ تعالٰی ان کے جد کریم، ان کے والد ماجد، ان کی والدہ ماجدہ، ان کے بھائی اور ان کے بیٹوں پر برکات وسلامتی نازل فرمائے، سے روایت کیا۔(ت)

حدیث ۱۰۱: کہ ایک بار امیر المومنین حسن مجتبٰی صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الکریم وعلیہ وسلم نے کاشانہ

---

[241] المعجم الکبیر حدیث ۶۵۸، ۶۵۳، المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۷/ ۲۳۷، ۲۳۶

[242] الطبقات الکبری لابن سعد

خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا، امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اجازت نہ دی، یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی واپس آ گئے، امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں بلا بھیجا، انھوں نے آکر کہا: یا امیر المومنین! میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے، فرمایا:

انت احق بالاذن منه وھل انبت الشعر فی الراس بعد اللہ الا انتم۔ رواہ الدار قطنی[243]۔

آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کس نے اگائے ہیں سوا تمھارے (اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰۲: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھ سے کہا:

ای بنی لو جعلت تأتینا تغشانا۔

اے میرے بیٹے! میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں۔

ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے باتیں کر رہے ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما دروازے پر رکے ہیں عبد اللہ پلٹے ان کے ساتھ میں بھی واپس آیا، اس کے بعد امیر المومنین مجھے ملے، فرمایا: لم اراك جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے میں نے کہا: یا امیر المومنین! میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس چلا گیا۔ امیر المومنین نے فرمایا:

انت احق من ابن عمر فانما انبت ماتری فی رءوسنا اللہ ثم انتم[244]۔

آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو اگائے ہیں۔

---

[243] الدار قطنی

[244] کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن راویہ حدیث ۳۷۶۶۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۶۵۵، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ الباب الثانی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۴۱

پھر آپ سے ایک اور روایت میں ہے:

هل انبت الشعر غیرکم۔ الخطیب من طریق یحیی بن سعید ن الانصاری عن عبید بن حنین ثنی الحسین ابن علی رضی الله تعالٰی عنهما وکذا ابنا سعد وراهو یه والاخرٰی رواها الحافظ محب الدین الطبری فی الریاض النضرة من طریق عبید بن حنین لاحد الریحانتین رضی الله تعالٰی عنهما۔

کیا سر پر بال کسی اور نے اگائے ہیں سوائے تمہارے؟ (خطیب نے یحیٰی بن سعید انصاری کے طریق سے عبید بن حنین سے روایت کی کہ مجھے حسین بن علی نے حدیث بیان کی۔ یونہی سعد اور راہویہ کے بیٹوں نے روایت کی۔ اور ایک اور حدیث جس کو محب الدین طبری نے ریاض النضرہ میں بطریق عبید بن حنین دونوں شہزادوں یعنی حسنین کریمین میں سے ایک کے بارے میں روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ (ت)

حافظ الشان امام عسقلانی الاصابۃ فی تمییز الصحابہ میں اسے بروایت خطیب ذکر کرکے فرماتے ہیں: **سندہ صحیح**[245]۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ان حدیثوں کا سنانا کہیں وہابی صاحبوں کو رافضی بھی نہ کردے۔

"قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾"[246]۔ تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ (ت)

شاہزادوں سے امیر المومنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اول میں تھا کہ یہ بال تمھارے مہربان باپ ہی نے اگائے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ جس طرح اراکین سلطنت اپنے آقازادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔

حدیث ۱۰۳: کہ حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علٰی ابیہا وعلیہا وعلٰی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: **یارسول الله انحلهما** یا رسول اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے۔ **قال نعم**

---

[245] الاصابہ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۷۲۰ حسین بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما دار الفکر بیروت ۲/۶۹۸

[246] القرآن الکریم ۳/۱۱۹

قاسم خزائن الٰہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں منظور۔ اما الحسن فقد نحلته حلمی وھیبتی واما الحسین فقد نحلته نجدتی وجودی حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔

ابن عساکر[247] عن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیه وعمه عن جده رضی اللہ تعالٰی عنه۔

ابن عساکر نے محمد بن عبید اللہ بن ابو رافع سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۰۴: کہ جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: یانبی اللہ انحلھما یا نبی اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا ہو۔ فرمایا:

نحلت ھذا الکبیر المھابة والحلم ونحلت ھذا الصغیر المحبة والرضا۔ العسکری[248] فی الامثال عن جابر بن سمرة عن ام ایمن برکة رضی اللہ عنھم۔

میں نے اس بڑے کو ہیبت وبردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت ورضا کی نعمت دی۔ (عسکری نے امثال میں جابر بن سمرہ سے انہوں نے ام ایمن برکۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰۵: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اس میں دو جہان کی شاہزادی اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی:

یارسول اللہ ھذان ابنای فورثھما شیئا۔

یارسول اللہ! یہ میرے دونوں بیٹے ہیں انہیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے۔

ارشاد ہوا:

اما حسن فله ھیبتی وسؤددی واما حسین

حسن کے لیے تو میری ہیبت اور سرداری ہے

---

[247] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴/ ۱۴۱

[248] کنز العمال بحوالہ العسکری فی الامثال حدیث ۳۷۷۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۶۷۰

فلہ جرأتی وجودی۔ الطبرانی[249] فی الکبیر وابن مندہ وابن عساکر عن البتول الزھراء رضی اللہ عنھا۔

اور حسین کے لیے میری جرأت اور میرا کرم (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے بتول الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت)

اقول: وباللہ التوفیق حلم ومحبت وجود وشجاعت ورضا ومحبت کچھ اشیائے محسوسہ واجسام ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اٹھا کردے دیے جائیں اور بتول زہرا کا سوال بصیغہ عرض ودرخواست تھا کہ حضور انھیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرف نحاۃ میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زمان استقبال کے لیے خاص کہ جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہوگا زمانہ حال منقضی ہوجائے گا اس کے بعد قبول و وقوع جو کچھ ہوگا زمانہ تکلم سے زمانہ مستقبل میں آئے گا اگرچہ بحالت فور واتصال اسے عرفاً زمانہ حال کہیں بہرحال درخواست وقبول کو زمانہ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں، اب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا فرمایا **نعم** ہاں دوں گا۔ لاجرم یہ قبول زمانہ استقبال کا وعدہ ہوا **فان السؤال معاد فی الجواب ای نعم انحلھما** اس کے متصل ہی حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ میں نے اپنے اس شاہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شہزادے کو یہ دولتیں بخشیں۔ یہ صیغے بظاہر ماضی کے ہیں اور اس سے زمان وعدہ تھا اور زمان وعدہ عطا نہیں کہ وعدہ عطا پر مقدم ہوتا ہے۔ لاجرم یہ صیغے اخبار کے نہیں بلکہ انشا ہیں جس طرح بائع ومشتری کہتے ہیں **بعت اشتریت** میں نے بیچی میں نے خریدی۔ یہ صیغے کسی گزشتہ خرید وفروخت کی خبر دینے کے نہیں ہوتے بلکہ انہیں سے بیع وشرا پیدا ہوتی ہے انشا کی جاتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس فرمانے ہی میں کہ میں نے اسے یہ دیا اسے یہ دیا حلم وہیبت وجود وشجاعت ورضا ومحبت کی دولتیں شاہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص خزائن ملک السمٰوٰت والارض جل جلالہ کی ہیں۔

---

[249] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴/ ۱۴۰، المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۴۲۳، کنزالعمال بحوالہ ابن مندہ کر حدیث ۱۸۸۳۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۲۶۸، کنزالعمال بحوالہ طب وابن مندہ کر حدیث ۳۴۲۷۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۱۷، کنز العمال بحوالہ ابن مندہ طب، ابی نعیم، کر حدیث ۳۷۷۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۶۷۰

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ[250]

(یہ سعادت اپنی طاقت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک عطافرمانے والااللہ تعالٰی عطانہ فرمائے۔ت)

تو وہ جو زبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اوراس فرمانے ہی سے وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں قطعاً یقیناوہی کر سکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ وہاب رب الارباب جل جلالہ کے خزانوں پر پہنچتا ہے جسے اس کے رب جل وعلا نے عطاو منع کا اختیار دیا ہے،ہاں وہ کون،ہاں واللہ وہ محمد رسول اللہ ماذون و مختار حضرۃ اللہ قاسم ومتصرف خزائن اللہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،والحمد للہ رب العالمین،لاجرم امام اجل احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب مستطاب جوہر منظّم میں فرماتے ہیں:

هو صلى الله تعالٰى عليه وسلم خليفة الله الاعظم الذى جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه و تحت ارادته يعطى من يشاء[251]۔

وہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلانے اپنے کرم کے خزانے،اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع انکے ارادے کے زیر فرمان کردیئے جسے چاہتے ہیں عطافرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ان مباحث قدسیہ کے جانفزا بیان فقیر کے رسالہ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی میں بکثرت ہیں وللہ الحمد۔

حدیث۱۰۶: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لى اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحى الذى يمحوا الله بى الكفر وانا الحاشر الذى يحشر على قدمى (صلى الله تعالٰى عليه وسلم)

بیشک میرے متعدد نام ہیں،میں محمد ہوں،میں احمد ہوں،میں ماحی یعنی کفروشرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر مٹاتاہے،میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

250

251 الجوہر المنظم الفصل السادس المکتبۃ القادریۃ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۲

مالك واحمد وابو داود الطیالسی وابن سعد و البخاری[252] ومسلم والترمذی والنسائی والطبرانی والحاکم والبیہقی وابونعیم واٰخرون عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اس کو مالک، احمد، ابو داود طیالسی، ابن سعد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم اور دیگر محدثین نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔ (ت)

حدیث ۱۰۷تا۱۱۱: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

احمد ومسلم[253] والطبرانی فی الکبیر

اس کو روایت کیا احمد، مسلم اور طبرانی نے کبیر میں

---

[252] صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الصف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲۷، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۱، الشمائل مع سنن الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۳۶۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۵۷۲، مسند احمد بن حنبل عن جبیر بن مطعم المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۸۴، مؤطا لامام مالك ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۳۷، الطبقات الکبرٰی ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/ ۱۰۵، المستدرك للحاکم کتاب التاریخ ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/ ۶۰۴، دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۵۲تا۱۵۵، مسند ابی داود طیالسی احادیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ الجزء الرابع ص ۱۲۷، دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثالث ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باسمائہ عالم الکتب بیروت ۱/ ۱۲

[253] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی موسٰی الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۹۵ (باقی برصفحہ آئندہ)

عن ابی موسٰی الاشعری ونحوہ احمد وابناسعدٍ وابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ والترمذی فی الشمائل عن حذیفہ وابن مردویہ فی التفسیر وابو نعیم فی الدلائل وابن عدی فی الکامل وابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی الطفیل وابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وابن سعد عن مجاھدٍ مرسلاً یزیدون و ینقصون وکلھم علی الحاشر متفقون۔

ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے۔اور اس کی مثل احمد، ابن مسعود، ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔اور ابن مردویہ نے تفسیر میں، ابو نعیم نے دلائل میں، ابن عدی نے کامل میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔اور ابن عدی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے۔اور ابن سعد نے مجاہد سے مرسلًا روایت کیا۔اس میں راوی کمی بیشی کرتے رہے مگر حاشر پر سب متفق ہیں۔(ت)

حدیث ۱۱۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک کنیسہ یہود میں تشریف لے جاکر دعوت اسلام فرمائی، کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ فرمائی، کوئی نہ بولا۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ابیتم فواللہ انا الحاشر وانا　　تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم میں ہی حشر دینے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

شمائل الترمذی مع سنن الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالفکر بیروت ۵/۲۷۵، الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر اسماء الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار اصادر بیروت ۱/۱۰۴، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۸۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۳۵۱، دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثالث ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عالم الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۲، کنز العمال بحوالہ عد، وابن عساکر عن ابی الطفیل حدیث ۳۲۱۶۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۶۲و۴۶۳، الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۹۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۲، الطبقات الکبرٰی ذکر اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۰۵

العاقب وانا النبی المصطفٰی اٰمنتم اوکذبتم۔ الحاکم [254] وصححه عن عوف بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔

والا ہوں، میں ہی خاتم الانبیاء ہوں، میں ہی نبی مصطفٰی ہوں، چاہے تم مانو یا نہ مانو (حاکم نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیااور اس کی تصحیح کی۔ت)

حدیث ۱۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انا احمد وانا محمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی وانا الماحی الذی یمحوا الله بی الکفر [255]۔

میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر کی بلا محو فرماتا ہے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہ اسم ماحی بھی ہمارے مقصود رسالہ سے ہے نیز بجہت اسناد اور نیز یوں کہ معاذاللہ کفر سے بدتر اور کیا بلا ہے، توجو پیارا ماحی کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلاء ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ کیا فرمارہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں اپنے قدموں پر خلائق کو حشر دوں گا۔ تم نے توقرآن مجید سے یہ سنا ہوگا کہ نشر کرنا حشر دینا خدا کی شان ہے، یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملادیا، خدا کی شان تم مدعیان علم وایمان ابھی خدا کی شان ہی کے معنی نہ سمجھے، نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں، توخدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں کہ موجبہ کلیہ کواس کا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے، ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کے لیے نہیں ہوسکتی، دفع بلا یا سماع ندا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ امور نزاعیہ کہ بعطائے رحمانی ووساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں لزوم الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں **ولکن من لم یجعل الله له نورًا فماله من نور** (لیکن جسے اللہ تعالٰی نور عطانہ فرمائے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔ت)

حدیث ۱۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: میرا نام قرآن میں **محمّد** اور انجیل میں

---

[254] المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة قصه ذکر رؤیا عبدالله بن سلام دار الفکر بیروت ۳/ ۴۱۵

[255] المعجم الکبیر عن جابر رضی الله عنه حدیث ۱۷۵ المکتبة الفیصلیة بیروت ۲/ ۱۸۴، الکامل لابن عدی وهب بن وهب الخ دارالفکر بیروت ۷/ ۲۵۲۷

احمد اور توراۃ میں احید ہے وانما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جھنم اور میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

فلوجہ ربك الحمد وعلیك الصلٰوۃ والسلام یا احید یانبی الحمد۔ ابناعدی وعساکر[256] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

آپ کے رب کے لیے حمد اور آپ پر درود وسلام ہوا ے احید، اے نبی حمد۔ اس کو ابن عدی اور ابن عساکر نے سید نا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔(ت)

وہابی صاحبو! تمہارے نزدیک احید پیارا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دافع البلاء تو ہے ہی نہیں، کہہ دو کہ وہ تم سے نار جہنم بھی دفع نہ فرمائیں اور بظاہر امید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمت الٰہی کا منکر ہوتا ہے اس نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

انا عند ظن عبدی بی[257]۔

میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہوں۔

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دافع بلا نہیں تو تم اسی کے مستحق ہو کہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ ہوں۔ ایک بار فقیر کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدار الٰہی کے منکر ہیں اور وہابی شفاعت نبوی کے۔ فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدار الٰہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں ان شاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا، رافضی کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں ان شاء اللہ القھار انہیں نہ ہوگا، ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں ان کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی، وہابی کہتے ہیں کہ شفاعت محال مطلق ہے، اور وہ ٹھیک کہتے ہیں امید ہے کہ انکے لئے نہ ہوگی۔ ع

گر بر تو حرام ست حرامت بادا

(اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔ت)

---

[256] تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ اسمائہ الخ داراحیاء التراث العربی ۳/۲۱، الکامل لابن عدی ترجمہ اسحٰق بن بشر دارالفکر بیروت ۱/۳۳۱

[257] مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۱۵، الترغیب والتریب الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ حدیث ا مصطفی البابی مصر ۲/۳۹۳

حاضران گفتند کاے صدر الوری راست گو گفتی دو ضد گو را جرا

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک وہندو در من آں بیند کہ اوست[258]

(حاضرین نے عرض کی کہ اے سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! آپ نے دو متضاد بات کرنے والوں کو کیسے درست قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دوست کا قلعی کیا ہوا آئینہ ہوں، ترک اور ہندو مجھ میں وہی دیکھتا ہے جیسا وہ خود ہے۔ت)

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیٰمۃ حق فمن لم یؤمن بہا لم یکن من اھلھا۔ ابن منیع فی معجمہ[259] عن زید بن ارقم وبضعۃ عشر من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

روز قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں (ابن منیع نے اپنی معجم میں زید بن ارقم اور دس سے چند زائد صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں: **اطلق علیہ التواتر**[260]۔ اس حدیث کو متواتر کہا گیا۔

بالجملہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ سہی مگر لاواللہ ہمارا ٹھکانا توان کی بارگاہ بیکس پناہ کے سوا نہیں ؎

منکر اپنا اور حامی ڈھونڈلیں آپ ہی ہم پر تو رحمت کیجئے

بلکہ لاواللہ اگر بفرض غلط بفرض باطل عالم میں ان سے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اس کا احسان لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھا کر رکھے ہمیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہ نے بے ہمارے استحقاق بے ہماری لیاقت کے اپنے محبوب کا کرلیا اور اسی کی وجہ کریم کو حمد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا بننا نہیں چاہتے جس کا کھائیے اسی کا گائیے۔

---

[258]

[259] کنز العمال بحوالہ ابن منیع حدیث ۳۹۰۵۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/ ۳۹۹

[260] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث شفاعتی یوم القیٰمۃ حق مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۷۸

؎ چو دل با دلبرے آرام گیرد زوصل دیگرے کے کام گیرد

(جب ایک محبوب سے دل آرام پاتا ہے تو دوسرے کے وصل سے اسے کیا کام۔ت)

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں منت غیر کوئی اٹھائی کوئی ترس جتائے کیوں

رباعی: اے واہ دہ حبیب راکلید ہمہ کار باران درود بر رُخ پاکش بار

دستے کہ بدامان کریمش زدہ ایم زنہار بدست دیگر انش مسپار

(اے اللہ! اس حبیب کو ہر معاملے کی چابی عطا فرما اس کے رخ زیبا پر درود کی بارش برسا، جس ہاتھ سے ہم نے اس کا دامن کرم تھاما ہے ہر گز ہم کو دوسروں کا دست نگر نہ بنا۔ت)

؎ تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

صلی اللہ تعالٰی علیك وسلم وعلٰی اٰلك وصحبك وبارك وکرم۔ والحمد للہ رب العالمین۔

خیر، ان اہل شر کے منہ کیا لگئے، مسلمان نظر فرمالیں کہ عیاذاً باللہ نار جہنم سے سخت تر کون سی بلا ہوگی مگر اس کا دافع دافع البلا نہیں ہے یہ کہ وہابیہ کے پاس نہ عقل ہے نہ دین، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۱۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے انہوں نے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا حضور کیلئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا، فرمایا:

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاحٍ[261]۔ میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو اسے میں نے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔ صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم۔

[261] صحیح البخاری باب بنیان الکعبہ قصہ ابی طالب ۱/۵۴۸ وکتاب الادب المشرك ۲/۹۱۷، صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵، مسند احمد بن حنبل عن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۶و۲۰۷

حدیث ۱۱۶: کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی گئی: **هل نفعت اباطالبٍ**۔ حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟ فرمایا:

اخرجته من غمرۃ جھنم الی ضحضاح منھا۔ البزار وابویعلی وابن عدی وتمام عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔[262]	میں اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں نکال لایا۔ (اس کو بزار، ابویعلٰی، ابن عدی اور تمام نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

وہابی صاحبو! مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو ایک کافر کے باب میں فرمارہے ہیں کہ اسے میں نے غرق آتش سے کھینچ لیا اسے میں نکال لایا۔ اور تم حضور کو مسلمانوں کے لیے بھی دافع البلاء نہیں مانتے، یہ تمہارا ایمان ہے۔ مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تصرف، قدرتیں، اختیار دیکھیں، دنیا کیا بلا ہے آخرت کے کارخانوں کی باگیں انکے ہاتھ میں سپرد ہوئی ہیں اورنہ بغیر اللہ عزوجل کے ماذون ومختار کئے کس کی مجال ہے کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے جس عذاب میں اسے رکھا ہو وہاں سے اسے نکال لے یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت وجاہت جس کی محبوبیت نے دوجہاں کے اختیارات اسے دلادئے۔ آخر حدیث سن چکے:

الکرامۃ والمفاتیح یومئذٍ بیدی[263]۔	عزت دینا اور تمام کاروبار کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔

توراۃ شریف کا ارشاد سن چکے:

یدہ فوق الجمیع وید الجمیع مبسوطۃ الیہ	اس کا ہاتھ سب ہاتھوں پر بُلند ہے سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی

[262] مسند ابی یعلی عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۲۰۴۳ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳۹۹/۲، الکامل لابن عدی ترجمہ اسمٰعیل بن مجاہد دار الفکر بیروت ۳۱۳/۱، مجمع الزوائد کتاب صفۃ النار تفاوت اھل فی العذاب دار الکتاب العربی بیروت ۳۹۵/۱۰

[263] سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعۃ القاھرۃ ۳۰/۱، مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴، الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ اول من تنشق عنہ الارض مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲۱۸/۲

بالخشوع[264]۔ اور گڑگڑانے میں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱۷: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ھذہ القبور مملوۃ علی اھلھا ظلمۃ وانی انوّرھا بصلاتی علیھم۔ بیشک یہ قبریں ان کے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بے شک میں اپنی نماز سے انہیں روشن کردیتاہوں۔

صلی اللہ تعالٰی وبارك وسلم قدر نورہ وجمالہ وجودہ ونوالہ علیہ وعلٰی اٰلہ اٰمین۔ ھو وابن حبان[265] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اللہ تعالٰی آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے نور وجمال اور جود وعطاء کے مطابق درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ اس نے اور ابن حبان نے بحوالہ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کو روایت کیاہے۔ (ت)

حدیث ۱۱۸: ام المومنین سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں تھیں جب انکی وفات ہوئی اور انکی عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں پیام نکاح دیا، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھ میں تین باتیں ہیں: انا امرأۃ کبیرۃ۔ میری عمر زائد ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: انا اکبر منك میں تم سے بڑا ہوں۔ عرض کی: وانا امرأۃ غیّور میں رشکناک عورت ہوں۔ (یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکررنجی کا اندیشہ ہے۔) فرمایا: ادعوا اللہ عزوجل فیذھب عنك غیرتك میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمائے گا۔ عرض کی: یارسول اللہ! وانا امرّۃ مصیبۃ یارسول اللہ اور میرے بچے ہیں (یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے۔) فرمایا: ھم الی اللہ والی رسولہ۔ بچے اللہ اور اس کے رسول کے سپرد ہیں۔

احمد فی المسند[266] حدثنا وکیع ثنا اسمٰعیل　احمد نے مسند میں کہا ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے

---

[264] تحفہ اثناعشریہ باب شش در بحث نبوت وایمان سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

[265] صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الصلٰوۃ علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۰، السنن الکبرٰی کتاب الجنائز باب الصلٰوۃ علی القبر الخ دار صادر بیروت ۴/ ۴۷

[266] مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۲۱، المعجم الکبیر عن ام سلمہ حدیث ۴۹۹ و۵۸۵ و۹۷۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/ ۲۴۸ و۲۷۳ و۴۰۶

بن عبدالملك بن ابی الصغیراء ثنی عبدالعزیز ابن بنت ام سلمۃ عن ام سلمۃ رضی الله تعالٰی عنهما والحدیث فی السنن النسائی[267] وغیرہ۔

ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل بن عبدالملک بن ابوالصغیراء نے، مجھے حدیث بیان کی عبدالعزیز بن بنت ام سلمہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔اور یہ حدیث سنن نسائی وغیرہ میں مذکور ہے۔(ت)

حدیث ۱۱۹: کہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا:

ابشروا فان یخرج وانا بین اظهرکم فالله کافیکم و رسوله۔

خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کا رسول، جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الطبرانی فی الکبیر[268] عن اسماء بنت یزید رضی الله تعالٰی عنهما۔

طبرانی نے کبیر میں اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔(ت)

یہاں سخت ترین اعداء کے مقابلے میں اللہ و رسول کو کفایت فرمانے والا بتایا کہ خوش ہو بے خوف رہو اللہ و رسول کے ہوتے تمہیں کچھ اندیشہ نہیں۔اللہ اللہ ایسی جلیل حاجت روائیوں مشکلشائیوں میں اللہ عزوجل کے نام اقدس کے ساتھ حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک ملنا وہابیہ کے زخمی کلیجوں پر خدا جانے کہاں تک نمک چھڑکے گا۔ولله الحمد۔

حدیث ۱۲۰: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا، اتفاق سے ان دنوں میں کافی مالدار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر کبھی میں ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہی ہے، میں اپنا آدھا مال حاضر لایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ما ابقیت لاهلك تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا؟ میں نے عرض کیا: ابقیت لهم ان کے لئے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا: ما ابقیت لهم آخر ان کے لیے کتنا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کی: مثله اتنا ہی۔اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام وکمال لے کر حاضر ہوئے۔سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: یا ابا بکر

---

[267] الاصابۃ بحوالہ النسائی ترجمہ ۱۲۰۵ ام سلمہ بنت ابی امیہ دار الفکر بیروت ۷/۳۲۷، ۳۲۶

[268] المعجم الکبیر حدیث ۴۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/۱۷۰

ما ابقیت لاھلك۔اے ابو بکر! گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا؟ عرض کی: ابقیت لھم اللہ ورسولہ۔ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ ورسول کو باقی رکھا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ میں نے کہا: میں ابوبکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

الدارمی[269] وابوداود والترمذی وقال حسن صحیح و الشاشی وابن ابی عاصم وابن شاھین فی السنة و الحاکم فی المستدرك وابو نعیم فی الحلیة والبیھقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ کلھم عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنه۔

دارمی، ابوداود، ترمذی، شاشی، ابن ابی عاصم اور ابن شاہین نے سنۃ میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابونعیم نے حلیۃ میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں سب نے امیر المومنین (عمر فاروق) رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ دارمی، ابوداود اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا۔ (ت)

حدیث ۱۲۱: کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حق میں فرمایا:

احب اھلی من قد انعم اللہ علیه وانعمت علیه۔ الترمذی[270] عنه رضی اللہ تعالٰی عنه۔

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔ (ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

لم یکن احد من الصحابة الا وقد انعم اللہ علیه رسوله صلی اللہ تعالٰی

یعنی سب صحابہ ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[269] سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما دار الفکر بیروت ۵/۳۸۰، سنن ابی داود کتاب الزکوٰۃ باب الرخصة فی ذالك آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۳۶، سنن الدارمی باب الرجل یتصدق بجمیع ما عندہ حدیث ۱۶۶۷ دار المحاسن للطباعة القاھرۃ ۱/۳۲۹، کنز العمال حدیث ۳۵۶۱۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۴۹۱

[270] سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب اسامہ بن زید حدیث ۳۸۴۵ دار الفکر بیروت ۵/۴۴۷

علیہ وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الکتاب و ھو قولہ تعالٰی واذتقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ وھو زید لاخلاف فی ذٰلک ولا شك[271] الخ۔

نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالٰی نے نعمت دی اور اے نبی! تو نے اسے نعمت دی، اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، اس میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک، اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حق میں اتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے، افادہ فی المرقاۃ۔

اقول: نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین وآخرین سب ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نعمت دی۔ پاک کردینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی جس کا ذکر آیات کریمہ میں سن چکے کہ "وَيُزَكِّيهِمْ"[272]۔ یہ نبی پاک اور ستھرا کردیتا ہے بلکہ لاواللہ تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو۔ فرماتا ہے:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝"[273]۔　　　ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اہل کفر واہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان ؎

راست خواہی ہزار چشم چناں　　　کور بہر کہ آفتاب سیاہ

(اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا سیاہ ہونا۔ ت)

[271] مرقاۃ المفاتیح کتاب المناقب والفضائل باب اھل بیت النبی تحت الحدیث ۶۱۷۷ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱۰/۵۴۶

[272] القرآن الکریم ۲/۱۲۹

[273] القرآن الکریم ۲۱/۱۰۷

حدیث ۱۲۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقًا الحدیث۔ ابو داود والحاکم[274] بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔ (ابوداود اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

پہلی حدیث میں حضور نے فرمایا تھا: ''ہم نے غنی کردیا۔'' احادیث عطیہ حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما میں تھا کہ فرمایا: ''حسن کو مہابت ہم نے دی، علم ہم نے دیا۔ حسین کو شجاعت ہم نے دی، کرم ہم نے دیا، محبت کا مرتبہ، رضا کا مقام ہم نے عطا کیا۔'' حدیث اسامہ میں تھا: ''اسے نعمت ہم نے بخشی۔'' یہاں ارشاد ہوتا ہے: ''رزق ہم نے دیا۔'' صلی اللہ تعالٰی علیك وعلٰی اٰلك قدر جودك ونوالك وبارك وسلم۔

حدیث ۱۲۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لقد جاء کم رسول الیکم لیس بوھن ولا کسل لیحی قلوبًا غلفًا ویفتح اعینًا عمیًا ویسمع اٰذانًا صمًا ویقیم السنۃ عوجًا حتی یقال لاالٰہ الا اللہ وحدہ۔ الدارمی فی سننہ[275] عن جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بیشک تشریف لایا تمہارے پاس وہ رسول تمہاری طرف بھیجا ہوا جو ضعف و کاہلی سے پاک ہے تاکہ وہ رسول زندہ فرمادے غلاف چڑھے دل، اور وہ رسول کھول دے اندھی آنکھیں، اور وہ رسول شنوا کردے بہرے کانوں کو، اور وہ رسول سیدھی کردے ٹیڑھی زبانوں کو، یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں۔ (دارمی نے اپنی سنن میں جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اقول: صحیح اذ قال اخبرنا حیوۃ بن شریح ثقۃ شیخ البخاری

[274] سنن ابی داود کتاب الخراج والفئی باب فی ارزاق العمال آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۵۲، المستدرك للحاکم کتاب الزکوٰۃ دارالفکر بیروت ۱/ ۴۰۶، کنزالعمال حدیث ۱۱۰۸۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۳۹۴

[275] سنن الدارمی باب ماکان علیہ الناس قبل مبعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۹ دارالمحاسن للطباعۃ القاھرۃ ۱/ ۱۵

فی صحیحہ وابو داود والترمذی بل واحمد وابن معین وھما من اقرانہ ثنا بقیۃ بن الولید ثقۃ من الاعلام من رجال مسلم وقد زال مایخشی من لیسہ بقولہ ثنا بحیر بن سعد ثقۃ ثبت عن خالد بن معدان ثقۃ عابد من رجال الستۃ عن جبیر بن نفیر ن الحضرمی رضی اللہ تعالٰی عنھما ثقۃ جلیل مخضرم من الثانیۃ وقدروی ابن السکن والباوردی وابن شاھین مطولا عن عبدالرحمن عن جبیر بن نفیر عن ابیہ قال ادرکت الجاھلیۃ واتانا رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالیمن فاسلمنا فمرسلہ کمراسیل سعید بن المسیب اوفوق علا ان المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور والحدیث مسلسل بالحمصیین حیوۃ الی جبیر کلھم اھل حمص۔

حدیث ۱۲۴: کہ دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے، کسی کو پاس نہ آنے دیتے، مالکوں نے باغ میں بند کردئے تھے، باغ اجاڑتے تھے، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرماہوئے، دروازہ کھولنے کا حکم دیا، مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذادیں۔ فرمایا خوف نہ کر، کھول دے۔ کھول دیا۔ ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ حضور نے مہار ڈال کر حوالے کیا۔ دوسرا منتہائے باغ پر تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اس نے بھی حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا، حضور نے اسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی:

یا نبی اللہ تسجد لک البھائم فما للہ عندنا بک احسن من ھذا اجرتنا من الضلالۃ واستنقذتنا من الھلکۃ افلا تأذن لنا بالسجود۔ ابن قانع وابو نعیم عن غیلان بن اسامۃ الثقفی رضی اللہ[276]

یارسول اللہ! چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کے لیے حضور کے ذریعے سے ہمارے پاس جو کچھ ہے تو تو اس سے بہت بہتر ہے، حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی، حضور نے ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ (ابن قانع وابونعیم نے غیلان بن اسامۃ الثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے

[276] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶۔۳۷

تعالٰی عنہ ولہ طرق وقد دخل بعضھا فی بعض۔ (روایت کیا۔اس کے متعدد طرق ہیں جو کہ بعض بعض میں داخل ہیں۔ت)

وہابیہ کہ گمراہی پسند وہلاکت دوست ہیں،ان سخت ترین بلیات کو بلا کیوں سمجھیں گے کہ ان سے پناہ دینے والے نجات بخشنے والے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء جانیں۔

حدیث ۱۲۵: جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اپنے اموال واہل وعیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا صلیتم الظھر فقولوا انا نستعین برسول اللہ علی المؤمنین اوالمسلمین فی نسائنا وابنائنا۔النسائی[277] عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ (جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں(نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔

وہابی صاحبو! "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ"[278] کے معنی کہئے استعانت تو خدا ہی کے ساتھ خاص تھی، یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا۔اور زمان حیات دنیاوی اوراس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے قطع نظر اس بات سے کہ انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں، جو بات خدا کے لیے

---

[277] سنن النسائی کتاب الھبۃ ھبۃ المشاع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۱۳۶

[278] القرآن الکریم ۱/ ۴

خاص ہوچکی غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چکی، اس میں حیات و موت، قرب و بعد، ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا کیا بعد موت ہی شرکت خدائی صلاحیت نہیں رہتی بحال حیات شریک ہوسکتے ہیں یہ جنون وہابیہ کو ہر جگہ جاگا ہے جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا مشرک بنادیا ہے ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت حیات کا فرق کرینگے کبھی قرب و بُعد کا کبھی کسی اور وجہ کا، جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق خدا کا شریک جانتے ہیں جب تو وہ بات کہ غیر کے لیے اس کا اثبات شرک تھا ان کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ اب کھلا کہ انکے امام نے تقویۃ الایمان میں ان وہابی صاحبوں ہی کی نسبت کہا تھا کہ:

"اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور دعوی مسلمانی کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوی، سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ، مگر شرک کرتے ہیں"[279]۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ انکی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے **وباللہ التوفیق**۔

حدیث ۱۲۶: طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر الشمس فتاخّرت ساعۃ من نہار[280]۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فورًا ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ **الحمد للہ** اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو

---

[279] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴

[280] المعجم الاوسط حدیث ۴۰۵۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۳۳، مجمع الزوائد کتاب علامات نبوت باب حبس الشمس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۸/ ۲۹۶

ان کے لئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا،

رایتك فی المهد تناغی القمر والیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال۔

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

انی کنت احدثه ویحدثنی ویلهینی عن البکاء واسمع وجبته حین یسجد تحت العرش۔

ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

البیهقی فی الدلائل[281] والامام شیخ الاسلام ابوعثمٰن اسمٰعیل بن عبدالرحمن الصابونی فی المائتین و الخطیب وابن عساکر فی تاریخ بغداد ودمشق رضی اللہ تعالٰی عنه۔

بیہقی نے دلائل میں اور امام شیخ الاسلام ابوعثمٰن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صابونی نے مائتین میں اور خطیب وابن عساکر نے تاریخ بغداد و دمشق میں بیان کیا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (ت)

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ الکبرٰی کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے آفتاب وماہتاب در کنار، واللہ العظیم، ملئکه

---

[281] الخصائص الکبرٰی بحوالۃ البیہقی والصابونی وغیرہ باب مناغاۃ للقمر الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۵۳، کنز العمال بحوالہ ھق فی الدلائل وغیرہ حدیث ۳۱۸۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۸۳

مدبرات الامر کہ تمام نظم و نسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق کافۃ۔ رواہ مسلم[282] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔ (اس کو مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

قرآن فرماتا ہے:

"تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ۝۱ "[283]۔ برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈر سنانے والا ہو۔

اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں علیہم الصلٰوۃ والسلام۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی "حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۝۳۲ "[284]۔ یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔ فرمایا: "رُدُّوْهَا عَلَیَّؕ "[285]۔ پلٹا لاؤ میری طرف۔ امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب ان ملائکہ سے ہے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلمان نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ، وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہوگیا اور سیدنا سلیمٰن علیہ الصلٰوۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ معالم التنزیل شریف میں ہے: حکی عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال معنٰی قولہ ردوھا علی یقول سلیمٰن علیہ الصلٰوۃ و السلام بامر اللہ عزوجل للملٰئکۃ المؤکلین بالشمس ردوھا علی یعنی الشمس فردوھا علیہ حتی صلی العصر فی وقتھا[286]۔

---

[282] صحیح مسلم کتاب المساجد و موضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۹

[283] القرآن الکریم ۲۵/۱

[284] القرآن الکریم ۳۸/۳۲

[285] القرآن الکریم ۳۸/۳۳

[286] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۳۸/۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۵۲

سیدنا سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام نوابان بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ سے ایک جلیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کی بے شمار رحمتیں امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی پر کہ مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خزانۃ السر وموضع نفوذ الامر فلاینفذ امر الامنہ ولا ینقل خیر الا عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے، اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الا بابی من کان ملکا وسیدًا
واٰدم بین الماء والطین واقف
اذا رام امرًا لایکون خلافہ
ولیس لذاك الامر فی الکون صارف[287]

یعنی خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ وسردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام ابھی آب وگِل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا، تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں۔

اقول: اورہاں کیونکر کوئی ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔

لاراد لقضائہ ولا معقب لحکمہ۔

اس کی قضاء کو رد کرنے والا اور اس کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ (ت)

یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ صحیحین بخاری ومسلم ونسائی وغیرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے کہ ام المومنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

ما اری ربك الا یسارع ھواك[288]۔

یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا۔

مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک ادھر ادھر ہو تو اسے باہر کردو اور کوئی جھوٹا متصوف

---

[287] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول توطئۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۵۶

[288] صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ ترجی من تشاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۶

(باقی برصفحہ آئندہ)

نصارٰی کی طرح غلو وافراط والا دبا چھپا ہو تو اسے بھی دور کردو اور تم عبدہ ورسولہ کی سچی معیار پر کانٹے کی تول مستقیم ہو کر یہ حدیث سنو کہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

مرض ابوطالب فعادہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا ابن اخی ادع ربك والذی بعثك یعافینی فقال اللھم اشف عمی فقام کانما نشط من عقال فقال یا بن اخی ان ربك الذی تعبدہ لیطیعك فقال وانت یا عماہ لو اطعتہ لیطیعنك۔ ابن عدی[289] من طریق الھیثم البکاء عن ثابت ن البنانی عن انس ابن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یعنی ابو طالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کی: اے بھتیجے میرے! اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی: الٰہی! میرے چچا کو شفا دے۔ یہ دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی، حضور سے عرض کی: اے میرے بھتیجے! بیشک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت عـــہ کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً وتائیداً) ارشاد کیا کہ اے چچا! اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (ابن عدی)

عـــہ: یہاں اطاعت کے معنی ہر مراد محبوب حسب مراد محبوب فوراً موجود فرمادے ۱۲منہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الشغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۶۶، صحیح مسلم کتاب الرضاع باب جواز ھبتہا نوبتہا لضرتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۷۳، سنن النسائی ذکر امر رسول اللہ فی النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۶۷، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۱۳۴

[289] الکامل لابن عدی ترجمہ الھیثم بن جماز دار الفکر بیروت ۷/۲۵۶۱

نے بطریق ہیثم البکاء انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے انس ابن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اور حدیث سنئے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روز قیامت تمام جہان کا سید ہوں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلواؤں گا سوال ہوگا کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔ کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو۔ پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا:

ارفع راسك وقل تطاع واشفع تشفع۔ اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

الحاکم فی المستدرك[290] وابن عساکر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ حاکم نے مستدرک میں اور ابن عساکر نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا۔(ت)

اسی باب سے ہے حدیث کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: **ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم** بیشک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ **فقلت ماشئت یارب ھم خلقك وعبادك** میں نے عرض کیا کہ اے رب میرے! جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ **فاستشارنی الثانیۃ** اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا۔ **فقلت لہ کذٰلك** میں نے اب بھی وہی عرض کی۔ **فاستشارنی الثالثۃ** اس نے سہ بارہ مجھ سے مشورہ لیا۔ **فقلت لہ کذٰلك** میں نے پھر وہی عرض کی۔ **فقال تعالٰی انی لن اخزیك فی امتك**

[290] اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ الحاکم وابن عساکر صفۃ الشفاعۃ دارالفکر بیروت ۱۰/۴۳۰،کنز العمال بحوالہ ك وابن عساکر حدیث ۳۲۰۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۳۴

یا احمد تو رب عزوجل نے فرمایا: اے احمد! بیشک میں ہر گز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رسوا نہ کروں گا۔ وبشرنی انّ اول من یدخل الجنۃ معی من امتی سبعون الفًا مع کل الفٍ سبعون الفًا لیس علیھم حساب اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہونگے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا۔

آگے حدیث اور طویل و جلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیل ارشاد فرمائے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ و علیھم و بارک وسلم آمین!

الامام احمد[291] وابن عساکر عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

بحمد اللہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ رب العزۃ روز قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ سے مجمع اولین وآخرین میں فرمائے گا:

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد[292]۔ یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد!۔

میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کر دیا صلی اللہ علیك وعلٰی اٰلك وبارك وسلم۔

اے مسلمانو، اسے سنی بھائی، اے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان ارفع کے فدائی! آفتاب وماہتاب پر ان کا حکم جاری ہونا کیا بات ہے آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک ان کے نائب ان کے وارث، ان کے فرزند، انکے دلبند، غوث الثقلین، غوث الکونین، حضور پر نور سید نا و مولانا امام ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر سلام عرض نہ کر لے۔ امام اجل سیدی نور الدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ الروفی (جنہیں امام جلیل

---

[291] مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۹۳، کنزالعمال بحوالہ حم وابن عساکر حدیث ۳۲۱۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۴۸، الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بان امتہ وضع عنھم الامر مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲/۲۱۰

[292] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲/۱۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۸۷

عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی نے مرآۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ المقرادی[293]) سے وصف کیا۔ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں خود روایت فرماتے ہیں:

اخبرنا ابو محمد عبدالسلام بن ابی عبداللہ محمد بن عبدالسلام بن ابراھیم بن عبدالسلام البصری الاصل البغدادی المؤلد والدار بالقاھرۃ سنۃ احدٰی وسبعین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی بن سلیمان البغدادی الخباز ببغداد سنۃ ثلث و ثلثین وستّمائۃ قال اخبرنا الشیخان الشیخ ابو حفص عمر الکیماتی ببغداد وسنۃ احدٰی وتسعین و خمسمائۃ قالا کان شیخنا الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ یمشی فی الھواء علی رؤوس الاشھاد فی مجلسہ ویقول ماتطلع الشمس حتی تسلم علی و تجئی السنۃ الی وتسلم علی وتخبرنی مایجری فیھا و یجیء الشھر ویسلم علی ویخبرنی بما یجری فیہ، و یجیئ الاسبوع ویسلم علی ویخبرنی بمایجری فیہ و یجیئ الیوم ویسلم علی

یعنی امام اجل حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود وبزار اور حضرت ابو حفص عمر کیماتی رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بُلند کرہ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرلے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں، میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

[293] مرآۃ الجنان

ویخبرنی بما یجری فیه وعزة ربی ان السعداء و الاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم الله ومشاهد ته انا حجة الله علیکم جمیعکم انا نائب رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ووارثه فی الارض[294]۔صدقت یا سیدی والله فانما انت کلمت عن یقین لاشك فیه ولاوهم یعتریه انما تنطق فتنطق وتعطی فتفرق وتؤمر فتفعل والحمدلله رب العالمین۔

کا وارث ہوں۔سچ فرمایا ہے آپ نے اے میرے آقا، بخدا آپ یقین پر مبنی کلام فرماتے ہیں جس میں کوئی شک اور وہم راہ نہیں پاتا۔بے شک آپ سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں اور آپ کو عطا ہوتا ہے توآپ تقسیم فرماتے ہیں۔ اور آپ کو امر کیا جاتا ہے تو آپ عمل کرتے ہیں۔اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے۔(ت)

اس حدیث کے متعلق کلام نے قدرے طول پایا مگر الحمدللہ کہ مقصود رسالہ سے باہر نہ آیا وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۲۷: صحیح مسلم شریف وسنن ابی داود وسنن ابن ماجه ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال کنت ابیت مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه و سلم فاتیته بوضوئه وحاجته فقال لی سل(ولفظ الطبرانی فقال یومًا یا ربیعة سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم)قال فقلت اسألك مرافقتك فی الجنة

میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا(رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا)ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں

[294] بهجه الاسرار ذکر کلما اخبر بها عن نفسه الخ دار الکتب العلمية بیروت ص ۵۰

فقال اوغیر ذٰلك قلت ھو ذاك قال فاعنی علی نفسك بکثرۃ السجود[295]۔ اپنی رفاقت عطافرمائیں۔فرمایا: کچھ اور؟میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

ع کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

(حیف ہے اس سے اس کے غیر کی تمنا کرنا۔ت)

ے سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔"

الحمدللہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلقًا بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا سل مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرماسکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے ؎

گر خیریت دنیا و عقبٰی آرزو داری بدر گاہش بیاو ہرچہ میخواہی تمنا کن

(اگر تو دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔ت)

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول اللہ برکۃ المصطفٰی فی ھذہ الدیار سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا (اے ربیعہ)

---

[295] صحیح مسلم کتاب الصلٰوۃ باب فضل السجود والحث علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۳، سنن ابی داود کتاب الصلٰوۃ باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اللیل آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۸۷، کنز العمال حدیث ۱۹۰۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/۳۰۶، المعجم الکبیر عن ربیعہ حدیث ۴۵۷۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/۵۷و۵۸

نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرچہ خواہد وکراخواہد باذن پروردگار خود دہد[296]۔	مانگ۔اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالٰی کے اذن سے عطافرما دیں۔ (ت)

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم[297]

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: ''یارسول اللہ! دنیاوآخرت دونوں حضور کے خوان جودوکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ماکان ومایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔''

اور پہلا شعر کہ ''اگر خیریت دنیاوعقبٰی الخ'' حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کیا ہے: الحمدللہ یہ عقیدے ہیں ائمہ دین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب عالم تاب میں، برخلاف اس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندہ داغی جو کہ ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے: "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"[298]۔

الا صلّی رب محمد علی محمدواٰله وسلم واخری منتقصيه واعاذنامن حالهم وشرهم وسلم اٰمين۔	درود وسلام نازل فرمائے رب محمد محمد مصطفٰی پر اور آپ کی آل پر، اور دوسرا گروہ آپ کی شان میں تنقیص کرنے والا ہے، اللہ تعالٰی ہمیں انکے حال اور ان کے شر سے بچائے اور سلامت رکھے، آمین (ت)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

يؤخذ من اطلاقه صلى الله تعالى عليه وسلم الامر بسؤال انّ	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے

---

[296] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۹۶

[297] الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل العاشر مرکز اہلسنت گجرات الہند ص ۵۹

[298] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراک فی العبادۃ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

الله تعالٰی مکنه من اعطاء کل ما ارادمن خزائن الحق[299]۔	کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

والحمدللہ رب العالمین۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں [300]

پھراس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ اسئلک مرافقتک فی الجنۃ یارسول اللہ! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں، وللہ الحجۃ السامیۃ۔

حدیث ۱۲۸: حدیث صحیح وجلیل وعظیم سخت وہابیت کش جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وطبرانی وحاکم وبیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم وبرقرار رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہئے:

اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لیقضٰی لی اللھم	الٰہی! میں تجھ سے مدد مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی

[299] مرقاۃ المفاتیح کتب الصلٰوۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول تحت حدیث ۸۹۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/۶۱۵
[300]

فشفعه فی[301]۔ ہو، الٰہی! انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حاجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت والتجا بھی، مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات نے سر سے پانی تیری دیا۔ اس میں **لتقضی لی**[302] بصیغہ معروف ہے یعنی یارسول اللہ! حضور میری حاجت روا فرمادیں۔ مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

وفی نسخةٍ بصیغة الفاعل ای لتقضی الحاجة لی المعنی تکون سببًا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی[303]۔ اور ایک نسخہ میں بصیغہ فاعل (فعل معروف) ہے، یعنی آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی ومقصد برآری میں سبب ووسیلہ بن جائیں۔ چنانچہ اسناد مجازی ہوگا۔ (ت)

اب دافع البلاء کو شرک ماننے کا مول تول کہئے۔

---

[301] سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۸۹ دار الفکر بیروت ۳۳۶/۵، سنن ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰، صحیح ابن خزیمۃ باب صلوٰۃ الترغیب والترھیب حدیث ۱۲۱۹ المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۶/۲، المعجم الکبیر عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸/۹، المستدرک للحاکم کتاب صلوٰۃ التطوع دعاء رد البصر دار الفکر بیروت ۳۱۳/۱، دلائل النبوۃ للبیہقی باب فی تعلیمہ الضریر ماکان فیہ شفاء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۶۶/۶ تا ۱۶۸، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث ۶۵۷ دار ابن حزم بیروت ص ۱۵۹ و ۱۶۰، الترغیب والترھیب الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ مصطفی البابی مصر ۴۷۳/۱ تا ۴۷۵

[302] الحصن الحصین منزل یوم الاثنین صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵

[303] حرز ثمین شرح الحصن الحصین مع الحصن الحصین منزل یوم الاثنین صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ت) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ اقدس میں نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو ہمارا نام پاک لے کر ندا کرو ہم سے استمداد والتجا کرو، شرک وہابیت کو قعر جہنم میں پہنچانے کو بس یہی تھا کہ:

اولاً: جو شرک ہے اس میں تفرقہ زمانہ حیات وبعد وفات یا تفرقہ قرب وبُعد یا غیبت وحضور سب مردود ومقہور، جس کا بیان اوپر مذکور۔

ثانیاً: حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا بالائی ٹکڑا تو اللہ عزوجل سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا، اور دعا میں سنت اخفا ہے اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت وحضور یکساں ہے، عادی طور پر دونوں ندا بالغیب ہوں گی، مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری کردی کہ زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجتمند کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جان وہابیت پر آفت عظمٰی ڈھائی۔ معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے، ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے ان سے شکایت کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ائت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتك ورح الی حتی اروح معك۔	وضو کی جگہ جاکر وضو کرو پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو کہ الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے۔ اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحبِ حاجت نے جاکر ایسا ہی کیا، پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے، دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین (عثمان غنی) نے

اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا کیسے آئے ہو؟ انہوں نے اپنی حاجت عرض کی، امیر المومنین نے فورًا روا فرمائی، پھر ارشاد کیا: اتنے دنوں میں تم نے اس وقت اپنی حاجت کہی۔ اور فرمایا: جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملے ان سے کہا: اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے، یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی۔ عثمان بن حنیف نے فرمایا:

واللہ ماکلمته ولکن شهدت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم واتاہ رجل ضریر تشکی الیه ذهاب بصرہ فقال له النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وسلم ایت المیضأة فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بهٰذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف فواللہ ماتفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانه لم یکن به ضرقط۔[304]	خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: موضع وضو پر جا کر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعائیں پڑھ۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کررہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہوکر آئے گویا کبھی انکی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔

امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کرکے فرماتے ہیں: **والحدیث صحیح**[305]۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ **والحمدللہ رب العالمین۔**

حدیث ۱۲۹: کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہل مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا:

اصبروا وابشروا فانی قد بارکت	صبر کرو اور شاد ہو کہ بیشک میں نے تمہارے

[304] المعجم الکبیر عن عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۱۱ المکتبة الفیصلیة بیروت ۹/ ۱۸

[305] الترغیب والترھیب بحوالة الطبرانی الترغیب فی صلٰوة الحاجة مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷۶

علی صاعکم ومدکم۔البزار فی مسندہ[306] عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	رزق کی پیمانوں پر برکت کردی ہے۔(بزار نے اپنی مسند میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اس حدیث نے بتایا کہ اہل مدینہ کے رزق میں برکت رکھنے کو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی طرف نسبت فرمایا۔

(رسالہ ضمنی) منیۃ اللبیب ان التشریح بید الحبیب ۱۳۱۱ھ
(عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)

احادیثِ تحریم حرم مدینہ بحکم احکم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

حدیث ۱۳۰: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی:

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم مابین لابتیھا۔ھما واحمد[307] والطحاوی فی شرح معانی الاٰثار عن انس رضی اللہ عنہ۔	الٰہی! بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظّمہ کو حرم کردیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔(بخاری، مسلم اور احمد اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۱: نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انّ ابرھیم حرم مکۃ ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ وانی	بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظّمہ کو حرم بنادیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی، اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم

[306] کنز العمال بحوالۃ البزار حدیث ۳۸۱۲۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲۵/۱۴

[307] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۷۷،صحیح البخاری، کتاب المغازی غزوہ احد قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۸۵/۲مصحیح البخاری، کتاب الاعتصام باب ماذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۹۰/۲،صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱،مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۹/۳،شرح المعانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

دعوت فی صاعہا ومدہا بمثلی ما دعا ابراھیم لاھل مکۃ۔ھم[308] جمیعا عن عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	کردیا جس طرح انہوں نے مکے کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی (ان سب نے عبداللہ ابن زید بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۲: نیز صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی: الٰہی! بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظّمہ کو حرم کیا اللھم وانا عبدك ونبیك وانی احرم مابین لابتیھا[309]۔ الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا:

ونھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یعضد شجرھا اویخبط اویؤخذ طیرھا[310]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ۱۳۳: صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی احرم مابین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل	بیشک میں حرم بناتا ہوں دو سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں

[308] صحیح البخاری کتاب البیوع باب برکۃ صاع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱،صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۰/۱،مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴۰/۴،شرح المعانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

[309] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۲/۱،سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب فضل المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲،کنز العمال حدیث ۳۴۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۵/۱۲

[310] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۳/۲

صیدھا۔ھو و احمد [311] والطحاوی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اور اس کا شکار نہ مارا جائے (مسلم اور احمد اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۴: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم مابین لابتیھا۔ھو و الطحاوی [312] عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک ابراہیم نے مکہ معظّمہ کو حرم کردیا اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں (مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳۵: نیز صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ فجعلھا حرمًا وانی حرمت المدینۃ حرامًا مابین مازمیھا ان لایھراق فیھا دم و لایحمل سلاح لقتال ولا یخبط فیھا شجرۃ الا بعلف [313]۔

الٰہی! بیشک ابراہیم نے مکہ معظّمہ کو حرام کرکے حرم بنادیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بناکر حرام کردیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لیے اسلحہ اٹھایا جائے نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چارہ دینے کیلئے۔

حدیث ۱۳۶: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللھم انی قد حرمت مابین لابتیھا

الٰہی! بیشک میں نے تمام مدنیہ کو حرم کردیا

---

[311] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰، مسندا حمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۸۱، شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۱

[312] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰، شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[313] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳

کما حرمت علی لسان ابراھیم الحرم[314] و احمد و الرویانی عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم محترم کر کے حرم بنایا (مسلم، احمد اور رویانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۷: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم بیت اللہ وامنہ وانی حرمت المدینۃ مابین لابتیھا لایقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا۔ ھو والطحاوی[315] عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنادیا اور امن والا کردیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خار دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے جانور شکار نہ کئے جائیں (مسلم اور طحاوی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۸: صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مابین لابتی المدینۃ وجعل اثنا عشر میلًا حول المدینۃ حمی۔ ھما واحمد[316] وعبدالرزاق فی مصنفہ۔

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری اور مسلم اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت)

---

[314] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰تا۴۴۳، مسند احمد بن حنبل عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۰۹، کنز العمال بحوالہ حم والرویانی عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ حدیث ۳۴۶۸۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۴۴

[315] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲، کنز العمال بحوالہ مسلم حدیث ۳۴۸۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۲

[316] صحیح البخاری فضائل المدینۃ باب حرم المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۸۷، المصنف لعبد الرزاق کتاب حرمۃ المدینۃ حدیث ۱۷۱۴۵ المجلس العلمی بیروت ۹/۲۶۰و۲۶۱

ابن جریر کی روایت یوں ہے:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شجرھا ان یعضد اویخبط۔رواہ عن خبیب الھذلی[317] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پیڑ کاٹنا یاان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا۔(اس کو خبیب ہذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

حدیث ۱۳۹: صحیح مسلم شریف میں ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم مابین لابتی المدینۃ۔ھو والطحاوی[318] فی معانی الاٰثار۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنادیا۔(مسلم اور طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۴۰: نیز صحیح مسلم ومعانی الآثار میں عاصم احول سے ہے:

قلت لانس من مالك أحرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المدینۃ قال نعم الحدیث[319]۔زاد ابو جعفر فی روایۃ لایعضد شجرھا[320] ولمسلم فی اخرٰی نعم ھی حرام لایختلٰی خلاھا فمن فعل ذٰلك فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین[321]۔

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا، کیا مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرم بنادیا؟ فرمایا: ہاں، اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے، جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔والعیاذ باللہ تعالٰی۔

حدیث ۱۴۱: سنن ابی داود میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

317

318 صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۰، شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲

319 صحیح مسلم کتاب الحج فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۱

320 شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۳

321 صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۱

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم ھذا الحرم[322]۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

حدیث ۱۴۲: شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگارہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے جال پھینک دیے اور فرمایا:

تعلموا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم صیدھا۔ الامام ابو جعفر[323] فی شرح الطحاوی۔ تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام قرار دیا ہے۔ (امام ابوجعفر نے شرح طحاوی میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم مابین لابتیھا[324]۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کردیا۔

حدیث ۱۴۳: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم مابین لابتی المدینۃ ان یعضد شجرھا او یخبط[325]۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

حدیث ۱۴۴: ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لئے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ ملے شدت سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صید ما بین لابتیھا[326]۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرمادیا ہے۔

---

[322] سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۷۸

[323] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲

[324]

[325] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲

[326] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲

حدیث ۱۴۵: صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم البقیع وقال لاحمی الاللہ ورسولہ[327]۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنادیا اور فرمایا: چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ ورسول کے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

روی الثلثۃ الامام الطحاوی (تینوں احادیث امام طحاوی نے روایت کیں۔ت)

یہ سولہ ۱۶ حدیثیں ہیں، پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا، اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کردینے سے مدینہ طیبہ حرم ہوگیا، حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انہوں نے حرم کردی انہوں نے امن والی بنادی، حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان مکۃ حرمھا اللہ تعالٰی ولم یحرمھا الناس۔ البخاری والترمذی[328] عن ابی شریح ن البغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	بیشک مکہ معظّمہ کو اللہ تعالٰی نے حرم کیا ہے کسی آدمی نے نہ نہیں کیا۔ (بخاری اور ترمذی نے ابی شریح بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جان وہابیت پر ایک آفت اور سخت وشدید تر ہے، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انہیں سولہ بلکہ انکے سوا اور بہت احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

حدیث ۱۷ صحیحین: انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم من کذا الی کذا	مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا

[327] شرح معانی الآثار باب احیاء الارض المیتۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۷۵

[328] صحیح البخاری ابواب العمرۃ باب لایعضد شجر الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴۷، سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۸۰۹ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۱۷

لایقطع شجرھا۔ھما واحمد[329] والطحاوی واللفظ للجامع الصحیح۔

پیڑ نہ کاٹا جائے۔امام بخاری اور مسلم اور احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور لفظ جامع الصحیح کے ہیں۔ت)

حدیث۱۸صحیحین: ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم الحدیث ھما[330] والطحاوی وابن جریر واللفظ للمسلم۔

مدینہ حرم ہے(بخاری ومسلم اور طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا اور لفظ مسلم کے ہیں۔ت)

حدیث۱۹صحیحین: مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم مابین عیر الی کذا ولمسلم والطحاوی مابین عیر الی ثور الحدیث[331] زاد احمد وابو داود فی روایۃ لایختلی خلاھا ولاینفر صیدھا[332]۔

مدینہ کوہ عیر سے جبل ثور تک حرم ہے۔احمد اور ابو داود نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔

---

[329] صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمۃ المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱، کنز العمال بحوالہ حم وغیرہ حدیث ۳۴۸۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۱، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۴۲

[330] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲

[331] صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمۃ المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل مدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۱، شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۱

[332] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۱۹، سنن ابی داود، کتاب المناسك باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸

حدیث ۲۰ صحیح مسلم: سہل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

انہا حرم اٰمن، ھو واحمد[333] والطحاوی وابو عوانۃ۔ بیشک یہ امن والی حرم ہے۔ (مسلم، احمد، طحاوی اور ابوعوانہ نے روایت کیا۔ت)

حدیث ۲۱: امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لکل نبی حرم وحرمی المدینۃ[334]۔ ہر نبی کے لیے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے۔

حدیث ۲۲: عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم کل دافۃ اقبلت علی المدینۃ من العضۃ الحدیث[335]۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ ہو اس کے خاردار درختوں کو ممنوع فرمادیا۔

حدیث ۲۳: امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطا بن یسار کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کردیا تھا، ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لڑکوں کو دور کردیا، امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہ یاد ہے کہ فرمایا:

انی حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یُصنع ھذا[336]۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟

---

[333] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳ ومسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۸۶ وکنز العمال بحوالہ ابی عوانہ حدیث ۳۴۸۰۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۰ وشرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[334] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۱۸

[335] المصنف لعبدالرزاق باب حرمۃ المدینۃ حدیث ۱۷۱۴۷ المجلس العلمی بیروت ۹/۲۶۱

[336] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

حدیث ۲۴: مسند الفردوس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

یبعث اللہ عزوجل من ھٰذہ البقعۃ ومن ھذا الحرم سبعین الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب یشفع کل واحد منھم فی سبعین الفا وجوھھم کالقمر لیلۃ البدر[337]۔	اللہ تعالٰی روز قیامت اس بقیع اور اس حرم سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بیحساب جنت میں جائیں گے اور ان میں ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

اور اگر وہ حدیثیں گنی جائیں جن میں مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں، بالجملہ حدیثیں اس باب میں حد تواتر پر ہیں، تو بالیقین ثابت کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا بتاکید تام واہتمام تمام وہی ادب مقرر فرمادیا جو مکہ معظّمہ کے جنگل کا ہے،

بایں ہمہ طائفہ تالفہ وہابیہ کا امام بد فرجام بکمال دریدہ دہنی صاف صاف لکھ گیا: "گردوپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت وپری کے مکانوں کے گردوپیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہے"[338]

کیوں، ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ ورسول تک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی۔ تف ہزار تف برروئے بددینی۔ اب دیکھنا ہے کہ اس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحّد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ پڑھنے کی کچھ لاج رکھتے ہیں۔ اللہ کے بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے ادب داں غلاموں پر۔

تنبیہ نبیہ: مسلمانو! صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پرنور مالک الامم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے، نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب

---

[337] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۸۱۲۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۰/۵ وکنز العمال حدیث ۳۴۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۶۲/۱۲

[338] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸

میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لیے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شرک شد الرحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اس پر راستے میں بے ادبیاں بیہودگیاں کرتے چلنا فرض عین وجز ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظمت وجلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اس کے نزدیک مشرک ہو جائے گا۔ اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں "رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے"[339]۔ بچنا بھی انہیں امور میں گنا دیا جنہیں خدا پر افترا کہتا ہے ''یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر وپیغمبر کے لیے کرے اس پر شرک ثابت ہے''[340]

سبحان اللہ! نامعقول باتیں کرنا بھی جزو ایمان نجدیہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو ان کا تمام ایمان اسی قدر ہے وہ تو خیر یہ ہو گئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیہ کریمہ "فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ"[341] (تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت۔ت) پوری یاد نہ آئی ورنہ راہ مدینہ طیبہ میں فسق وفجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہو جائے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لطیفہ حقّہ: حضرات نجدیہ! خدارا انصاف، کیا افعال عبادت سے بچنا انبیاء واولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز، نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے، تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہو جاؤ گے ہرگز مغفرت کی بو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے، جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلاوجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفث کے معنی ہر معقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل۔ ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تینوں رکن کامل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی

[339] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷و۸

[340] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷و۸

[341] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۷

العظیم۔الحمدللہ خامہ برق بار رضاخرم سوزی نجدیت میں سب سے نرالارنگ رکھتاہے،والحمدللہ رب العالمین۔

تذییل وتکمیل

اقول:وباللہ التوفیق (میں کہتاہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت)

احکام الٰہی کی دو قسمیں ہیں: تکوینیہ مثل احیاء واماتت وقضائے حاجت ودفع مصیبت وعطائے دولت ورزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یاحرام یاواجب یامکروہ یامستحب یامباح کردینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

قال اللہ تعالٰی "اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ"[342]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیاان کے لیے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین میں اور راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انہیں حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔

قال اللہ تعالٰی:"فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۟"[343]۔

قسم ان مقبول بندوں کی جوکاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز کی شہادت سن چکے کہ:

حضرت امیر وذریۂ طاہرہ اوراتمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند وامور تکوینیہ رابایشاں وابستہ میدانند[344]۔

حضرت امیر (مولاعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اورامور تکوینیہ کوان سے وابستہ جانتی ہے۔(ت)

---

[342] القرآن الکریم ۴۲/۲۱

[343] القرآن الکریم ۷۹/۵

[344] تحفہ اثناعشریہ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

مگر کچے وہابی ان دوقسموں میں فرق کرتے ہیں، اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یافلاں کام حرام کردیا توشرک کاسودانہیں اچھلتا، اور اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کردیا توشرک سوجھتا ہے۔ یہ انکا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہذب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا تفرقہ اٹھا دیا پھر احکام میں فرق کیسا، سب کا یکساں شرک ہونا لازم، آخر ان کا امام مطلق وعام کہہ گیا کہ:

''کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں''[345]۔ نیز کہا: ''کسی کام کو روا یا نا روا کردینا اللہ ہی کی شان ہے''[346]۔

صاف تر کہا: ''کسی کی راہ ورسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں توجو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تواس پر بھی شرک ثابت ہے''[347]۔ اور آگے اس کا قول: ''سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے''[348]۔

اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر وپیغام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصہ کے ساتھ تصریح کرچکا ہے کہ: ''پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرادیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنادیوے''[349]

نیز کہا کہ:

---

[345] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰

[346] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰

[347] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

[348] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

[349] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

''انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں[350] "۔ صرف بتانے جاننے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم ان کے ہیں فرائض کو انہوں نے فرض کیا محرمات کو انہوں نے حرام کر دیا۔

آخر ہمیں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انہیں ان کے اگلوں نے بتائے، یونہی طبقہ بطبقہ تبع کو تابعین، تابعین کو صحابہ، صحابہ کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، تو کیا کوئی یوں کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے استاد نے حرام کر دیا۔ نبی کی نسبت اگر یوں کہئے گا تو وہی ذاتی عطائی کا فرق مان کر، اور کسی کی راہ ماننے اور اس کا حکم سند جاننے کو ان افعال سے گن چکا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کئے ہیں اور انہیں غیر کے لیے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا، اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی کہ:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ انکی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''[351]۔ تو ذاتی و عطائی کا تفرقہ دین نجدی میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا۔ وہ صاف کہہ چکا: ''نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوا مت مانو''[352]۔

جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کو حاکم ماننا اور فرائض و محرمات کو رسول کے فرض و حرام کر دینے سے جاننا کیونکر شرک نہ ہوگا، غرض وہ اپنی دھن کا پکا ہے، والہذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اس میں شکار وغیرہ منع فرمایا، مگر یہ جو ارشاد ہوا کہ ''مدینے کو حرم میں کرتا ہوں۔ "اس چوٹی کے موحد نے کہ جا بجا کہتا ہے کہ "خدا کے سوا کسی کو نہ مانو''صاف صاف حکم شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا" وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ

[350] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

[351] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ۸

[352] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[353] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت) تو مناسب ہوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کر جائیں جن میں احکام تشریعیہ کی اسناد صریح ہے، اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود، اگرچہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود، اور ان کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لیے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کہ پچاس کا عدد پورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہ تعالٰی پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا، ورنہ استیعاب آیات عــــہ میں منظور، نہ احادیث میں مقدور، واللّٰہ الھادی الی منائر النور،

عــــہ: مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور، یونہی اس مضمون میں کہ خلائق کو موت فرشتے دیتے ہیں، صرف دو آیتیں اوپر گزریں، قرآن پاک میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں، ہم ان پانچ کو یہاں ذکر کر دیں کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہو جائیں۔

آیت ۱: " اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ "[354]۔	بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔
آیت ۲: " جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوۡنَهُمۡ ۙ "[355]۔	ہمارے رسول ان کے پاس آئے انہیں موت دینے کو۔
آیت ۳: " وَلَوۡ تَرٰٓى اِذۡ یَتَوَفَّى الَّذِیۡنَ كَفَرُوا ۙ الۡمَلٰٓئِكَةُ "[356]۔	کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔
آیت ۴: " اِنَّ الۡخِزۡیَ الۡیَوۡمَ وَالسُّوۡٓءَ عَلَى الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۪ "[357]۔	بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہوئے ہیں۔
آیت ۵: " كَذٰلِكَ یَجۡزِی اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیۡنَ ۙ "[358]	ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں۔

جعلنا منھم بفضل رحمتہ اٰمین (اللہ تعالٰی ہمیں اپنے فضل ورحمت سے انہیں میں سے کردے۔ آمین۔ت)

---

[353] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[354] القرآن الکریم ۴/ ۹۷

[355] القرآن الکریم ۷/ ۳۷

[356] القرآن الکریم ۸/ ۵۰

[357] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۸،۲۷

[358] القرآن الکریم ۱۶/ ۳۱و۳۲

ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت کریں کہ پھر احکام تشریعیہ کا بیان آیات واحادیث سے مسلسل رہے وباللہ التوفیق۔

آیت ۴۶: "اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ" [359]۔ کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو۔

آیت ۴۷: "الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ" [360]۔ یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی! لوگوں کو اندھیروں سے نکال لو روشنی کی طرف انکے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔

آیت ۴۸: "وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ" [361]۔ اور بیشک بالیقین ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسٰی! تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔

اقول: اندھیریاں کفر وضلالت ہیں اور روشنی ایمان وہدایت جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا۔ اور ایمان وکفر میں واسطہ نہیں، ایک سے نکالنا قطعًا دوسرے میں داخل کرنا ہے۔ تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرمارہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس امت کو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں، اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ:

"پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کرسکوں۔ غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعوی ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے

---

[359] القرآن الکریم ۸۶/۴

[360] القرآن الکریم ۱۴/۱

[361] القرآن الکریم ۱۴/۵

کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کردیویں یا فتح وشکست دے دیویں یا غنی کردیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار[362] اھ ''ملخصًا۔

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا و رسول کو جھٹلا رہا ہے، خیر اسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجئے، شکر اس اکرم الاکرمین کا بجالایئے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا ان کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا[363]

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے "اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ"[364] (بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو۔ت) وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔ ع

تا خدا ندہد سلیماں کے دہد
(جب تک خدا نہ دے سلیمان کیسے دے سکتا ہے۔ت)

یہی فرق ہے جسے گم کرکے تم ہر جگہ بہکے اور "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍۚ"[365]۔ (اور خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ت) میں داخل ہوئے۔

نسأل اللہ العافیة وتمام العافیة ودوام العافیہ و الحمد للہ رب العٰلمین۔

ہم اللہ تعالیٰ سے کامل دائمی عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔(ت)

---

[362] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۵

[363] حدائق بخشش وصل اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۳

[364] القرآن الکریم ۵۶/۲۸

[365] القرآن الکریم ۸۵/۲

آیت ۴۹: "قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ"[366]۔

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کردیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے۔

آیت ۵۰: "مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًاؕ(۳۶)"[367]۔

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کریں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار ہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہاکہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اسی بناپر انکار کیا، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری، اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالٰی عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا[368]"۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصًا جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصًا جبکہ عورت کی شرافت خاندان کواکب ثریا سے بھی بُلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہ کے ترک پر فرمائے جاتے

---

[366] القرآن الکریم ۲۹/۹

[367] القرآن الکریم ۳۶/۳۳

[368] الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) تحت الآیۃ ۳۶/۳۳ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴/ ۱۸۵ والدر المنثور تحت الآیۃ ۳۶/۳۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۵۳۷ و ۵۳۸

اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلًا اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا، ولہٰذا ائمہ دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنٰی فرمادیں۔امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

کان الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ من اکثر الائمۃ ادبًا مع اللہ تعالٰی ولذلك لم یجعل النیۃ فرضا وسمی الوتر واجبًا لکونھما ثبتا بالسنۃ لا بالکتاب فقصد بذلك تمییز مافرضہ اللہ تعالٰی وتمییز ما اوجبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان مافرضہ اللہ تعالٰی اشد مما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ذات نفسہ حین خیّرہ اللہ تعالٰی ان یوجب ماشاء اولا یوجب[369]۔

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا، یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالٰی کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

اس میں بارگاہ وحی و تضرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

[369] میزان الشریعۃ الکبرٰی باب الوضو دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۴۷

کان الحق تعالٰی جعل لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یشرع من قبل نفسہ ماشاء کما فی حدیث تحریم شجر مکۃ فان عمّہ العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ لما قال لہ یارسول اللہ الا الاذخر فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالٰی لم یجعل لہ ان یشرع من قبل نفسہ لم یتجرّأ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یستثنی شیئامما حرمہ اللہ تعالٰی[370]۔

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا: اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہو تاکہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنٰی فرمادیں۔

اقول: یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے:

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما صحیحین میں:

فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ الا الاذخر لساغتنا وقبورنا، فقال الا الاذخر[371]۔

یعنی عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ فرمایا: مگر اذخر۔

حدیث ۲: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز صحیحین میں:

قال رجل من قریش الا الاذخر

ایک مرد قریش نے عرض کی: مگر اذخر

[370] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۶۰

[371] صحیح بخاری، کتاب العمرۃ، باب باب لاینفر صید الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۷، صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۸و۴۳۹

یارسول اللہ فانا نجعلہ فی بیوتنا وقبورنا۔فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الاذخر الا الا ذخر[372]۔

یارسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں صَرف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث ۳: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سنن ابن ماجہ میں:

فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ الا الا ذخر فانہ للبیوت والقبور فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الا ذخر[373]۔

عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں،ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی،

الثانی ما اباح الحق تعالٰی لنبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یسنہ علی رایہ ھو کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الا ذخر ولو لا ان اللہ تعالٰی کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاذخر ونحو حدیث لو لا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث الیل و نحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایااور اسی حرمت مکہ سے گیاہِ اذخر کو استثناء فرمادیا۔ اگراللہ عزوجل نے مکہ معظّمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنٰی فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی: یارسول اللہ!

---

[372] صحیح البخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲،صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۹

[373] سنن ابن ماجہ ابواب المناسك فضل المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۱

قال لہ فی فریضۃ الحج اکل عام یارسول اللہ قال لا و لو قلت نعم لو جبت وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم یخفف علی امتہ وینہاھم عن کثرۃ السؤال و یقول اترکونی ماترکتم[374] اھ باختصار۔

کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا: نہ، اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہوسکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف وآسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے ہیں مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

اقول: یہ مضمون بھی کہ ''میں نماز عشا کو مؤخر فرمادیتا'' متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۴: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما معجم کبیر طبرانی میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لاخرت صلوۃ العتمۃ[375]۔

اگر ضعیف کے ضعف اور مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو پیچھے ہٹادیتا۔

حدیث ۵: ابی سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ مسند احمد وسنن ابی داؤد وابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم وحاجۃ ذی الحاجۃ لاخرت ھذہ الصلوۃ الی شطر اللیل[376]۔

اگر کمزور کی ناتوانی اور بیمار کے مرض اور کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر فرمادیتا۔

و رواہ ابن ابی حاتم بلفظ لولا ان یثقل علی امتی لاخرت صلوۃ العشاء الی ثلث اللیل[377]۔

ابن ابی حاتم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: اگر میں اپنی امت پر بوجھ محسوس نہ کرتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔ (ت)

---

[374] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل شریف فی بیان الذم من الائمۃ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۶۷

[375] المعجم الکبیر عن عباس حدیث ۱۲۱۶۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۴۰۹

[376] سنن ابی داود کتاب الصلوۃ باب وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۶۱، سنن ابن ماجۃ کتاب الصلوۃ باب وقت العشاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۰، مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/۵

[377]

حدیث۶: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ احمد وابن ماجہ ومحمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الٰی ثلث اللیل او نصف اللیل[378]۔ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹادیتا۔

واخرجه ابن جریر فقال الی نصف اللیل[379]۔ (ابن جریر نے روایت کیا، فرمایا: آدھی رات تک۔ت)

اور ان کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنٰی میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالٰی۔ نیز یہ مضمون کہ "میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے" متعدد احادیث صحاح میں ہے۔

حدیث۷: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ **عند احمد ومسلم**[380] **والنسائی** (امام احمد، مسلم اور نسائی کے نزدیک۔ت)

حدیث۸: امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاولو قلت نعم لوجبت۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ[381]۔ ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔ (اس کو احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ت)

---

[378] سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلوٰۃ وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ص ۵۰، کنز العمال بحوالہ حم ومحمد بن نصر حدیث ۱۹۴۸۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/۳۹۹

[379]

[380] صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۲، سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۵۰۸

[381] سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء کم فرض الحج حدیث ۸۱۴ دار الفکر بیروت ۲/۲۲۰، سنن الترمذی کتاب التفسیر باب ومن سورۃ المائدۃ حدیث ۳۰۶۶ دار الفکر بیروت ۵/۴۰، سنن ابن ماجۃ ابواب المناسک باب فرض الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۱۳

حدیث ۹: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

لوقلت نعم لو جبت ثم اذًا لاتسمعون ولا تطیعون۔ میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجالاؤ۔

رواہ احمد[382] **والدارمی والنسائی۔** (اس کو احمد، دارمی اور نسائی نے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۰: انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

لو قلت نعم لوجبت ولو وجبت لم تقوموا بھا ولو لم تقوموا بھا عذبتم۔ رواہ ابن ماجۃ[383]**۔** اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تو بجانہ لاؤ اور اگر بجانہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ت)

اور مضمون اخیر کہ ''مجھے چھوڑے رہو'' یہ بھی صحیح مسلم وسنن نسائی میں اسی حدیث ابی ہریرہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم۔ اگر میں فرماتا ہاں، تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بیشک تم نہ کر سکتے۔

پھر فرمایا:

ذرونی ماترکتم فانما ھلك من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیآئھم فاذا امرتکم بشیئ فاتوا منہ مااستطعتم واذا نھیتکم مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے

---

[382] سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱، سنن الدارمی کتاب مناسك الحج باب کیف وجوب الحج دار المحاسن للطباعۃ القاھرۃ ۲/ ۳۶۱، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۵

[383] سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب فرض الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳

عن شیئ فدعوہ۔ رواہ ابن ماجہ[384] مفردا۔
بجالاؤ اور جب بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔ (اس کو تنہا ابن ماجہ نے ہی روایت کیا۔ ت)

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرمادوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔ یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلاحرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا اور سول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا اور سول نے کہاں منع کیا ہے، جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا، تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ ورسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک وقیام وفاتحہ و سوم وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔ اعلٰی حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں اس کا بیان اعلٰی درجہ کا روشن فرمایا ہے۔ فنور اللہ منزلہ واکرم عندہ نزلہ اٰمین۔ امام احمد قسطلانی مواہب لدنیۃ شریف میں فرماتے ہیں:

من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام[385]۔
سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنٰی فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: من الاحکام وغیرھا۔ کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں[386] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[384] صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۲، سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱، سنن ابن ماجۃ باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲

[385] المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/۶۸۹

[386] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الرابع دار المعرفۃ بیروت ۵/۳۲۲

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص الکبرٰی شریف میں ایک باب وضع فرمایا:

باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بماشاء من الاحکام[387]۔	باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کئے اور امام سیوطی نے دس، پانچ وہ اور پانچ اور۔ فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کردئے اور پندرہ اور بڑھائے، اوران کی احادیث بتوفیق اللہ تعالٰی جمع کیں کہ جملہ بائیس ۲۲ واقعے ہوئے وللہ الحمد ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے:

حدیث صحیحین ۱: میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان کے ماموں ابوبردہ بن نیاز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی: یارسول اللہ وہ تو میں کرچکا اب میرے پاس چھ ۶ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا:

اجعلہا مکانہا ولن تجزی عن احد بعدك[388]۔	اس کی جگہ اسے کردو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمھارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے:

خصوصیۃ لہ لاتکون لغیرہٖ اذکان لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام[389]۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابوبردہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

---

[387] الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ یخص من شاء الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/ ۲۶۲

[388] صحیح البخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۲، صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۵۴

[389] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العیدین حدیث ۹۶۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۶۵۷

نیز حدیث ۱: صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطافرمائے ان کے حصے میں ششماہہ بکری آئی حضور سے حال عرض کیا۔فرمایا: ضَحِّ بہا[390]۔ تم اسی کی قربانی کردو۔ سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنااور زائد ہے:

ولارخصۃ فیہا لاحد بعدك[391]۔ تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بر قول صحیح[392]۔ قول صحیح کے مطابق احکام حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد تھے۔(ت)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب بیعت زنان کی آیت اتری اوراس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لایعصینك فی معروف،اور مردے پر بَین کرکے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی:

یارسول اللہ الا اٰل فلان فانہم کانوا اسعدونی فی الجاھلیۃ فلابدلی من ان اسعدھم۔ یارسول اللہ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا اٰل فلان[393]۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنٰی کردئے۔

[390] صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب قسمۃ الاضاحی بین الناس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۲،صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب سن الاضحیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۵۵

[391] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الضحایا باب لایجزی الجذع الخ دار صادر بیروت ۹/ ۲۷۰،کنز العمال حدیث ۱۲۲۵۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۱۰۵

[392] اشعہ اللمعات شرح المشکوۃ باب الاضحیۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۹

[393] صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۴

اور سنن نسائی میں ارشاد فرمایا: اذھبی فاسعدیھا۔ جاان کا ساتھ دے آ۔
یہ گئیں اور وہاں نوحہ کرکے پھر واپس آکر بیعت کی[394]۔
ترمذی کی روایت میں ہے: فاذن لھا[395]۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔
مسند احمد میں ہے، فرمایا: اذھبی فکافیھم[396]۔ جاؤان کا بدلہ اتار آؤ۔
امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص آل فلاں کے بارے میں وللشارع ان یخص من العموم ماشاء[397]۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔
یہی مضمون حدیث ۱۲ ابن مردویہ میں عبداللہ ابن عباس سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہما سے ہے:

انھا قالت یارسول اللہ کان ابی واخی ماتا فی الجاھلیۃ وان فلانۃ اسعدتنی وقدمات اخوھا الحدیث[398]۔

اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، زمانہ جاہلیت میں میرا باپ اور بھائی فوت ہوئے تو فلاں عورت نے میرا ساتھ دیا تھا اور اب اس کا بھائی فوت ہوا ہے۔ (ت)

حدیث ۱۳: ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا سے ہے انہوں نے بھی ایک نوحے کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا،

قالت فراجعتہ مرارا فاذن لی ثم لم انح بعد ذلك[399]۔

میں نے کئی بار حضور سے عرض کی، آخر حضور نے اجازت دے دی۔ پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔

---

[394] سنن النسائی کتاب البیعۃ باب بیعۃ النساء نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۸۳
[395] سنن الترمذی کتاب التفسیر تحت الآیۃ ۶۰/۱۲ حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۵/۲۰۲
[396] مسند احمد بن حنبل ۶/۴۰۷ و ۴۰۸ والدر المنثور تحت الآیۃ ۶۰/۱۲ بیروت ۸/۱۳۳
[397] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۴
[398]
[399] سنن الترمذی کتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۵/۲۰۲

حدیث ۱۴: احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی عــــہ نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اتارے کا اذن چاہا، فرمایا: **اذھبی فکافیھم**[400]۔ جاؤ عوض کرآؤ۔

اقول: فظاھر ان کلا رخصۃ تختص بصاحبتھا لاشرکۃ فیھا لغیرھا فلاینکر بما ذکرنا علی قول النووی ان ھذا محمول علی الترخیص لام عطیۃ فی اٰل فلان خاصۃ وبمثلہ یندفع ما استشکلوا من التعارض فی حدیثی التضحیۃ لابی بردۃ وعقبۃ لاسیما مع زیادۃ البیھقی المذکورۃ فانہ حکم لاخبر ولاشك ان الشارع اذا خص ابابردۃ کان کل من سواہ داخلاً فی عموم عدم الاجزاء وکذا حین خص عقبۃ فصدق فی کل مرۃ لن تجزی احدًا بعد فافھم فقد خفی علی کثیر من الاعلام۔

میں کہتاہوں ظاہر ہے کہ ہر رخصت صاحت رخصت کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔اس میں کسی غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو ہم نے ذکر کیا اس کی وجہ سے امام نووی کے قول کا انکار نہیں ہوتا کہ بیشک یہ بطور خاص آل فلاں کے بارے میں ام عطیہ کو رخصت دینے پر محمول ہے۔اور اسکی مثل سے قربانی کے بارے میں ابوبردہ اور عقبہ کی حدیثوں میں واقع تعارض کا اشکال بھی مندفع ہوجاتاہے خصوصًا اس زیادتی کے ساتھ جو بیہقی میں مذکور ہے کہ بیشک یہ حکم ہے خبر نہیں ہے اور اس میں شک نہیں کہ شارع علیہ السلام نے جب ابوبردہ کو مختص فرمایا تو ان کے ماسوا ہر ایک عدم اجزاء کے عموم میں داخل ہوگیا۔ اسی طرح جب عقبہ کو خاص فرما دیا تو ہر مرتبہ یہ بات صادق آئی کہ تیرے بعد ہر گز یہ کسی کے لیے کفایت نہیں کرے گا، تو سمجھ لے، تحقیق بہت سے علماء پر یہ بات مخفی رہی۔ (ت)

حدیث ۱۵: طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب ان کے

عــــہ: محتمل ہے کہ یہ بی بی ام عطیہ ہوں لہذا واقعہ جداگانہ نہ شمار ہوا ۱۲ منہ

---

[400] الدرالمنثور بحوالہ احمد وغیرہ الآیۃ ۱۲/۶۰ داراحیاء التراث العربی بیروت ۸/۱۳۳

شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تسلبنی ثلثًا ثم اصنعی ماشئت[401]۔ تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثناء فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ۱۶: ابن السکن میں ابو نعمان ازدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مہر دو۔ عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا:

اما تحسن سورۃ من القراٰن فاصدقھا السورۃ ولا یکون لاحدٍ بعدك مھرًا[402]۔ رواہ سعید بن منصور مختصرًا۔ کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورۃ سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ (اس کو سعید بن منصور نے مختصرًا روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۷: ابی داؤد ونسائی وطحاوی وابن ماجہ وخزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور **حدیث** ۱۸ مصنف ابن ابی شیبہ وتاریخ بخاری ومسند ابی یعلٰی وصحیح ابن خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور **حدیث** ۱۹ حارث بن اسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے: انا اشھد انك قد بایعتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔

---

[401] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۴۱، کنز العمال حدیث ۲۸۲۰ ۲مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۶۵۰

[402] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۰۶۳۹ ابو النعمان الازدی دار الفکر بیروت ۶/ ۲۶۷

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی:

بتصدیقك یارسول اللہ [403] (وفی الثانی) صدقتك بما جئت به وعلمت انك لاتقول الا حقا[404] (وفی الثالث) انا اصدقك علی خبر السماء والارض الا اصدقك علی الاعرابی[405]۔

یارسول اللہ! میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا:

من شھد له خزیمة او شھد علیه فحسبه[406]۔

خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام "وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ"[407]۔ (اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو۔ ت) سے خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مستثنٰی فرمادیا۔

حدیث ۲۰: صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں

---

[403] سنن ابی داؤد کتاب القضاء باب اذا علم الحاکم صدق الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۵۲ وشرح معانی الآثار کتاب القضاء والشھادات حدیث کفایة شھادة خزیمه الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۱۰

[404] کنزالعمال بحوالہ ع حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسة الرساله بیروت ۱۳/۳۷۹ والمعجم الکبیر حدیث ۳۷۳۰ المکتبة الفیصلیة بیروت ۴/۸۷ واسد الغابة ترجمہ ۱۴۴۶ خزیمة بن ثابت دار الفکر بیروت ۱/۶۹۷

[405] کنزالعمال حدیث ۳۷۰۳۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳/۳۸۰

[406] المعجم الکبیر عن خزیمه حدیث ۳۷۳۰ المکتبة الفیصلیة بیروت ۴/۸۷ وکنزالعمال بحوالہ مسند ابی یعلٰی وغیرہ حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسة الرساله بیروت ۱۳/۳۸۰، التاریخ الکبیر حدیث ۲۳۸ دار الباز للنشر والتوزیع مکة المکرمة ۱/۸۷

[407] القرآن الکریم ۲/۶۵

حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا: کیا ہے؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا: غلام آزاد کرسکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کر دے۔ عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

فضحك النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ وقال اذهب فاطعمه اهلك[408]۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہوگیا۔ واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ " فَاُولٰٓىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ "[409] (تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ ت) کی

---

[408] صحیح البخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۹/۱، صحیح البخاری کتاب الھبة باب اذا وھب ھبة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۴/۱، صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۴/۱، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کفارة الفطر الخ حدیث ۷۲۴ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۷۵/۲، سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب کفارة من اتی اھلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۵/۱، سنن ابن ماجة ابواب ماجاء فی الصیام باب ماجاء فی کفارة من افطر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۲۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۱/۲ و ۲۸۱، مسند الدارمی کتاب الصیام باب الذی یقع علی امرأتہ فی شھر رمضان دارالمحاسن للطباعة قاہرة ۳۴۳/۱ و ۳۴۴، سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب القبلة للصائم حدیث ۲۲۷۱/۴۹ دارالمعرفة بیروت ۴۱۰/۲ و ۴۰۹، سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب القبلة للصائم حدیث ۲۲۶۳/۲۲ تا ۲۳۶۸/۲۷ دار المعرفة بیروت ۴۳۶/۲ تا ۴۴۱، السنن الکبرٰی کتاب الصیام باب کفارة من اتی اھلہ فی نہار رمضان دارصادر بیروت ۲۲۱/۴ و ۲۲۲

[409] القرآن الکریم ۷۰/۲۵

خلافت کبرٰی ہے، ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کردیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" الاٰیۃ[410]۔ گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

والحمدللہ رب العٰلمین۔

یہی مضمون حدیث ۲۱ مسلم میں ام المومنین صدیقہ[411] رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حدیث ۲۲ مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبداللہ بن عمر[412] رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے۔

حدیث ۲۳: دارقطنی میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ہے، ارشاد فرمایا:

كل انت وعيالك فقد كفر الله عنك[413]۔ تو اور تیرے اہل وعیال یہ خُرمے کھالیں کہ اللہ تعالٰی نے تیری طرف سے کفارہ ادا کردیا۔

ہدایہ میں ہے، فرمایا:

كل انت وعيالك تجزئك ولا تجزئي احدا بعدك[414]۔ تو اور تیرے بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام شہاب زہری تابعی سے ہے:

انما كان هٰذه رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذٰلك اليوم لم يكن له بد من التكفير[415]۔ یہ خاص اسی شخص کے لئے رحمت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

---

[410] القرآن الکریم ۴/ ۶۴

[411] صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۵

[412] مجمع الزوائد بحوالہ ابو یعلٰی کتاب الصیام باب فی من افطر الخ دارالکتاب بیروت ۳/ ۱۶۷و۱۶۸

[413] سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب السواک للصائم حدیث ۲۱/ ۲۳۶۱ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۳۸

[414] الہدایۃ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۲۰۰

[415] سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب من اتی اہلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۲۵

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا وفی الحدیث وجوہ اخر۔

حدیث ۲۴: صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینت بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا ابوحذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عرض کی: یارسول اللہ! سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابوحذیفہ کو یہ ناگوار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **ارضعیه حتی یدخل علیك** تم اسے دودھ پلادو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہوجائے۔ ام المومنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن نے فرمایا:

مانرٰی ھٰذہٖ الا رخصة ارخصها رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لسالم خاصة[416]۔ ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خاص سالم کے لیے فرمادی تھی۔

حدیث ۲۵: ابن سعد وحاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مضمون مذکور، مروی کہ انہوں نے جب حال سالم عرض کیا **فامرھا ان ترضعیه**[417] حضور نے دودھ پلادینے کا حکم فرمایا، انہوں نے دودھ پلا دیا اور سالم اس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر میں شریک ہوچکے تھے۔ جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے پئے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہوسکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مستثنٰی فرمادیا۔

---

[416] صحیح مسلم کتاب الرضاع فصل رضاعة الکبیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۹، سنن النسائی کتاب النکاح باب رضاع الکبیر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۸۳، سنن ابن ماجه ابواب النکاح باب رضاع الکبیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۴۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشه رضی اللہ عنها المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۹ و۱۷۴ و۲۴۹، مسند احمد بن حنبل حدیث سهلة امرأة حذیفه رضی اللہ عنها المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۵۶

[417] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر سالم مولٰی ابی حذیفه دار صادر بیروت ۳/۸۶ و۸۷، المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة الرضاع فی الکبیر الخ دار الفکر بیروت ۴/۶۱

حدیث ۲۶: صحاح ستہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رخص لعبد الرحمن بن عوفٍ والزبیر فی لبس الحریر لحکۃ کانت بھما[418]۔	یعنی عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

حدیث ۲۷: ترمذی وابویعلٰی وبیہقی میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے فرمایا:

یاعلی لایحل لاحد ان یجنب فی ھٰذا المسجد غیری وغیرك[419]۔	اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے[420]۔

حدیث ۲۸: مستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی۔ (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا: امیر المومنین! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے

---

[418] صحیح البخاری کتاب اللباس باب مایرخص للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۸/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس باب اباحۃ لبس الحریر للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۳/۲، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الحریر لعذر آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۵/۲، سنن ابن ماجۃ کتاب اللباس باب من رخص لہ فی لبس الحریر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۵، سنن النسائی کتاب الزینۃ باب الرخصۃ فی لبس الحریر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۹۷/۲، مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۲/۳، ۱۲۷، ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۵۵، ۲۵۲

[419] سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی ابن ابی طالب دارالفکر بیروت ۴۰۸/۵، مسند ابن یعلٰی عن ابی سعید الخدری حدیث ۱۰۳۸ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۳/۲، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب دخولہ المسجد جنبا دارصادر بیروت ۶۶/۷

[420] سنن الترمذی کتاب المناقب حدیث ۳۷۴۸ دارالفکر بیروت ۴۰۹/۵

شادی وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحل لہ ما یحل لہ اوران کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روا تھا (یعنی بحالت جنابت رہنا) اور روز خیبر کا نشان ۔[421]

حدیث ۲۹: معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا ان ھذا المسجد لایحل لجنب ولالحائض الا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وازواجہ وفاطمۃ بنت محمد وعلی الا بینت لکم ان تضلوا۔ھذا روایۃ الطبرانی[422]۔	سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو، مگر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت بتول زہرا اور مولا علی کو، صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وعلیہم وسلم۔سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرماد یا کہ کہیں بہک نہ جاؤ (یہ طبرانی کی روایت ہے۔ت)

حدیث ۳۰: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

نھانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن خاتم الذھب[423]۔	ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ تعالٰی عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابواسحٰق اسفرائنی سے روایت کی:

---

[421] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ سدوا ھذہ الابواب الاباب علی دارالفکر بیروت ۱۲۵/۳

[422] المعجم الکبیر عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا حدیث ۸۸۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۷۴/۲۳، السنن الکبیر کتاب النکاح باب دخولہ المسجد جنبا دارصادر بیروت ۶۵/۷، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۰۲۹ علی ابن ابی طالب داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۰۸/۴۵

[423] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۸/۲، صحیح البخاری کتاب اللباس باب خواتیم الذھب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۱/۲

قال رأیت علی البراء خاتما من ذھب[424]۔ وروٰی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبۃ عن ابی اسحٰق۔

فرمایا: میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔(ایسے ہی بغوی نے جعدیات میں شعبہ سے انہوں نے ابی اسحٰق سے روایت کیا۔ت)

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابو عبدالرحمٰن ثنا ابورجاء ثنا محمد بن مالك قال رأیت علی البراء خاتمًا من ذھبٍ وکان الناس یقولون له لم تختتم بالذھب وقد نھٰی عنه النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وبین یدیه غنیمة یقسمھا سبی وخرثی قال فقسمھا حتی بقی ھذا الخاتم فرفع طرفه فنظر الی اصحابه ثم خفض ثم رفع طرفه، ثم خفض ثم طرفه، فنظر الیھم قال ای براء فجئته حتی قعدت بین یدیه فاخذ الخاتم فقبض علی کرسوعی ثم قال خذ البس ماکساك اللہ ورسوله[425]۔

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام ومتاع حاضر تھے حضور تقسیم فرمارہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر انظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ ورسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

براء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے: تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفٰی صلی اللہ

[424] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب اللباس الخ نمبر ۶۲ حدیث ۲۵۱۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۵/۵
[425] مسند احمد بن حنبل حدیث البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۴/۴

تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ ورسول نے پہنایا، جل جلالہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث ۳۱: دلائل النبوۃ بیہقی میں بطریق الحسن مروی، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

کیف بك اذا لبست سواری کسرٰی۔ وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسرٰی بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فتح ہوا اور کسرٰی کے کنگن، کمربند، تاج خدمت وفاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا:

اللہ اکبر الحمد للہ الذی سلبھما کسرٰی بن ھرمز و البسھما سراقۃ الاعرابی[426]۔ اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسرٰی بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔

قال العلامۃ الزرقانی لیس فی ھذا استعمال الذھب و ھو حرام لانہ، انما فعلہ تحقیقا لمعجزۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من غیر ان یقرھما فانہ روی انہ امرہ فنزعھما وجعلھما فی الغنیمۃ ومثل ھذا لایعد استعمالًا[427]۔ علامہ زرقانی نے فرمایا اس سے سونے کو استعمال کرنا لازم نہیں آیا حالانکہ وہ حرام ہے، کیونکہ امیر المومنین کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزہ کی تحقیق کے لئے تھا، اس فعل کو برقرار نہیں رکھا۔ مروی ہے کہ آپ نے سراقہ کو حکم دیا انہوں نے وہ کنگن اتار دیئے اور آپ نے انہیں مال غنیمت میں شامل فرمادیا اور اس کو استعمال شمار نہیں کیا جاتا۔

اقول: رحمك اللہ من فاضل کبیر الشان انما المعجزۃ　　**میں کہتا ہوں** اے فاضل کبیر الشان، اللہ تعالٰی آپ پر رحم فرمائے، معجزہ تو رسول اللہ صلی اللہ

---

[426] دلائل النبوۃ للبیہقی باب قول اللہ عزوجل وعد اللہ الذین اٰمنوا الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۳۲۵و۳۲۶

[427] شرح الزرقانی علی المواھب المقصد الثامن الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۷/۲۰۸

اخبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ سواری کسرٰی فانما تحقیقا بلبسہ وانما حرام اللبس ومن شرط الحرمۃ اللبث فالو اضح ماجنحت الیہ من ان ھذا ترخیص وتخصیص من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لسراقۃ ولم یکن فی الحدیث مایدل علی التملیك ففعل امیر المومنین ما ارشد الیہ الحدیث ثم ردھما مردّھما۔	تعالٰی علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دینا ہے کہ سراقہ کسرٰی کے کنگن پہنے گا۔ چنانچہ اس کا تحقق تو ان کے کنگن پہننے سے ہوگیا، اور بے شک حرام پہننا ہے اور حرمت کی شرط لبث ہے۔ پس واضح ہے کہ یہ سراقہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف رخصت و تخصیص ہے۔ اور حدیث میں تملیک پر دلالت نہیں چنانچہ امیر المومنین نے وہ کام کای جس کی طرف حدیث نے راہنمائی فرمائی، پھر ان کنگنوں کو ان کی جگہ کی طرف لوٹادیا۔ (ت)

حدیث ۳۲: طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المومنین علی وحضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیّہ ابوالقاسم) کا نام بھی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پر رکھا اور کنیت عــہ بھی حضور کی، حالانکہ سید عالم صلی اللہ

عــــہ: شیخ محقق اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں:

علماء را دریں مسئلہ اقوال ست وقول صواب ازیں مقالات آنست کہ تسمیہ بنام شریف وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جائز بلکہ مستحب ست وتکنی بکنیت وے اگرچہ بعد از زمان قوی تر وسخت تر بود و ہمچنیں جمع کردن میان نام وکنیت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ممنوع بطریق اولٰی وآنکہ علی مرتضٰی کرد مخصوص بود بوے رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیر او را جائز نبود [428] اھ لکن فی	اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، درست قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور آپ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنا اگرچہ آپ کے وصال کے بعد ہو سخت منع ہے اور اسی طرح آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا بطریق اولٰی ممنوع ہے۔ اور وہ جو حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کیا ہے وہ انکی خصوصیت ہے، انکے غیر کو ایسا کرنا جائز نہیں اھ۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

[428] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۴۵، ۴۴

تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا:

سیولد لك بعدی غلام فقد نحلته اسمی و کنیتی ولا نحل لاحدٍ من امتی بعدہ۔

عنقریب میرے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام وکنیت دونوں عطافرمادئے اوراس کے بعد میرے کسی اور امتی کو حلال نہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فرماتے ہیں:

قلت یارسول اللہ ان ولد لی

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

التنویر من کان اسمہ محمد لاباس بان یکنی اباالقاسم اھ[429]۔ وعللہ فی الدر[430]۔ بنسخ النھی محتجا بفعل علی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

لیکن تنویر میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں اھ اور در میں نسخ نہی کے ساتھ اسکی علت بیان کی گئی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے۔

اقول: وکیف یفید النسخ مع نص الحدیث نفسہ ان ذٰلك کان رخصۃ من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کما سیأتی والمرام یحتاج الی زیادۃ تحری لایرخص فیہ غرابۃ المقام واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ۔

میں کہتاہوں کہ کیسے مفید ہے نسخ خود نص حدیث کے ہوتے ہوئے کہ بیشک یہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے رخصت ہے جیسا کہ عنقریب آئیگا۔ اگرچہ مقصود زیادہ تفصیل کا مقتضی ہے مگر غرابت اس مقام کی اجازت نہیں دیتی۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

[429] الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۲
[430] الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۲

ولد بعد اُسَمِّیه باسمِ واکنیه بکنتك فقل نعم۔ فکانت رخصة من رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لعلی[431]۔احمد وابوداود[432] والترمذی وصحح و ابو یعلی والحاکم فی الکنٰی والطحاوی والحاکم فی المستدرك والبیھقی فی السنن والضیاء فی المختارة عنه رضی الله تعالٰی عنه۔

بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت۔ فرمایا: ہاں۔ یہ مولٰی علی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رخصت تھی۔ (امام احمد وابوداؤد وترمذی نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ اور ابو یعلٰی وحاکم نے کنٰی میں اور طحاوی اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳۳: صحیح بخاری وترمذی ومسند احمد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمارداری کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

ان لك اجر رجل من شھد

بیشک تمہارے لئے حاضران بدر کے برابر ثواب

[431] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ومن ھذہ الطبقة ممن روی عن عثمان وعلی الخ دار صادر بیروت ۹۱/۵ و۹۲

[432] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۹۵/۱، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرخصة فی الجمع بینھما آفتاب عالم پریس ۳۲۳/۲، سنن الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی کراھیة الجمع بین الاسم النبی وکنیه حدیث ۲۸۵۲ دارالفکر بیروت ۳۸۴/۴، المستدرك للحاکم کتاب الادب قول النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم تسموا باسمی ولاتکنوا بکنیتی دارالفکر بیروت ۲۷۸/۴، السنن الکبرٰی کتاب الضحایا باب ماجاء من الرخصة الخ دار اصادر بیروت ۳۰۹/۹، شرح معانی الآثار کتاب الکراھیة باب التکنی بابی القاسم الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۳۲/۲، مسند ابو یعلٰی عن علی رضی الله عنه حدیث ۲۹۸ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۱۸۴/۱، الضیاء المختارة ۳۴۳/۲

بدرًا او سهمه[433]، — اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔ سنن ابوداؤد میں انہیں سے ہے:

فضرب له، رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم بسهم ولم یضرب لاحدٍ غاب غیره[434]۔ — رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

حدیث آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یمن پر صوبہ دار کرکے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کردئے اگر کوئی چیز تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کرلو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ واپس آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیے گئے، حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے[435]۔

مسند ابویعلٰی میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

هدایا العمال حرام کلها[436]۔ — عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

مسند احمد وسنن بیہقی میں اب وحمری ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[433] صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مناقب عثمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۳، سنن الترمذی کتاب المناقب باب عثمان بن عفان حدیث ۳۷۲۶ دار الفکر بیروت ۵/۳۹۵، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۰۱

[434] سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی من جاء بعد الغنیمة الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۸

[435] الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ سیف فی الفتوح، ترجمہ ۸۰۳۷ معاذ بن جبل دار الفکر بیروت ۵/۱۵۴

[436] کنز العمال بحوالہ عن عن حذیفہ حدیث ۱۵۰۶۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶/۱۱۲

ھدایا العمال غلول[437]۔ عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

حدیث ۳۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ تعالٰی عنہمانے) سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھاجاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:

من بایعت فقل لاخلابة[438]۔زاد الحمیدی فی مسندہٖ ثم انت بالخیار ثلثا[439]۔ جس سے خریداری کرو کہہ دیا کرو فریب کی نہیں سہی۔ حمیدی نے اپنی مسند میں اتنا اضافہ کیا: پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق پاؤ بیع رد کردو)

یہی مضمون **حدیث ۳۵** سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے وذکر قصةً ولم یذکر الزیادة (قصے کا ذکر کیا گیا اور زیادتی کا ذکر نہ کیا گیا۔ت)

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ وامام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کرسکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انہیں کو نوازا تھا اوروں کے لیے نہیں، یہی قول صحیح ہے[440]۔

---

[437] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی حمید الساعدی المکتب الاسلامی بیروت ۵/۴۲۴، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب آداب القاضی باب لایقبل منہ ھدیة دار صادر بیروت ۱۰/۱۳۸، کنز العمال حدیث ۱۵۰۶۷ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶/۱۱۱

[438] صحیح البخاری کتاب البیوع باب مایکرہ الخداع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۴، صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض باب ماینھی عن اضاعة المال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۴، صحیح البخاری فی الخصومات باب من رد امر السفیہ والضعیف العقل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۵، صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷، کنز العمال عن عبداللہ بن عمر حدیث ۹۹۶۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۴/۱۵۵

[439] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الرد علی ابی حنیفہ حدیث ۳۱۷۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/۳۰۵، مسندی حمیدی ۲/۴۷

[440] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷

حدیث ۳۶: مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

فیه عن عمر وعن ابی ھریرۃ وعن ابی سعید ن الخدری کلھا فی الصحیحین[441] وعن معاویة فی صحیح البخاری[442] وعن عمرو بن عنبسة فی صحیح مسلم[443] رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

اس بارے میں حضرت عمر، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری سے صحیحین میں مروی ہے اور حضرت معاویہ سے صحیح بخاری میں اور حضرت عمرو بن عنبسہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)۔

خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں رواہ ابو داؤد فی سننہ[444] (ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا۔ت) باینہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں:

رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس وعبد الرحمن بن ازھر والمسوَر بن مخرمة رضی اللہ تعالٰی عنھم انھم ارسلوہ الی عائشة زوج النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقالوا اقرء علیھا السلام منا جمیعا وسلھا عن الرکعتین بعد العصر وقل لھا بلغنا انك تصلینھما وان رسول اللہ صلی اللہ

اس کو بخاری ومسلم نے بحوالہ کریب حضرت ابن عباس بن عبدالرحمٰن بن ازھر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا، ان تینوں نے کریب کو ام المومنین زوجہ رسول سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ انہیں ہمارا سلام کہیں اور ان سے نماز عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھو اور ان سے عرض کرو کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ وہ پڑھتی ہیں حالانکہ رسول اللہ

---

[441] صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲، صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لا تتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲، صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب من یکرہ الصلوٰۃ الا بعد العصر والفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۳، صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الاوقات التی نھی عن الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۵

[442] صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لاتتحری الصلوٰۃ بعد غروب الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۳

[443] صحیح مسلم کتاب المسافرین باب الاوقات التی نھی عن الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۶

[444] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد العصر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۸۱

تعالٰی علیہ وسلم نھٰی عنھما[445]۔　　　　صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔(ت)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے جائز کردیا تھا۔

قالہ الامام الجلیل خاتم الحفاظ السیوطی فی انموزج البیب ثم الزرقانی فی شرح المواھب[446]۔　　　　امام جلیل خاتم الحفاظ سیوطی علیہ الرحمۃ نے انموذج اللبیب میں پھر زرقانی نے شرح المواھب میں بیان کیا۔(ت)

حدیث ۳۷: صحیحین ومسند احمد وسنن نسائی وصحیح ابن حبان میں ام المومنین صدیقہ[447] اور **حدیث**[۳۸] احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس[448] اور **حدیث**[۳۹]

---

[445] صحیح البخاری کتاب التہجد باب اذا کلم وھو یصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۴و۱۶۵، صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الاوقات ان نھی عن الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۷۷، مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ کتاب الصلوٰۃ باب اوقات النھی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۹۴

[446] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ

[447] صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۶۲، صحیح مسلم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۵، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۲۰۲، سنن النسائی کتاب مناسك الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۹، موارد الظمآن کتاب الحج باب الاشتراط فی الاحرام حدیث ۹۷۳ المطبعۃ السلفیہ ص ۲۴۲

[448] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۳۷، صحیح سملم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۵، سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۹۴۹ دارالفکر بیروت ۲/۲۷۸، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب الاشتراط فی الحج آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۴۷، سنن النسائی کتاب مناسك الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۹، سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷

احمد وابن ماجہ وابن خزیمہ وابو نعیم و بیہقی میں ضباعہ[449] بنت زبیر اور **حدیث ۴۰** بیہقی وابن مندہ میں بطریق ہشام عن ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ[450] اور حدیث ۴۱ احمد وابن ماجہ وطبرانی میں جدہ[451] ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور حدیث طبرانی میں حضرت عبداللہ[452] بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: حج کا ارادہ ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ! واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادانہ کرسکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی)۔ فرمایا:

اھلّی واشترطی ان محلی حیث جستنی۔　　احرام باندھ اور نیت میں یہ شرط لگالے کہ جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا:

فان لك علی ربك ماستثنیت[453]**۔**　　تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

---

[449] مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعۃ بنت الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۶۰و۴۲۰، سنن ابن ماجہ ابواب المناسك باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۱۷، صحیح ابن خزیمہ کتاب المناسك باب اشتراط من بہ علۃ الخ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۶۴، السنن الکبرٰی کتاب الحج باب استثناء فی الحج دارصادر بیروت ۵/۲۲۱و۲۲۲، کنزالعمال بحوالہ م، د، ت، ن ھ ھب حدیث ۱۲۳۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/۱۲۲

[450] السنن الکبرٰی کتاب الحج باب الاستثناء فی الحج دارصادر بیروت ۵/۲۲۲

[451] مسند احمد بن حنبل عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۴۹، سنن ابن ماجۃ ابواب المناسك باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۱۷، المعجم الکبیر عن اسماء بنت ابی بکر حدیث ۲۳۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/۸۷

[452] المعجم الکبیر عن صباعۃ بنت الزبیر المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/۳۳۲تا۳۳۷، مجمع الزوائد بحوالہ ابن عمر کتاب الحج باب الاشتراط فی الحج دارالکتاب بیروت ۳/۲۱۸

[453] سنن النسائی کتاب مناسك الحج باب الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۹

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا:

فان حبست او مرضت فقد حللت من ذٰلك بشرطك علی ربك عزوجل[454]۔
اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں: یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔

بل وافقنا علی اختصاصه بها بعض الشافعية کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدة القاری[455] للامام العینی من باب الاحصار۔
بلکہ اس حکم کے اس صحابیہ کے ساتھ مختص ہونے پر بعض شوافع بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں، مثلاً خطابی پھر رویانی جیسا کہ عمدۃ القاری نے باب الاحصار میں امام عینی نے ذکر فرمایا۔(ت)

حتی کہ **حدیث ۴۳** مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے:

حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضی الله تعالٰی عنه انه اتی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاسلم علی انه لایصلی الا صلٰوتین فقبل ذٰلك منه[456]۔
یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

ان کے سوا امام جلیل جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب[457] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دئے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کر دئے لوجوہ یطول ایرادھا وللّٰه الحمد علی تواتر اٰلائه۔(بعض ایسی وجوہ کی بنا پر کہ انکا ذکر طوالت کا باعث ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں اسکی متواتر نعمتوں پر) ۴۳ حدیثیں یہ اور ۸ حدیثیں دربارہ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکاون ۵۱ احادیث ہیں جن میں بہت از روئے

---

[454] مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعة بنت الزبیر رضی الله تعالٰی عنها المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۴۲۰

[455] عمدة القاری شرح صحیح البخاری باب الاحصار فی الحج تحت الحدیث ۱۸۰۳/۸۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۰/ ۲۰۸

[456] مسند احمد بن حنبل حدیث رجال من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۵ و ۳۶۳

[457] انموذج للبیب فی خصائص الحبیب صلی الله تعالٰی علیه وسلم

اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحیثیت تذلیل وہابیہ وتضلیل وتجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملائم ہیں انہیں بھی گنئے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے:

ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیئ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ و اذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ۔[458] احمد والستۃ الا البخاری عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک اللہ تعالٰی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو قتل میں بھی احسان برتو اور ذبح کرو تو ذبح میں بھی احسان برتو۔ (احمد اور صحاح ستہ نے (علاوہ بخاری کے) شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ولہٰذا میرا خامہ تیغبار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کے لیے یہ پچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالٰی آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلٰوۃ والسلام کی مؤید ومکمل ہیں لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقویم کیجئے کہ اس مبحث کا سلسلہ مسلسل رہے وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۴۶: حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومسند امام طحاوی ومعجم طبرانی ومعرفت بیہقی کلھم بطریق منصور بن المعمر عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبداللہ الجدلی عن خزیمۃ بن ثابت الا ابن ماجۃ فعن سفیان عن ابیہ عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن خزیمۃ کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

[458] صحیح مسلم کتاب الصید باب الامر باحسان الذبح قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۲/۲، سنن النسائی کتاب الضحایا باب حسن الذبح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۰۹/۲، سنن الترمذی کتاب الدیات حدیث ۱۴۱۴ دار الفکر بیروت ۱۰۵/۳، سنن ابن ماجۃ ابواب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۶، سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب فی الدفق بالذبیحۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۳/۲، مسند احمد بن حنبل حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۳/۴ تا ۱۲۵

جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للمسافر ثلثًا و لو مضی السائل علی مسألتہ لجعلها خمسًا[459]۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی، اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کردیتے۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے: فرمایا:

ولو استزدناہ لزادنا[460]۔

اور اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھادیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ جعل المسح علی الخفین للمسافر ثلثۃ ایام ولیا لیھن وللمقیم یومًا و لیلۃً ولو اطنب لہ السائل فی مسألتہ لزادہ[461]۔

بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کے لیے تین رات دن اور مقیم کے لیے ایک رات دن کردی، اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور افور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت اخری یوں ہے:

وایم اللہ لو مضی السائل فی مسألتہ لجعلها خمسًا[462]۔

اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کردیتے۔

یہ حدیث بلاشبہہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلّہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اسے روایت کرکے فرمایا:

---

[459] سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۲

[460] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب التوقیت فی المسح آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۱، شرح معانی الآثار کتاب الطہار باب المسح علی الخفین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۱، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/۲۷۷

[461] شرح معانی الآثار کتاب الطہار باب المسح علی الخفین الخ ایچ یم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۱

[462] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/۲۷۷

ھذا حدیث حسن صحیح[463]۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز امام الشان یحیٰی بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

وھو ان لم یذکر الزیادۃ فانما المخرج المخرج و الطریق الطریق حیث قال حدثنا قتیبۃ نا بو عوانۃ عن سعید بن مسروق عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبداللہ الجدلی عن خزیمۃ بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[464]۔ وقد اطال الامام ابن دقیق العید الکلام فی تقویۃ ھذا الحدیث والذات عــــہ عنہ فی کتابہ الامام

امام ترمذی نے اگرچہ زیادت کو ذکر نہیں کیا مگر مخرج بھی وہی ہے اور طریق بھی وہی ہے، اس لئے کہ فرمایا ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابو عوانہ سے انہوں نے سعید بن مسروق سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے ابو عبداللہ جدلی سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کی تقویت میں اپنی کتاب الامام میں خوب

عــــہ: اعظم ما یرتاب بہ فیہ روایۃ البیہقی عن الترمذی عن البخاری لایصح عندی لانہ لایعرف لابی عبداللہ الجدلی سماع من خزیمۃ[465] ع

وتلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا

فان مبناہ علی ماذھب الیہ ھو رحمۃ اللہ من اشتراط ثبوت

اس میں سب سے بڑا شبہ اس روایت سے کیا جاتا ہے جو بیہقی نے امام ترمذی سے اور انہوں نے امام بخاری سے کی ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث نہیں کیونکر ابو عبداللہ جدلی کا خزیمہ سے سماع ثابت نہیں۔ یہ وہ شکوی ہے جس کا عار تجھ سے دور ہے، کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے مؤقف کے مطابق اس بات پر ہے کہ

(باقی برصفحہ آیندہ)

[463] سنن الترمذی ابواب الطھارۃ باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱/۱۵۲

[464] سنن الترمذی ابواب الطھارۃ باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱/۱۵۲

[465] الجوھر النقی حوشی علی السنن الکبرٰی للبیھقی کتاب الطھار باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/۲۷۸ و ۲۷۹

واثرہ الامام الزیلعی فی نصب الرایۃ[466]۔

لمبی گفتگو فرمائی ہے، اور امام زیلعی نے نصب الرایہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

السماع ولو مرۃ للاتصال والصحیح الاجتزاء بالمعاصرۃ ھو المنصور علیہ الجمھور کما افادہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر وقد اطال مسلم فی مقدمۃ صحیحہ فی الرد علی ھذا المذھب لاجرم ان لم یکثر بہ تلمیذہ الترمذی وحکم بانہ حسن صحیح وکذا حکم بصحتہ شیخ البخاری بامام الناقدین یحیی بن معین۔

راوی کا مروی عنہ سے سماع شرط ہے اگرچہ ایک مرتبہ وہ اتصال کے لیے۔ صحیح یہ ہے کہ معاصرت ہی کافی ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں اس مذہب کے رد پر طویل بحث کی ہے۔ امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی نے بھی امام بخاری کی تائید نہیں کی اور اس حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ یونہی امام بخاری کے استاذ امام الناقدین یحیٰی بن معین نے اس کی صحت کا حکم لگایا ہے۔

اقول: علا انہ لو سلم فقصواہ الا نقطاع ولیس بقادح عندنا وعند سائر قابلی المراسیل وھم الجھور ثم علك من دندنۃ ابن حزم ان الجدلی لایعتمد علی روایتہ فان الرجل فی الجرح والوقعیۃ کالا عبیین السیل الھوجم و البیعر الصؤل حتی عند الترمذی من المجاھیل والجدلی فقد وثقہ الامامان المرجوع الیھما احمد بن

میں کہتا ہوں اگر امام بخاری کی بات تسلیم بھی کر لی جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ انقطاع لازم آتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک اور مراسیل کو قبول کرنیوالے دیگر حضرات جو کہ جمہور ہیں کے نزدیک قادح نہیں ہے پھر تم پر ابن حزم کی گنگناہٹ کا سننا لازم ہے کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، کیونکہ آدمی جرح و تصادم میں دو اندھوں کی مثل ہوتا ہے یعنی بڑھتا ہوا سیلاب اور حملہ کرنیوالا مست اونٹ۔ یہاں تک کہ ترمذی کے ہاں مجاہیل میں سے ہے، اور جدلی کی توثیق ان دو۲ اماموں نے کی ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

[466] نصب الرأیۃ کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین المکتبۃ النوریۃ رضویہ پبلشنگ لاہور ۱/۲۳۲تا۲۳۵

فراجعہ ان شئت۔	ان کی پیروی کی ہے۔(ت)

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کردیتے اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشاء وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والسلام۔

حدیث ۱۴۷: مالک واحمد وبخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواك عند کل	اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر نماز کے وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حنبل وابن معین فما ھو ابن حزم وائش ابن ھزم بعد ھٰذین وھو متفرد فیہ لم یسبقہ احد بھٰذا القول الاتری ان البخاری انما اعلہ اذا عللہ بانہ لم یعرف سماع الجدلی لابانھا روایہ الجدلی وقد صحح لہ الترمذی وقال فی التقریب[467] ثقہ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ۔	جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور وہ امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین ہیں۔ ان دو اماموں کے مقابلہ میں ابن حزن وابن ھزم کیا شے ہے درانحالیکہ وہ اس میں تنہا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ امام بخاری نے اس کو اس وجہ سے معلل قرار دیا کہ جدلی کا سماع معروف نہیں، نہ اس وجہ سے کہ یہ جدلی کی روایت ہے۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔(ت)

[467] تقریب التہذیب ترجمہ ابی عبداللہ الجدلی ۸۲۴۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۲۸/۲

صلٰوۃ[468]۔ مسواک کریں۔

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قالہ فی التیسیر وغیرہ (تیسیر[469] وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا۔ت) احمد ونسائی نے انہیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم عند کل صلٰوۃ بوضوء اومع کل وضوء بسواک[470]۔ امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں ان پر فرض کردوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول: امر دوم دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت،

وذٰلك قولہ تعالٰی "فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ"[471]۔ اور وہ اللہ تعالٰی کا ارشاد کہ اللہ تعالٰی کے امر کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔(ت)

دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت،

وذٰلك قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امرت بالسواك حتی خشیت ان یکتب علی احمد[472] بن واثلۃ بن اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھے مسواک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ اس کو امام احمد

---

[468] صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ باب السواك یوم الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۲و۲۵۹، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب السواك قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸، سنن النسائی کتاب الطہارۃ الرخصۃ فی السواك نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۶، سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواك ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۹۹، ۲۸۷، ۲۵۹، ۲۵۰، ۲۴۵ ، ۴۰۰، مؤطا امام مالك کتاب الطہارۃ ماجاء فی السواك میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰

[469] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث لولا ان اشق علی امتی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۳۱۴

[470] سنن النسائی کتاب الطہارۃ الرخصۃ فی السواك نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۶، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۹

[471] القرآن الکریم ۲۴/۶۳

[472] مسند احمد بن حنبل حدیث واثلہ بن الاسقع المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۹۰

الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسنٍ۔ | نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔(ت)

امر ندبی تو یہاں قطعًا حاصل ہے توضروری نفی حتمی کی ہے،امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضٰی فرضیت،ظنیت خواہ من جہۃ الرؤیۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردہ عزت کے گرد ظنوں کو اصلًا بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب،نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح (اس پر محقق امام علیہ الرحمہ نے فتح میں نص فرمائی ہے۔ت)

اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعًا یہی معنی ہے کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں۔وللہ الحمد۔

حدیث ۱۴۸: مالک وشافعی وبیہقی ان سے اور طبرانی اوسط میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بسند حسن راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواك مع كل وضوءٍ[473]۔ | مشقت امت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک ان پر فرض کردوں۔

حدیث ۱۴۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ مسواک کرو مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے، جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی۔

حتی لقد خشیت ان یفرضہ علی وعلی امتی ولولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ علیھم | یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر فرض کردیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو ان پر فرض کردیں گے۔

[473] مؤطا لامام مالك كتاب الطھارۃ ماجاء فی السواك میر محمد کتب خانہ کراچی ص۵۰،السنن الکبرٰی کتاب الطھارۃ باب الدلیل علی ان السواك سنۃ دارصادر بیروت ۱/۳۵،کنزالعمال بحوالہ والشافعی حدیث ۲۶۱۹۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۵،المعجم الاوسط،حدیث ۱۲۶۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۲/۱۳۸

ابن ماجه[474] عن ابی امامة رضی الله تعالٰی عنه۔ (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

یہاں جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کردینے کی اسناد ہے۔

حدیث[۴۸] ۱۵۰: طبرانی وبزار ودارقطنی وحاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیهم السواك عند کل صلٰوة[475] (زاد غیر الدار قطنی) کما فرضت علیهم الوضوء[476]۔

مشقتِ امت کا لحاظ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت مسواک ان پر فرض کردوں جس طرح میں نے وضوان پر فرض کردیا ہے۔

یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کردیا۔

حدیث[۴۹،۵۰] ۱۵۱،۱۵۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك واطیب عند کل صلٰوة۔ ابو نعیم فی کتاب السواك[477] عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما بسند حسنٍ وسعید بن منصور فی سننه عن مکحول مرسلًا۔

مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کردوں۔ (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند حسن اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مکحول سے مرسلًا روایت کیا۔ت)

یہاں خوشبو کی فرصت بھی زائد فرمادی۔

---

[474] سنن ابن ماجة ابواب الطهارة باب السواك ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵

[475] کنز العمال بحواله قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسة الرساله بیروت ۹/ ۳۱۲

[476] المستدرك للحاکم کتاب الطهارة لولا ان اشق علی امتی دار الفکر بیروت ۱/ ۱۴۶، البحر الزخار عن ابن عباس حدیث ۱۳۰۲ مکتبة العلوم والحکم مدینة المنورة ۴/ ۱۳۰، مجمع الزوائد بحواله العباس کتاب الطهارة باب فی السواك دار الکتاب بیروت ۱/ ۲۲۱، مجمع الزوائد کتاب الصلٰوة باب ماجاء فی السواك دار الکتاب بیروت ۲/ ۹۷

[477] کنز العمال بحواله صعن مکحول مرسلًا حدیث ۲۶۱۹۵ مؤسسة الرساله بیروت ۹/ ۳۱۶

حدیث[51] ۱۵۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولاان اشق علی امتی لامرتھم ان یستاکوا بالاسحار۔ ابو نعیم فی السواک[478] عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

مشقتِ امت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر سحر پچھلے پہر اٹھ کر مسواک کریں (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث[52،53] ۱۵۴ و ۱۵۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عن دکل صلٰوۃ ولاخرت العشاء الی ثلث اللیل۔

مشقت امت کا خیال نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کردوں اور نماز عشاء کو تہائی رات تک ہٹادوں۔

احمد[479] والترمذی والضیاء عن زید بن خالد الجھنی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیح والبزار عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ،ورواہ عن زید احمد وابو داؤد والنسائی کحدیث ابی ھریرۃ الاول بالاقتصار علی السطر الاول و الحاکم والبیھقی بسندٍ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کحدیث زیدٍ ھذا وفیہ لفرضت علیھم السواک مع الوضوء ولاخرت صلٰوۃ العشاء الاٰخرۃ الی نصف اللیل[480]۔ یعنی میں وضو میں مسواک کرنا فرض کردیتا اور نماز عشاء آدھی رات تک ہٹادیتا۔

---

[478] کنزالعمال بحوالہ ابی نعیم فی کتاب السواک حدیث ۲۶۱۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۶/۹،الدرالمنثور بحوالہ ابی نعیم تحت الآیۃ ۱۲۴/۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۵۲/۱

[479] مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۴/۴،سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی السواک حدیث ۲۳ دارالفکر بیروت ۱۰۰/۱،کنزالعمال بحوالہ حم ،ت والضیاء حدیث ۲۶۱۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۵/۹،البحر الزخار عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۷۸۴ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۱۲۱/۲،مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۶/۴،سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک آفتاب عالم پریس لاہور ۷/۱

[480] المستدرک للحاکم کتاب الطہارۃ فضیلۃ السواک دارالفکر بیروت ۱۴۶/۱،السنن الکبرٰی کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی ان السواک السنۃ الخ دارصادر بیروت ۳۶/۱،کنزالعمال بحوالہ ک وھق عن ابی ھریرۃ حدیث ۲۶۱۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۶/۹

وللنسائی عن ابی ھریرۃ بلفظ الامر تھم تاخیر العشاء بالسواك عند کل صلٰوۃ[481]۔

نسائی نے ابوہریرہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: میں ان پر فرض کردیتا کہ عشاء دیر کرکے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث ۵۴ ۱۵۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولاان اشق علی امتی لامر تھم ان یصلوھا ھٰکذا یعنی العشاء نصف اللیل۔احمد[482] والبخاری ومسلم والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کردیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔(احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۵۵ ۱۵۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لامرت بھٰذہ الصلٰوۃ ان توخر الی شطر اللیل۔النسائی[483] عن ابی سعد الخدری رضی اللہ تعالٰی ومرت روایۃ احمد و ابی داؤد وابن ماجۃ وابی حاتم بلالفظ الامر۔

اگر ناتواں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کردیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں(اس کو نسائی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔احمد، ابوداود، ابن ماجہ اور ابوحاتم کی روایت گزرچکی ہے جو لفظ امر کے بغیر ہے۔(ت)

حدیث ۵۶ ۱۵۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولاان اشق علی امتی

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ان پر

---

[481] سنن النسائی کتاب المواقیت باب مایستحب من تاخیر العشاء نور محمد کتب خانہ کراچی ۱/۹۲و۹۳

[482] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۶۶، صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب النوم قبل العشاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۱، صحیح مسلم کتاب المساجد باب وقت العشاء وتاخیرھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۹، سنن النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تاخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۹۲

[483] سنن النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تاخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۹۳

لامرتھم ان یؤخروا عــــہ العشاء الی

فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی

عــــہ: سبب ھٰذا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخرذات لیلۃ صلوٰۃ العشاء حتی ابھا راللیل او ذھب عامۃ اللیل ونام النساء والصبیان فجاء فصلی وذکرہ کما ورد مبینا فی احادیث ابن عباس وابی سعید وابن عمرو انس وغیرھم رضی اللہ تعالٰی عنھم ،وسبب حدیث السواک ایتان ناس عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلحا فقال استا کوا استا کوا لاتاتونی قلحا لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلوٰۃ کما بینہ الدارقطنی [484] من حدیث العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ فھما حدیثان ربما افرزھما ابو ھریرۃ وربما جمع وکذٰلک غیرہ رضی اللہ تعالٰی عنھم وان اتفق ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو الذی قال مرۃ ھٰکذا واخرٰی ھٰکذا و

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مؤخر فرمادی یہاں تک کہ آدھی رات یا زیدہ گزر گئی۔ عورتیں اور بچے سوگئے تو آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جیسا کہ ابن عباس، ابوسعید، ابن عمر اور انس وغیرہ کی احادیث میں واضح طور پر وارد ہوا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ حدیث سواک کا سبب یہ ہے کہ لوگ میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے توآپ نے فرمایا مسواک کیا کرو اور میرے پاس میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ مت آیا کرو، اگر مجھے امت کی مشقت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر ہر ناز کے وقت فرض کردیتا۔ جیسا کہ اس کو دارقطنی نے بحوالہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کیا ہے۔ان دونوں حدیثوں کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کبھی الگ الگ بیان فرمایا ہے اور کبھی دونوں کو جمع کیا ہے، یونہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غیر نے کیا ہے، اگرچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی اس طرح بیان فرمایا ہے اور کبھی اس طرح اور کبھی

(باقی برصفحہ آئندہ)

[484] کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۲/۹

ثلث اللیل اونصفہ۔ احمد[485] والترمذی وصححہ، وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ومرت اخری لابن ماجۃ کاحمد وابی داؤد ومحمد بن نصر خالیۃ عن الامر۔

یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کو امام احمد وترمذی نے اسکو صحیح قرار دیا۔ اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور دوسری روایت ابن ماجہ کی احمد وابوداؤد ومحمد بن نسر کی طرح گزرچکی ہے جو امر سے خالی ہے۔ (ت)

حدیث۵۷ ۱۵۹: صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک آیت سورہ احزاب کی نسبت ہے:

وجدتھا مع خزیمۃ الذی جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شھادتہ بشھادتین[486]۔

وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔

حدیث۵۸ ۱۶۰: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجتے وقت ان سے ارشاد فرمایا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تارۃ جمع فالتعدداظھر واکثر، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ دامت فیوضہ۔

دونوں کو جمع فرمایا۔ چنانچہ تعدد اظہر واکثر ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ ۱۲منہ (ت)

[485] مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۳۳ و ۵۰۹، سنن الترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی تاخیر صلوۃ العشاء الخ حدیث ۱۶۷ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۱۴، سنن ابن ماجۃ کتاب الصلوۃ باب وقت صلوۃ العشاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۵، کنز العمال عن ابی ھریرۃ حدیث ۱۹۴۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۳۹۵

[486] صحیح البخاری کتاب الجھاد باب قول اللہ تعالٰی من المومنین رجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۴، صحیح کتاب التفسیر سورۃ احزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۵

قد عرفت بلاءك فی الدین والذی قدر کبك من الدین وقد طیبت لك الهدیة فان اهدی لك شئی فاقبل۔سیف فی کتاب الفتوح[487] عن عبید بن صخر رضی الله تعالٰی عنه۔

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہوچکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہوگئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کردئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔(سیف نے کتاب الفتوح نے عبید بن صخر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۶۱عـــہ: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

قد عفوت عن الخیل والرقیق فهاتوا صدقت الرقة من کل اربعین درهما درهم۔احمد[488] وابوداؤد و الترمذی عن امیر المؤمنین المرتضٰی رضی الله تعالٰی عنه بسند صحیح۔

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف کردی روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔(احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ت)

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔'' ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک روف ورحیم کے ہاتھ میں ہے بحکم رب العالمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا:

ماتقولون فی الزنا، قالو احرام حرّمه الله ورسوله فهو حرام الی یوم القیٰمة۔

زنا کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کی: حرام ہے اسے اللہ ورسول نے حرام کردیا تو وہ قیامت تک

عـــہ: یہاں تک اٹھاون حدیثیں تفویض امر کی مفیدات ومؤیدات مذکور ہوئیں آگے صرف اسنادات جلیلہ ہیں ۱۲۔

---

[487] کنز العمال بحوالہ طب عن عبید بن صخر المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۵/۶

[488] سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ السائمۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۱/۱، سنن الترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ماجاء فی زکوٰۃ الذهب الخ حدیث ۶۲۰ دار الفکر بیروت ۱۲۳/۲، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۹۲/۱

احمد[489] بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط والکبیر عن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حرام ہے۔(احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۶۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ۔ الحاکم[490] علی شرط مسلم والبیہقی فی الشعب و اللفظ لہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں تم پر حرام کرتاہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔(حاکم شرط مسلم پر اور بیہقی نے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان میں اس کو روایت کیا ہے، اور لفظ بیہقی کے ہیں۔(ت)

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں جابر بن عبداللہ تعالٰی عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ان اللہ ورسولہ، حرم بیع الخمر والمیتتۃ والخنزیر والاصنام[491]۔

بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا شراب اور مردار اور سوئر اور بتوں کا بیچنا۔

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لاتشرب مسکرًا فانی حرمت کل مسکرٍ۔النسائی بسند حسن[492]

نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شیئ میں حرام عــــہ نسائی نے بسند حسن

عـــــہ: **فائدہ:** ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدثنا ابن ابی عاصم ثنا عمر بن حفص ن الوصائی ثنا سعید بن موسٰی ثنا رباح بن زید عن معمر　(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[489] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث مقداد بن اسود المکتب الاسلامی بیروت ۸/۶، المعجم الکبیر عن مقداد بن اسود حدیث ۶۰۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۵۶/۲۰

[490] المستدرک للحاکم کتاب الایمان انی احرج علیکم حق الضعیفین دارالفکر بیروت ۶۳/۱، کنزالعمال بحوالہ کہ،ھب عن ابی ہریرۃ حدیث ۶۰۰۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۷۱/۳

[491] صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع المیتۃ والاصنام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۸/۱، صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الخمر و المیتۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳/۲

[492] سنن النسائی کتاب الاشربۃ تفسیر نور محمد کارخانہ کراچی ۳۲۵/۲

عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔　　　　ابی موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

عن ازھری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی فرضت علی امتی قرأۃ یٰس کل لیلۃ فمن داوم علی قرأتھا کل لیلۃ ثم مات شھیدا[493]۔ یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت پر یٰس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔

اقول: وسعید وان اتھم فالمحقق عند المحققین ان الوضع لایثبت بمجرد تفرد کذاب فضلاً عن متھم مالم ینضم الیہ شیئ من القرائن الحاکمۃ بہ کمخالفۃ نص اواجماع قطعیین اوالحس اواقرار الواضع بوضعہ الی غیر ذٰلک کما نص علیہ السخاوی فی فتح المغیث واثبتنا علیہ عرش التحقیق فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" ف۱ "واجمع العلماء ان اضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی الفضائل وقد بیناہ فی "الھاد" ف۲ فی حکم الضعاف"

میں کہتا ہوں سعید اگرچہ متہم ہے مگر محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ بیشک وضع حدیث محض ایک کذاب کے تفرد سے ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ متہم سے ثابت ہو جب تک اس کے ساتھ قرائن وضع منضم نہ ہوں، جیسے نص قطعی کی مخالفت اور اجماع قطعی کی مخالفت اور حس کی مخالفت اور خود واضع کا اقرار وغیرہ، جیسا کہ امام سخاوی نے فتح المغیث میں اس پر نص فرمائی ہے، اور ہم نے ''منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین'' میں اس کی تحقیق کو حد کمال تک پہنچایا ہے۔ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو حدیث ضعیف موضوع نہ ہو وہ فضائل میں قابل عمل ہے اور ہم اس کو ''الھاد الکاف فی حکم الضعاف '' میں بیان کیا ہے۔ (ت) (باقی بر صفحہ آئندہ)

ف ۱: رسالہ "منیز العین فی حکم تقبیل الابھامین" فتاوٰی رضویہ جلد پنجم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۴۲۹ پر مرقوم ہے۔

ف ۲: اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" میں افادہ شانزدہم۱۶ سے افادہ بست وسوم ۲۳ تک آٹھ افادات کا نام "الھاد الکاف فی حکم الضعاف ۱۳۱۳ھ" رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۷۷ تا ۵۳۷ "الکاف فی حکم الضعاف"۔

---

[493] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۹۷/۱

حدیث ۱۶۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو،

وان ماحرم رسول اللہ مثل ماحرم اللہ۔ احمد[494] و الدارمی وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ حسن۔

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا، جل جلالہ، و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (احمد اور دارمی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بسند حسن روایت کیا۔ ت)

یہاں صراحۃً حرام کی دو۲ قسمیں فرمائیں: ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرام کیا۔ اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر ویکساں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس حدیث اور اس کی فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاوٰی فقیر العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ کے مجلد پنجم کتاب مسائل شتّٰی میں مذکور واللہ الھادی الی معالی الامور ۱۲ منہ۔

---

[494] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۷۶

اقول: مراد واللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد واقوی ہے۔

حدیث ۱۶۷: جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں۔

الا یارسول اللہ انت مصدق　　　فبورکت مھدیا وبورکت ھادیًا

شرعت لنا دین الحنیفة بعد ما　　　عبدنا کامثال الحمیر طواغیًا

یارسول اللہ! حضور تصدیق لئے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

مندة [495] من طریق عمار بن عبدالجبار عن عبداللہ بن المبارك عن الازواعی عن یحیی بن ابی سلمة عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث طویل۔	مندہ نے عمار بن عبدالجبار کے طریقے سے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے اوزاعی سے انہوں نے یحیٰی بن ابی سلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، حدیث لمبی ہے۔(ت)

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے ولہٰذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

قد اشتھر اطلاقه علیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لانه شرع الدین والاحکام [496]۔	سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور ومعروف ہے اس لئے کہ حضور نے دین متین واحکام دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا، میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر ونہی وقضاو

[495] الاصابہ فی تمییز الصحابة بحوالہ ابن مندة ترجمہ ۱۲۵۱ جھیش بن اویس دار الفکر بیروت ۱/۳۵۸

[496] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیه المقصد الثانی الفصل الاول دار المعرفة بیروت ۳/۱۳۴

امثالہا کی اسناد ہے کہ:

امر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قضٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔ (ت)

اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہو، اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد فرمایا:

"وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ"[497]۔ جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو،

کہ امر ونہی وقضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالٰی:

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ"[498]۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی وواقفیت کی نسبت نہیں جس طرح وہ سرکشی طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افتراء کرکے کہتا: "انہوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل"[499]۔

مسلمانو! للہ انصاف، یہ اس کس وناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ وکمالات رفیعہ ودرجات منیعہ جن میں زید وعمر کی کیا گنتی انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلٰوۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اڑادئے سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور

---

[497] القرآن الکریم ۵۹/۷

[498] القرآن الکریم ۴/۵۹

[499] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۶

واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں اور امتیوں سے بھی امتیاز اتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہو جائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف وغفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اس شخص کے دین کا، یہ پہلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ پر اس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا، حالانکہ واللہ در بارہ احکام بی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحب فرمان ہیں، مالک افتراض ہیں، والی تحریم ہیں۔ سن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تُو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں شرع کے محرمات تُو نے حرام کر دئے ہیں جن پر زکوۃ نہیں انہیں تُو نے معاف کر دیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکام خدا کے مثل ماوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ نے ارشاد فرمائی ہیں لہٰذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہٖ تعالٰی اپنا نیزہ خارا گزار وآہن گزار ان گستاخان چشم بند و دہن باز کے دل وجگر کے پار کر دیا وللہ الحمد۔ اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر نے

نبینا الاٰمر الناھی فلا احد ابر فی قول لا منہ ولا نعم[500]

ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صاحب امر و نہی، تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں

کی شرح میں فرماتے ہیں:

معنی نبینا الاٰمر الخ انہ لا حاکم سواہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو حاکم غیر محکوم[501] الخ

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، نہ وہ کسی کے محکوم، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ذکرہ فی فصل جودہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (اس کو صاحب نسیم نے فصل فی وجودہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ ت)

[500] الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ الفصل الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ص ۲۱

[501] نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل واما الجود والکرم مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳۵/۲

الحمدللہ یہ تذییل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اور اس بیان تذییل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقتدار واختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "**منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب ۱۳۱۱ھ**" موسوم ٹھہرائے۔ **واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمدٍ واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، اٰمین۔**

مسک الختام: اب فقیر غفرلہ المولی القدیر سات حدیثیں اس وصل مبارک میں اور ذکر کرے جن سے امام الوہابیہ کا سخت کور وکر ہونا شمس وامس کی طرح ظاہر ہو کہ جن احادیث سے جن باتوں کو شرک بتانا چاہا تھا خود وہی اور ان کے نظائر صاف گواہی ہیں کہ وہ ہر گز شرک نہیں مگر بیچارے معذور کی داد نہ فریاد، "**وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ہَادٍ ﴿۳۳﴾**"[502]۔ (اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ت)

حدیث ۱۶۸: صحیح بخاری ومسند احمد وسنن ابی داؤد وترمذی وابن ماجہ رُبَیّع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ع

وفینا نبی یعلم مافی غدٍ

ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اس پر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

دعی ھٰذا وقولی بالذی کنت تقولین[503]۔　　　اسے رہنے دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

---

[502] القرآن الکریم ۳۳/۴۰

[503] صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۳، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الغناء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۸　　　(باقی برصفحہ آئندہ)

اقول:وباللہ التوفیق امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا: ''اس فصل میں ان آیتوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے[504]۔''

تو وہ اس حدیث سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف آئندہ بات جاننے کی اسناد مطلقًا شرک ہے اگرچہ بعطائے الٰہی جانے کہ اس نے صاف کہہ دیا: ''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے[505]۔''

اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یوں بتایا کہ: ''چھوکریاں گانے لگیں اور اس میں پیغمبر خدا کی تعریف یہ کہی ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں[506]۔''

بایں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکم شرک کی بُو اصلًا نہ پائی تو خود ہی اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی: ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں، پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے[507]۔''

اللہ اللہ، اللہ دئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سنن الترمذی کتاب النکاح حدیث ۱۰۹۲ دارالفکر بیروت ۲/ ۳۴۷ وسنن ابن ماجۃ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۳۸ ومسند احمد بن حنبل حدیث الربیع بنت معوذ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۵۹

[504] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص۱۸

[505] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

[506] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص۱۸

[507] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص۱۸

دھرم میں اس کا معبود خود ہی کسی کو آئندہ باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بناسکے گا، یونہی یہ امر بھی اسے مضر نہیں کہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والتسلیم کو بعطائے الٰہی بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ ملنا صریح مخالف قرآن ہے۔قال اللہ تعالٰی:

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" [508]۔ اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

وقال تعالٰی:

"عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" [509]۔ غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

یہاں لایظھر غیبہ علی احدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالٰی اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارھم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام ہم پر بھی، بلکہ فرمایا: لایظھر علی غیبہٖ احدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر وغالب ومسلط نہیں فرمایا مگر رسولوں کو۔ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلٰی مرتبہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء کو عطا ہونا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے مگر اسے کیا مضر کہ جب اس کے نزدیک اللہ عزوجل کا کذب ممکن جیسا کہ اس کے رسالہ "یکروزی" سے ظاہر، اور فقیر کے رسالہ "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" ف میں اس کا رد ظاہر وباہر، تو قرآن کی مخالفت اس پر کیا موثر، واللہ المستعان علی کل غویٍ فاجرٍ (ہر گمراہ فاجر کے خلاف اللہ تعالٰی ہی سے مدد مانگی جاتی ہے) اس سب سے گزر کر ہوشیار عیّار سے اتنا پوچھئے کہ بالفرض اگر حدیث سے ثابت ہے بھی تو صرف ممانعت کہ انبیاء کی جناب میں ایسا عقیدہ نہ رکھے وہ شرک کا جبروتی حکم جس کے لیے اس فصل اور ساری

ف: رسالہ "سبحان السبوح عن عیب کذب مفتوح" فتاوٰی رضویہ جلد ۱۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کے صفحہ ۳۱۱ پر مرقوم ہے۔

---

[508] القرآن الکریم ۳/۱۷۹

[509] القرآن الکریم ۷۲/۲۶و۲۷

کتاب کی وضع ہے کہاں سے نکلا کیا اسی کو اتمام تقریب کہتے ہیں اور یہ اس کا قدیم داب ہے کہ دعوی کرتے وقت آسمان سے بھی اونچا اڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت الثّرٰی میں جا چھپے گا اور پیچھا کیجئے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا، ایسے ہی ناتمام اٹکل بازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثم اقول: اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو بحمد اللہ تعالٰی حدیث نے شرک کا تسمہ بھی لگا نہ رکھا، اور شرک پسند، اوشرک کی حقیقت و شناخت سے غافل! کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی امت کو شرک بکتے کفر بولتے سنے اور یونہی سہل دو حرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ۔ اب یاد کر وحدیث ابی داؤد **ویحك انه لایستشفع باللہ علی احدٍ**[510]۔ (تجھ پر افسوس ہے مخلوق میں سے کسی کے پاس اللہ تعالٰی سے سفارش نہیں کرائی جاتی) کے متعلق اپنی بدلگامی کی۔

تقریر کہ: "عرب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار نے آکر پیغمبر کے روبرو اس کی سخت بیان کی اور دعا طلب کی اور کہا تمہاری سفارش ہم اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس، یہ بات سن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اوساری مجلس کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہوگئے پھر اس کو سمجھایا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء واولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں وہ کس کے روبرو سفارش کرے[511]۔"

سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوی ہے بیان کرنے لگے۔

اقول: انبیاء واولیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر کہنے کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا کہ حضور نے اسے یوں سمجھایا یا تیرا افترا ہے حدیث میں اس کا وجود نہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بے حواس کہنا یہ تیری بے دینی کا ادنی کرشمہ اور افترا پر افترا ہے حدیث میں اس کا

[510] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجھمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۴

[511] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۸

بھی نشان نہیں اور اللہ عزوجل کی عظمت اس کی صفت پاک اس کی ذات اقدس سے قائم ہے مکان و محل سے منزہ ہے، کیا جانئے تو کس چیز کو خدا سمجھا ہے جس کی عظمت مکانوں میں بھری ہوئی ہے، خیر یہ تو تیرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں۔

تیر بر جاہ انبیاء اندازہ   طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب باش وانچہ دانی گو   بیحیا باش وہرچہ خواہی کن [512]

(انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام کے مقام و مرتبہ پر تیر اندازی کر اور بارگاہ الٰہی میں طعن کر، بے ادب بن جا اور جو کچھ چاہتا ہے کہتا جا، بے حیا بن جا اور جو چاہتا ہے کرتا جا۔ت)

مگر آنکھوں کی پٹی اتروا کر ذرا یہ سوچ کہ جو بات عظمت شان الٰہی کے خلاف ہو اسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ برتاؤ ہوتا ہے حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ اس سے کم ہے جس کے پاس اس کی سفارش لائی گئی ایسی سرتح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ لیں ولہٰذا وہ صحابی اعرابی رضی اللہ تعالٰی عنہ بآنکہ اہل زبان تھے اس نکتے سے غافل رہے تو کیا ممکن ہے کہ صریح شرک وکفر کے کلمے حضور سنیں اور اصلاً کوئی اثر غضب وجلال چہرہ اقدس پر نمایاں نہ ہو، ہ حضور دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہیں، نہ اہل مجلس کی حالت بدلے، نہ ان کے کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو، ایک آسان سی بات پر قناعت فرمائیں کہ اسے رہنے دو، کویں نہیں فرماتے کہ اری! تم کفر بک رہی ہو، اری! تقویۃ الایمان کے حکم سے تم مشرکہ ہو گئیں تمہارا دین جاتا رہا تم مرتد ہوئیں از سرانو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو نکاح ہوگیا ہے تو تجدید نکاح کرو۔ گرض ایک حرف بھی ایسا نہ فرمایا جس سے شرک ہونا ثابت ہو، کہنے والیوں کو اپنا حال اور اہل مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقت حاجت بیان حکم فرض ہے اور تاخیر اصلاً روا نہیں، تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف اطلاع علی الغیب کی نسبت ہرگز شرک نہیں۔ رہا ممانعت فرمانا، وہ بھی یہ بتائے کہ انبیائے کرام وخود سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلٰوۃ والسلام کی جانب میں اس کا اعتقاد فی نفسہٖ باطل ہے، یہ منہ دھو رکھئے منع لفظ بطلان معنٰی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے لیے وجوہ ہیں اور عقل ونقل کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (جب احتمال آجائے تو استدلال باطل

512

ہو جاتا ہے۔ت) **اولاً:** ممکن ہے کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی، لہٰذا ارشاد ہوا: اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ۔ ارشاد الساری، لمعات و مرقات وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیًا اقول: ممکن کہ مجلس عورتوں، کنیزوں، کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ توہُّم ذاتیت کا سد باب ہو، شرح حکیم ہے اور امام الوہابیہ کی مت اوندھی جو متحمل ذو وجوہ بات جس میں برے پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھوکریوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کے لیے اس کی ممانعت بدرجہ اولٰی جانتا ہے حالانکہ معاملہ صاف الٹا ہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کو روکتے ہیں کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں، عاقلوں دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں۔ صحیح مسلم و مسند احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے:

ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوٰی۔ جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

بئس الخطیب انت، قل ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد غوٰی[513]**۔** کیا برا خطیب ہے تُو، یوں کہہ کہ جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

قال قم اوقال اذھب فبئس الخطیب انت[514]**۔** سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھ، یا فرمایا: چلا جا کہ تو برا خطیب ہے۔

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعت علماء کا ارشاد ہے:

---

[513] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ واطالۃ الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶، سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ ۱/۸۶ وکتاب الجمعۃ ۳/۲۱۶ دار صادر بیروت، مسند احمد بن حنبل حدیث عدی بن حاتم المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۵۶

[514] سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۶

انما انکر علیہ تشریکہ فی الضمیر المقتضی للتسویۃ وامرہ بالعطف تعظیما للہ

یعنی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس خطیب کا اللہ و رسول کو ایک ضمیر تثنیہ عـــہ میں جمع کرنا

عـــہ: **اقول:** ھذا ھو الصحیح علۃ ومنافاتہ حدیث ابی داؤد الاٰتی مندفعۃ بما ذکر العبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ اما ما استصوب الامام الاجل النووی رحمہ اللہ تعالٰی فی المنہاج ان سبب النھی ان الخطب شانہا البسط والایضاح واجتناب الاشارات والرموز ومثل ھذا الضمیر قد تکرر فی الاحادیث الصحیحۃ من کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وانما ثنی الضمیر ھٰھنا لانہ لیس خطبۃ وعظ وانما ھو تعلیم حکم فکلما قل لفظ کان اقرب الٰی حفظہ بخلاف خطبۃ الوعظ فانہ لیس المراد حفظھا وانما یراد الاتعاظ بھا[515] اھ

اقول: (میں کہتا ہوں) یہی علت درست ہے، اور اسکی منافات حدیث ابو داؤد کے ساتھ جو کہ عنقریب آرہی ہے، عبد ضعیف (اللہ تعالٰی اس کی مغفرت فرمائے) کے بیان مذکور کے ساتھ مندفع ہے۔ امام اجل نوری علیہ الرحمہ نے منہاج میں جو خیال ظاہر فرمایا ہے کہ انہی کا سبب یہ ہے کہ خطبات کی شان یہ ہے کہ ان میں تفصیل وتوضیح سے کام لیا جائے اور ارشادات ورموز سے اجتناب کیا جائے حالانکہ اس قسم کی ضمیر کا استعمال کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں متعدد احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اللہ ورسول کی محبت اس کے دل میں ان دونوں کے ماسوا سے زیادہ ہو۔'' یہاں ضمیر تثنیہ اس لئے آپ نے استعمال فرمائی کہ یہ خطبہ و وعظ نہیں بلکہ حکم شرعی کیت علیم ہے، چنانچہ لفظوں کی قلّت انہیں حفظ کرنے کے زیادہ قریب ہے۔ بخلاف خطبہ کے کہ اس میں حفظ الفاظ مقصد نہیں ہوتا بلکہ ان سے نصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اھ

فاقول: انما حداہ رحمہ اللہ

فاقول: (تو میں کہتا ہوں) امام نووی علیہ الرحمہ کو

(باقی برصفحہ آئندہ)

[515] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶

تعالٰی بتقدیمہ اسمہ[516]۔

کہ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی کو پسند نہ فرمایا اس میں برابری کا وہم نہ ہوجائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالٰی علی ھذا التکلف السعید ما رأی من التنافی بین نہیہ الخطیب وثبوتہ عن نفسہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد علمت ان لاتنافی ولیس من واجبات الخطبۃ ترک الاضمار لامن شریطۃ الایضاح وضع المظہر موضع المضمر وانما کان الاضمار یخل بالاظہار حیث یخشی الالتباس وھٰھنا لالبس فکیف یکون ھٰذا مقتضیا لان یواجھہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالذم ویقول لہ اذھب اوقم وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحب الایجاز فی الکلام بحیث لایخل بالافہام وکان یقول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ان طول

اس تکلف سعید پر اس بات نے برانگیختہ کیا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خطیب کو ضمیر تثنیہ کے استعمال سے منع کرنے اور خود اس کو استعمال فرمانے میں منافات سمجھی، حالانکہ تُو جان چکا ہے کہ کوئی منافات نہیں۔اور ضمائر کو ترک کرنا خطبہ کے واجبات میں سے نہیں اور نہ ہی ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھنا شرط توضیح ہے۔ضمیر کو استعمال کرنا وہاں مخلِّ اظہار ہوتا ہے جہاں التباس کا ڈر ہو جبکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔پھر یہ بات اس امر کی مقتضی کیسے ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس خطیب کو مذمت فرمائیں اور حکم دیں کہ یہاں سے چلا جا یا اٹھ جا، حالانکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کلام میں ایسے اختصار کو پسند فرماتے تھے جو مخلِّ فہم نہ ہو۔اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد کا نماز کو لمبا کرنا (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[516] شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض کتاب الجمعۃ حدیث ۸۷۰ دارالوفاء ۲۷۵/۳،شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم للنووی کتاب الجمعۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱

حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے:

من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فانہ لایضر الا نفسہ۔ابو داؤد [517] **عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔**

جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔(ابو داؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ت)

نیز ابن شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ روایت کیا اس میں بعینہٖ وہی الفاظ ہیں کہ:

ومن یعصہما فقد غوٰی۔رواہ ایضًا [518] **عنہ مرسلًا۔**

جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ ہوا۔(نیز اس کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرسلًا روایت کیا گیا۔ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صلوٰۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ من فقہہ فاطیلوا الصلوٰۃ واقصروا الخطبۃ وان من البیان لسحرا ثم ثبوت مثلہ عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الخطبۃ کما ستسمع من حدیثی ابی داؤد لایذر لھذا الوجہ وجہ قبول اصلًا فانما المحیص الی ماذکر العبد الضعیف والحمدللہ علی التوقیف ۱۲منہ۔

اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت کی دلیل ہے لہٰذا نماز لمبی اور خطبہ مختصر کیا کرو۔اور بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔پھر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس جیسے کلام کا خطبہ میں ثبوت جیسا کہ ابو داؤد کی دو حدیثوں سے تُو سنے گا اس وجہ کو قابل قبول نہیں رہنے دیتا لہٰذا مخلص اسی وجہ میں ہے جس کو عبد ضعیف (مصنف علیہ الرحمہ) نے ذکر کیا ہے۔اس سوجھ بوجھ کی عطا پر تمام تعریف اللہ تعالٰی کیلئے ہے۔(ت)

[517] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ (ابواب الجمعۃ) باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۷

[518] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ (ابواب الجمعۃ) باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۷

حدیث آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالٰی اس فقیر کی عمدہ تائید و تقریر ہوتی ہے فانتظر۔

ثالثًا: وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی عزوجل ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے لمعات میں اس طرف ایمافرمایا۔

اقول: اور وہ بے شک وجیہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے یوں کہنا کہ میں یوں کروں گا، مکروہ ہے۔**قال اللہ تعالٰی:**

"وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ "[519]۔ ہر گز نہ کہنا کسی چیز کو کہ میں کل یا یسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔

علم غیب بالذّات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبود ان باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے لہٰذا مخلوق کو "عالم الغیب" کہنا مکروہ، اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالٰی کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے، یہ دوسرا احتمال ہے کہ علماء نے اس حدیث میں ذکر فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کالم کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنا جو اس طاغی کا مقصود ہے **ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق** (تحقیق یونہی مناسب ہے اور اللہ تعالٰی توفیق دینے والا ہے۔ت)

حدیث ۱۶۹: محمد بن اسحٰق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی، جب (غزوۂ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل ومال اسے واپس دیں۔ یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ کہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرماچکے گھے، سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے اہل ومال واپس دئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کئے، **فقال مالك بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنه یخاطب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من قصیدۃ** (تو مالک بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اپنے قصیدہ سے مخاطب ہوئے ت) :ـ

---

[519] القرآن الکریم ۱۸/ ۲۳

ماان رایت ولا سمعت بواحدٍ   فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفٰی واعطٰی للجزیل لمجتدٍ   ومتٰی تشاء یخبرك عما فی غدٍ

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل نفع کو کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا[520]۔

حدیث ۱۷۰: معافی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، مالک بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ رئیس ہواز اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کئے) **فقال لہ خیرًا وکساہ حلّۃ** حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا۔ **ذکرھما الحافظ فی الاصابۃ**[521] (ان دونوں روایتوں کو حافظ نے اصابہ میں بیان کیا۔ت)

اقول: رضوان الٰہی کے بے شمار ابار ان یاران مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر برسیں یوں نہ کہا کہ **متی یشاء** جب وہ چاہیں تجھے غیب کی خبر دے دیں۔ اس میں اس صورت پر بھی صادق آسکنے کا احتمال رہتا، جب بتانے والے کو کوئی اختیار نہ دیا جائے بلکہ سال دوسال میں ایک آدھ بات پر اطلاع عطا ہوا ایسا جاننے والا بھی توریہ وایہام کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ جب چاہوں گا تمہیں غیب کی خبر دے دوں کہ وہ اس وقت چاہے گا جب اسے اتفاق سے کوئی خبر ملے گی تو شرطیہ سچا ہے بلکہ یوں فرمایا کہ جب تُو چاہے وہ تجھے غیب کی کبر دے دیں گے، یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معین نہ اسکے پوچھنے کا وقت محدود نہ غدٍ معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص، تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے

---

[520] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ ابن اسحٰق ترجمہ ۷۶۷۲ مالك بن عوف دارالفکر بیروت ۴۴/۵ و ۴۵

[521] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ الجلیس والانیس للمعانی ترجمہ ۷۶۷۲ مالك بن عوف دارالفکر بیروت ۴۵/۵

حضور بتادیں گے، یہ اسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اس کے ارادہ وخواہش پر کر دی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کرلے ورنہ یہ اطلاق ہر گز صادق نہیں آسکتا، اسے ایک نظیر محسوس میں دیکھئے۔ زید فقیر ہے نہ پاس کچھ رکھتا ہے نہ بادشاہی خوانوں پر اس کا ہاتھ پہنچتا ہے مگر بادشاہ کبھی کبھی اسے دو چار توڑے بخش دیتا ہے وہ شخص پہلو رکھ کر یہ کہے تو کہہ لے کہ میں جب چاہوں ایک توڑا خیرات کردوں کہ وہ آپ ہی اسی وقت چاہے گا جب پائے گا مگر عام فقیروں کو اشتہار دے کر تم جس وقت چاہو میں توڑا عطا کردوں، تو ضرور غلط کہا، اور دم بھر میں اس کا دروغ کھل سکتا ہے، فقیر مانگیں اور نہ مال ہے نہ خزانے پر اختیار، تو کہاں سے دے گا، ہاں اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خزانے دے دئے کہ جب کوئی کچھ مانگے یہ دے اور کمی نہ ہو، یا بالفعل نہ سہی تو خزانوں پر اختیار ہی دیا ہو کہ جس وقت جو چاہے لے لے تو وہ بیشک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ اب یہ حدیثیں فرمارہی ہیں کہ صحابی یہ سفت کریم حضور کی نعت اقدس میں عرض کرتے ہیں اور حضور انکار نہیں فرماتے بلکہ خلعت وانعام بخشتے ہیں، تو صراحۃً یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰی نے اطلاع غیب حضور کے ارادہ واختیار پر رکھ دی ہے، اور واقعی انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام کی شان ایسی ہی ہے، امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

النبوۃ عبارۃ عما یختص بہ النبی ویفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص، **احدھا** انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللّٰہ تعالٰی وصفاتہ وملٰئکتہ والدار الاٰخرۃ علما مخالفًا لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات وزیادۃ الکشف والتحقیق، **ثانیھا** ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الکارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بھا الحرکات المقرونۃ بارادتنا

یعنی نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جنسے نبی مختص ہوتا ہے، **ایک** یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کے ذات وصفات اور ملائکہ وآخرت سے متعلق ہیں نبی انکے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات وفزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لیے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ

وھی القدرۃ. **ثالثھا** ان لہ صفۃ بھا یبصر الملئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمٰی، **رابعھا** ان لہ صفۃ بھا یدرك ماسیکون فی الغیب۔ نقلہ عنہ العلامۃ الزرقانی فی صدر شرح المواھب[522]۔

پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کے لیے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہوتی ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔ **چہارم** یہ کہ نبی کے لیے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ (علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے شرح المواھب کے آغاز میں اسے امام غزالی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا۔ ت)

اقول: مسلمانو! اس حدیث شریف اوران امام باعظمت ان حکیم امت قدس سرہ المنیف کے ارشاد لطیف کو امام الوہابیہ کے قول کثیف سے ملا کر دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہل حق واہل باطل کے عقائد کا فرق ظاہر ہو یہ فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں رب عزوجل نے ایک صفت ایسی رکھی ہے جس سے وہ خرقِ عادت کرتے ہیں جس طرح ہم اپنے ارادے سے چلتے پھرتے، حرکت کرتے ہیں، ایک صفت رکھی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں، ایک صفت دی ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔ یہ کہتا ہے: ''ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں، کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایضاً کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کی اولاد ہوگی یا نہ ہوگی، یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا، یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ ایضاً جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا، اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی مقبول بندے کو وحی یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا برا، سو وہ مجمل ہے اوراس سے زیادہ معلوم کرلینا اوراس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے[523]۔''

---

[522] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بحوالۃ الغزالی مقدمۃ الکتاب دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۰،۱۹

[523] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی ردالاشراك فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

اقول: اتنا لفظ سچ ہے کہ اللہ عزوجل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کرسکتا۔ ہمارے اختیاری افعل کب عطائے الٰہی وارادۂ الٰہیہ سے بڑھ کر ہوسکتے ہیں مگر کلمۃ حق ارید بہا باطل (کلمہ حق ہے جس سے باطل کاارادہ کیاگیا ہے۔ت) خوارج کی طرح یہ سچا لفظ اس نے باطل ارادے سے کہا ہے وہ اس سے ان کے اختیار عطائی کا بھی سلب چاہتا ہے یعنی انبیاء علیہم الصلٰوۃ والتسلیم کو خدا کا دیا ہوا اختیار بھی نہیں بلکہ عاجز ومجبور محض ہیں۔ اس نے صاف تصریح کی ہے کہ: ''ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے، کسی نبی و ولی کو بھوت وپری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی،اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے، سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ ان کی خواہش پر [524]۔''

اسی کے اس اعتقاد باطل کا حدیث مذکورو قول مسطور امام مشہور میں ردّ صریح ہے۔

بالجملہ فرق یہ ہے کہ حدیث کے ارشاد اوران کے مطابق اہل حق کے اعتقاد میں انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام اظہار خوارق وادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادراکات کے اختیارات حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست وپاک و جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر چیز دیکھ لیں چاہیں نہ دیکھیں، اگرچہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے، اور وہ چاہیں خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہوسکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے بعینہٖ یہی حالت حضرات انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام کی درباہ معجزات وادراک معیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح وسمع وبصر کی طرح باطنی سفات وہ عطافرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرمادیں مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادہ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے، اور امام الوہابیہ کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ انبیاے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام پتھر کی طرح عاجز محض و مجبور مطلق ہیں کہ ہلانے والا محض اپنے قسری ارادے سے بے ان کے توسط اختیار عطائی کے اپنے ارادے کے موافق نہ ان کی خواہش پر، ہلادے تو ہل

---

[524] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں یہ کس ناکس اپنے اس خیال پر دلیل لایا کہ: ''چنانچہ پیغمبر کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی چنانچہ منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی، جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتادیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک[525]۔''

اقول: اگر اختیار ذاتی وعطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیار عطائی کے اصلاً منافی نہیں، مراد کا اکتیار سے متخلف نہ ہوسکتان قدرت ذاتیہ الٰہیہ کا خاصہ ہے، قدرت عطائیہ انسانیہ میں لاکھ بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کیا چاہتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا نہیں بن پڑتا، اس سے نہ انسان پتھر ہوگیا نہ اس کا اختیار عطائی مسلوب، عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادہ ذاتیہ حقیقیہ الٰہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔ طرفہ قہر برقہر یہ ہے کہ ادھر تو تُو نے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کو عیاذًا باللہ پتھر بنایا تھا ادھر اپنے معبود کو ایک آدمی کے برابر کر چھوڑا کہ: ''غیب کی بات دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے[526]۔''

او اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانے والے بے ادب گستاخ! یہ ہرگز ہرگز اللہ تعالٰی کی شان نہیں، وہ اس بیہودہ مہمل شان سے پاک ومنزہ ہے اس کا علم اس کی صفت ذاتیہ ہے اس کے اختیار سے نہیں اس کا علم مخلوق نہیں ازلی ابدی ہے حادث نہیں۔ اوبد عقل بدزبان! غیب کا دریافت کرنا اختیار میں ہونے کے یہی معنی یا کچھ اور کہ بالفعل تو معلوم نہیں مگر چاہے تو معلوم کرسکتا ہے، تُف برُروئے بے دینی، یہ تیرا موہوم خدا جاہل بالفعل محل حوادث ہوگا سچا خدا تیری یہ صریح گالی ہے بے نہایت متعالی ہے تعالٰی اللہ عما یقول الظلمون علوّا کبیرا (اللہ تعالٰی بہت بُلند وبرتر ہے۔ ان باتوں سے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)

مسلمانو! دیکھا تم نے، یہ ایمان ہے اس گمراہ کا انبیاء اور خود حضرت عزت کی جناب میں،

---

[525] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

[526] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

انا للہ وانا الیہ راجعون، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خیر اس کی ضلالتیں کہاں تک لکھئے ماعلی مثلہ یعد الخطاء (اس جیسے کی خطاؤں کا شمار نہیں کیا جاتا۔ت) حدیث دکھا کراتنا پوچھئے کہ کیوں صاحب! وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غضب فرمایانہ حکم شرک لگایا مگر انسار کی چھوکریوں کو اتنا ارشاد ہوا کہ اسے رہنے دو۔ یہاں جو یہ مرد عاقل یہ صحابی فاضل نعت حضور میں اس سے بھی زیادہ عظیم بات کررہے ہیں اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام واکرام بخشتے ہیں۔ یہ شرک وہابیت پر کیسی آفت ہے، اب یاد کر وہ اپنی اوندھی مت الٹی کھوپڑی ''چہ جائکہ عاقل مرد کہے یا سن کر پسند کرے[527]''۔ کچھ یہ بھی سُوجھا کہ کہنے والے کون تھے اور سن کر پسند کرنیوالے کون۔

"بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾"[528]۔ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے، اور تمہاری خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔(ت)

حدیث ۱۷۱: اور بڑھ کر سنئے، شرک فی العادۃ کے بیان میں لکھا: ''اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کو کچھ تعظیم کرتے رہیں جیسے اولاد کا نام عبداللہ، خدا بخش رکھنا جس چیز کو فرمایا اس کو برتنا جو منع کیا اس سے دور رہنا اور یوں کہنا کہ اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کرینگے اور اس کے نام کی قسم کھانی اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر کوئی کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش رکھنے کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے یا یوں کہے کہ اللہ ورسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیغمبر کی قسم کھاوے سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العادۃ کہتے ہیں[529]۔''

پھر اس شرک کی فصل میں اس مدعا کے ثبوت کو مشکوٰۃ کے باب الاسامی سے شرح السنۃ کی

[527] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

[528] القرآن الکریم ۲۱/۱۸

[529] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸،۹

حدیث بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ لایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد وقولوا ما شاء اللہ وحدہ[530]۔ نہ کہو جو چاہے اللہ اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوں کہو کہ جو چاہے ایک اللہ۔

اور اس پر یہ فائدہ چڑھایا: ''یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملادے گو کیسا ہی بڑا ہو مثلاً یوں نہ بولو کہ اللہ ورسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا[531]۔''

اقول: وباللہ التوفیق اولاً: وہی قدیم لت وہی پرانی علت کو دعوے کے وقت آسمان نشین اور دلیل لانے میں اسفل السافلین۔ حدیث میں تو اتنا ہے کہ ''یوں نہ کہو'' وہ شرک کا حکم کدھر گیا۔

ثانیاً: سخت عیاری ومکاری کی چال چلا، مشکوٰۃ شریف کے باب مذکور میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یوں مذکور تھی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء فلان ولکن قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان[532]۔ نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں بلکہ یوں کہو جو چاہے اللہ پھر چاہے فلاں۔

مشکوٰۃ میں اسے مسند امام احمد وسنن ابی داؤد کی طرف نسبت کرکے فرمایا: **وفی روایۃ**[533] **منقطعًا** اور ایک روایت منقطع یعنی جس کی سند نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل نہیں یوں آئی ہے یہاں وہ روایت شرح السنہ ذکر کی ہوشیار عیار نے دیکھا کہ اصل حدیث تو اس کے دعوٰی شرک کو داخل جہنم کئے دیتی ہے اسے صاف الگ اڑا گیا اور فقط یہ منقطع روایت

[530] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

[531] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

[532] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسلامی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۰۸

[533] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسلامی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۰۹،۴۰۸

نقل کرلیا۔ کیا یہ سمجھتا تھا کہ مشکوٰۃ اہل علم کی نظر سے نہاں ہے، نہیں نہیں، خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اسے تو ان بیچارے عوام کو چھلنا مقصود تھا جنہیں علم کی ہوا نہ لگی سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا، اہل علم نے اور کون سی مانی ہے کہ اسی پر معترض ہونگے۔

ع اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

ثالثًا: امام الوہابیہ کا تو مبلغ علم یہی مشکوٰۃ ہے، ہم اس مطلب کی احادیث اول ذکر کریں پھر بتوفیقہ تعالٰی ثابت کردکھائیں کہ یہی حدیثیں اس کے شرک کا کیسا سر توڑتی ہیں۔ اول تو یہی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی (حدیث ۱۷۱) احمد وابی داؤد نے یوں مختصرًا اور ابن ماجہ نے بسند حسن اس طرح مطولًا روایت کی:

حدثنا هشام بن عمار ثنا سفين بن عيينه عن عبد الملك بن عمير عن ربعی بن حراش عن حذيفة بن اليمان رضی الله تعالٰی عنهما ان رجلًا من المسلمين رأى فى النوم انه لقى رجلًا من اهل الكتاب فقال نعم القوم انتم لولا انكم تشركون تقولون ما شاء الله وشاء محمد صلى الله تعالٰی عليه وسلم وذكر ذٰلك للنبی صلى الله تعالٰی عليه وسلم فقال اما والله ان كنت لاعرفها لكم قولوا ما شاء الله ثم ماشاء محمد صلى الله تعالٰی عليه وسلم[534]۔

یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا: تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی، فرمایا: سنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

[534] مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۹۳، سنن ابی داود، کتاب الادب باب منہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۴، سنن ابن ماجۃ ابواب الکفارات باب النھی ان یقال ماشاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴

یہ حدیث ابن ابی شیبہ[535] وطبرانی وبیہقی وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۱۷۲: ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ وشئت ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئت[536]۔ جب تم میں سے کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہے اللہ اور میں چاہوں، ہاں یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

حدیث ۱۷۳: نیز ابن ماجہ واحمد وبغوی وابن قانع وغیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سخبرۃ برادر مادری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا:

بیدانہ اعنی ابن ماجہ[537] **احالہ علی حدیث حذیفۃ فقال نحوہ ولم یسق لفظہ۔** سوائے اس کے کہ ابن ماجہ نے اسکو حدیث حذیفہ کی طرف پھیرتے ہوئے نحوہ، کہا ہے اس کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔(ت)

اور مسند امام احمد بسند حسن صحیح کہ حدثنا بھز وعفان ثنا حماد بن سلمۃ عن عبدالملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن طفیل بن سخبرۃ اخی عائشۃ لامھا رضی اللہ تعالٰی عنہما یوں ہے کہ انہیں خواب میں کچھ یہودی ملے انہوں نے ابنیت عزیر علیہ الصلٰوۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انہوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہوا گر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، پھر کچھ نصارٰی ملے ان سے بھی ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خواب عرض کیا، حضور نے خطبے میں بعد حمد وثناء الٰہی فرمایا:

انکم کنتم تقولون کلمۃ کان یمنعنی تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمہارا

---

[535] اتحاف السادۃ بحوالہ ابن ابی شیبۃ الآفۃ التاسعۃ عشر دارالفکر بیروت ۷/ ۵۷۴، اتحاف السادۃ بحوالہ المعجم الکبیر الآفۃ التاسعۃ عشر دارالفکر بیروت ۷/ ۵۷۴، الاسماء والصفات باب قول اللہ عزوجل وما تشاؤن الخ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۱/ ۲۳۷و ۲۳۸

[536] سنن ابن ماجۃ ابواب الکفارات باب النھی ان یقال ما شاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴

[537] سنن ابن ماجۃ ابواب الکفارات باب النھی ان یقال ما شاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴

الحیاء منکن ان انھٰکم عنھا لاتقولوا ماشاء اللہ وما شاء محمد[538]۔

لحاظ روکتا تھا کہ تمہیں اس سے منع کردوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حدیث ۱۷۴: سنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مسعر عن معبد بن خالد عن عبداللہ بن یسارٍ قتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان یھودیا اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال انکم تنددون وانکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت وتقولون والکعبۃ فامرھم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا اراد وان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبۃ ویقول احد ماشاء اللہ ثم شئت[539]۔

یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کی: بیشک تم لوگ اللہ کا برابروالا ٹھہراتے ہو بیشک تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو چاہے اللہ چاہو تم، اور کعبے کی قسم کھاتے ہو۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو فرمایا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں "رب کعبہ کی قسم" اور کہنے والا یوں کہے "جو چاہے اللہ اور پھر جو چاہو تم۔"

یہ حدیث سنن بیہقی[540] میں بھی ہے، نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی معجم کبیر میں میں بطریق مذکور مسعر اور ابن مندہ نے بطریق المسعودی عن معبد ؔ الجدلی عن ابن یسار ن الجھنی عن قتیلۃ الجھنیۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا روایت کی اور امام احمد نے مسند میں اس طریق مسعودی سے بسند صحیح یوں روایت فرمائی: حدثنا یحیی بن سعید ثنا یحیی المسعودی ثنی معبد بن خالد عن عبداللہ بن یسار

[538] مسند احمد بن حنبل حدیث طفیل بن سخبرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۷۲

[539] سنن النسائی کتاب الایمان والنذور الحلف بالکعبۃ نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۴۳

[540] السنن الکبرٰی کتاب الجمعۃ باب مایکرہ من الکلام فی الخطبۃ دار صادر بیروت ۳/ ۲۱۶، الطبقات الکبرٰی لابن سعد تسمیۃ غرائب نساء العرب دار صادر بیروت ۸/ ۳۰۹، المعجم الکبیر عن قتیلۃ بنت صیفی الجھنیہ حدیث ۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۵/ ۱۴و۱۵

عن قتیلة بنت صیفی ن الجھنیة،

قالت اتی خبر من الاخبار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقال یا محمد نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون قال سبحان اللہ وما ذاك قال تقولون اذا حلفتم ولکعبة قالت فامھل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم شیأا ثم قال انه قد قال فمن حلف فلیحلف برب الکعبة قال یا محمد نعم القوم انتم لولا انکم تجعلون للہ ندًا قال سبحان اللہ وما ذاك قال تقولون ماشاء اللہ وشئت قالت فامھل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم شیئا قال انه قد قال ماشاء اللہ فلیفصل بینھما ثم شئت[541]۔

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر شرک نہ کیجئے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی، پھر فرمایا: یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے۔ یہودی نے عرض کی: اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر نہ ٹھہرایئے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر بھی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا، بعدہ، فرمادیا: اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تعالٰی تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کرکے کہے کہ پھر چاہو تم۔

بحمد اللہ یہ احادیث کثیرہ صحیحہ جلیلہ متصلہ کتب صحاح سے ہیں، امام الوہابیہ نے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر شرح السنہ کی ایک روایت منقطع دکھائی اور بحمد اللہ اس میں بھی کہیں اپنے حکم شرک کی بو نہ پائی۔

اقول: وباللہ التوفیق اب بفضلہٖ تعالٰی ملاحظہ کیجئے کہ یہی حدیثیں اسکے دعوی شرک کو کس کس طرح جہنم رسید فرماتی ہیں:

اولًا: ان احادیث سے ثابت کہ صحابہ کرام میں قول کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائیگا

---

[541] مسند احمد بن حنبل عن قتیله بنت صیفی حدیث قتیله المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۷۱ و۳۷۲

یااللہ اور تم چاہو تو یوں ہوگا شائع وذائع تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اس عالم یہود کے ظاہر الفاظ تو یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود بھی ایسا فرمایا کرتے تھے، امام الوہابیہ اسے شرک کہتا ہے، تو ثابت ہوا کہ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم شرک کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔

ثانیًا: حدیث طفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا۔'' جب یہ لفظ امام الوہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا تو معاذاللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارا کیا اور اس سے ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ پاس کو غلبہ دیا اور امام الوہابیہ کے یہاں یہ نبوت کی شان ہے، **والعیاذ باللہ باللہ رب العالمین۔**

ثالثًا: ایک یہودی نے آکر اعتراض کیا اس کے بعد حکم ممانعت ہوا، تو امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید انام علیہ الصلٰوۃ والسلام کو سچی توحید اور اس پر استقامت کی تاکید ایک یہودی نے سکھائی **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

رابعًا: قتیلہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ حدیث صحیح دیکھو، اس یہودی کی عرض پر بھی فورًا حضور نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ ایک زمانہ کے بعد خیال آیا اور فرمایا: وہ یہودی اعتراض کر گیا ہے اچھا یوں نہ کہا کرو۔ تو امام الوہابیہ کے نزدیک اللہ کے رسول نے آپ تو شرک سے نہ روکا یا شرک کو شرک نہ جانا جب ایک کافر نے بتایا اس پر بھی ایک مدت تک شرک کو روا رکھا پھر ممانعت بھی کی تو یوں نہیں کی شرک کی برائی سے، بلکہ یوں کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے لہٰذا چھوڑ دو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خامسًا: ان سب دقتوں کے بعد جو تعلیم فرمائی وہ بھی ہماں آس درکاسہ لائی ارشاد ہوا کہ یوں کہا کرو ''جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد'' صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ تو یہ کام ہوگا، امام الوہابیہ کے لفظ یاد کیجئے:

"یہ خاص اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا[542]۔"

---

[542] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

مسلمانو! اللہ انصاف، جو بات خاص شان الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ ''اور'' کر ملایا تو کیا اور'' پھر'' کہہ کر ملایا تو کیا ، شرک سے کیونکر نجات ہو جائے گی۔ مثلاً آسمان وزمین کا خالق ہونا، اپنی ذاتی قدرت سے تمام اولین وآخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ ورسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں، اللہ ورسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جبھی شرک ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔

مسلمانو! گمراہوں کے امتحان کے لیے ان کے سامنے یونہی کہہ دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں، اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں، دیکھ وتو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں۔ اسی لئے تو یہ عیار مشکوٰۃ کی اس حدیث متصل صحیح ابوداؤد کی میر بحری بجا گیا تھا جس میں لفظ ''پھر'' کے ساتھ اجازت ارشاد ہوئی تو ثابت ہوا کہ اس مردک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہودی کا اعتراض پا کر بھی جو تبدیلی کی وہ خود شرک کی شرک ہی رہی۔

مسلمانو! یہ حاصل ہے رسولوں کی جناب میں اس گستاخ کے اعتقاد کا۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ" [543]۔ (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت) یہ تو انکے طور پر نتیجہ احادیث تھا ہم اہل حق کے طور پر پوچھو تو **اقول: وباللہ التوفیق** (تو میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) بحمد اللہ تعالٰی نے صحابہ نہ شرک کیا نہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شرک سن کر گوارا فرمایا، کسی کے لحاظ وپاس کو کام میں لانا ممکن نہ تھا، نہ یہودی مردک تعلیم توحید کر سکتا تھا، بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اور مشیت عطائیہ تابعہ لمشیۃ اللہ تعالٰی اللہ تعالٰی نے اپنے عباد کو عطا کی ہے، مشیت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کائنات میں جیسا کچھ دخل عظیم بعطائے رب کریم جل جلالہ، ہے وہ ان تقریرات جلیلہ سے کہ ہم نے زیر حدیث ذکر کیں واضح وآشکار ہے، محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ایک نائب وخادم سیدنا علی مرتضٰی مشکل کشا کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی کی نسبت امت مرحومہ کا جو اعتقاد ہے وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت مذکورہ مقدمہ سے اظہار ہے کہ:

[543] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

حضرت امیر وذریہ طاہرہ را تمام امت برمثال پیران می پر ستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند[544]۔

حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اوران کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور تکوینی امور کوان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔(ت)

اور خود امام الوہابیہ اس تقویۃ الایمان کے کفری ایمان سے پہلے جو ایمان صراط مستقیم میں رکھتا تھا وہ بھی یہی تھا جہاں کہتا تھا:

مقامات ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت وغوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست ودر سلطنت سلاطین و امارتِ امرا ہمت ایشاں رادخلے ست کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست[545]۔

مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات مثل قطبیت، غوثیت و ابدالیت وغیرہ سب رہتی دنیا تک حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے واسطے سے ملتے ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں بھی آنجناب کی ہمت کا دخل ہے، یہ سیاحان عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔(ت)

اب کہ تقویۃ الایمان نے بحکم:

"قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹۳﴾"[546]۔

تم فرمادو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔

اسے تمام امت مرحومہ کے خلاف ایک نیا ایمان سخت برا ایمان نام کا ایمان اور حقیقت میں پرلے سرے کا کفران سکھایا یا اسفل السافلین پہنچا، اب وہ بات کہ سیاحان عالم پر ظاہر تھی اسے کیونکر سُجھائی دے،

"وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾"[547]۔

اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔(ت)

---

[544] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

[545] صراط مستقیم باب دوم فصل اول المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۵۸

[546] القرآن الکریم ۲/ ۹۳

[547] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابہ کرام نام الٰہی عزوجل کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک ملاکر کہا کرتے تھے کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہوجائے گامگر ازانجا کہ طریق ادب سے اقرب وانسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ ومشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہّم مساوات نہ گزرے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید ہیں معنی حق وصدق انہیں ملحوظ ہیں محبت خدااور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک وتوسل انہیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہٖ شرعًا ممنوع نہیں کہ واوٗ مطلق جمع کے لیے ہے نہ مساوات عـــہ نہ معیت کے واسطے، لہٰذا

عـــہ: **اقول:** وھذا نکتۃ غفل عنھا بعض الجلۃ فجوز ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وزعم ان لواتی بالواو لکان شرکا جلیا فانما یتم ان کانت الواو المستویۃ وھو باطل قطعا قال تعالٰی "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ"[548] قال تعالٰی "اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ"[549] الٰی غیر ذٰلک مما لایحصی ومع ذٰلک بحمد اللہ لیس ملحظہ ملحظ ھٰؤلاء الا بخاس الجاعلۃ اثبات المشیئۃ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اقول: (میں کہتاہوں) اس نکتہ کی طرف بعض بزرگوں کی توجہ نہ ہوئی، چنانچہ انہوں نے یوں کہنے کو تو جائز قرار دیا کہ "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" مگر گمان کیا کہ اگر ثم کی جگہ واو ہو تو شرک جلی ہوگا۔ لیکن یہ استدلال تو تب تام ہوتا اگر واو مقتضی مساوات ہوتی، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے غنی کردیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ایسا ہی ہے مگر باوجود اس عدم توجہ کے ان بزرگوں کا مطمع نظر بحمد اللہ وہ نہیں جو ان کمینے وہابیوں کا ہے جو نبی کریم صلی اللہ (باقی اگلے صفحہ پر)

[548] القرآن الکریم ۳۳/۵۶
[549] القرآن الکریم ۹/۷۴

منع نہ فرماتے تھے۔

حکمت: جب اس یہودی خبیث نے جس کے خیالات امام الوہابیہ کے مثل تھے، اعتراض کیا اور معاذاللہ شرک کا الزام دیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رائے کریم کا زیادہ رجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بدعقل مخالف جائے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک وتوسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے مگر یہ بات طرز عبارت کے ایک گونہ آداب سے تھی معنًا تو قطعًا صحیح تھی لہٰذا اس کافر کے بکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن سنجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ خواب دیکھا اور رؤیائے صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جائے پناہ ٹھہرا ہے بدل دیا جائے جس طرح رب العزۃ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

شرکا بنفسہ کما سمعت من امامھم السحیق ان ذاشان یختص باللہ عزوجل وان لامدخل فی لمخلوق ومشیتہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یأتی بشیئ فلوکان یذھب مذھب ھٰؤلاء والعیاذ باللہ لجعل ذکر مشیتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شرکا مطلقا سواء فیہ الواو وثم کما علمت وھو قد سرح بجواز ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فتثبت ولا تزل ۱۲منہ۔

تعالٰی علیہ وسلم کے لئے مشیت کے محض اثبات کو ہی شرک قرار دیتے ہیں جیسا تو ان کے ذلیل امام کی بات سن چکا ہے کہ یہ خاص اللہ تعالٰی کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کا کوئی دخل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ان بزرگوں کا نظریہ وہی ہوتا جو ان وہابیوں کا ہے تو العیاذ باللہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مشیت کے ذکر کو مطلقًا شرک قرار دیتے چاہے اس میں واؤمذکور ہو یا ثم، جیسا کہ تو جان چکا ہے، حالانکہ انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ یوں کہنا جائز ہے "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" ثابت قدم رہ مت ڈگمگا۔ ۱۲منہ (ت)

جل جلالہ، نے راعنا کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود وعنود اسے اپنے مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ انظرنا کہنے کا ارشاد ہوا تھا ولہٰذا خواب میں کسی بندہ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہٖ محل اعتراض نہ ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انہیں یہود ونصارٰی اس امام الوہابیہ کے خیالوں کو معترض دیکھا تاکہ ظاہر وکہ صرف دہن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔اب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ ورسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ پھر اللہ کا رسول چاہے تو کام ہوگا۔''پھر''کا لفظ کہنے سے وہ توہمّ مساوات کہ ان وہابی خیال کے یہود ونصارٰی یایوں کہئے کہ ان یہودی خیال کے وہابیوں کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا الحمدللہ علی تواتر اٰلائہٖ والصلوٰۃ والسلام علی انبیائہ (تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کیلئے ہیں اسکی مسلسل نعمتوں پر، اور درود وسلام ہو اسکے نبیوں پر۔)

اہل انصاف ودین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تقریر منیر کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر القاء ہوئی کیسی واضح ومستنیر ہے ان احادیث کو ایک مسلسل سلک گوہریں میں منظوم کیا اور تمام مدارج مراتب مرتبہ حمدللہ تعالٰی نورانی نقشہ کھینچ دیا۔الحمدللہ کہ یہ حدیث فہمی ہم اہلسنت ہی کا حصہ ہے، وہابیہ وغیرہم بدمذہبوں کو اس کیا علاقہ ہے،ذٰلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم،والحمدللہ رب العٰلمین (یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے،اور اللہ بڑے فضل والا ہے،اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ت) غرض احادیث صحیحہ ثابتہ تو اس دروغ گو کو تابخانہ پہنچارہی ہیں۔رہی وہ روایت مقطعہ کہ اس نے ذکر کی اور یونہی روایت عـــہ اعتبار ام المومنین صدیقہ سے کہ یہود کے اعتراض پر فرمایا یوں کہ کہو بلکہ کہو ماشاء اللہ وحدہ۔اقول اگر صحیح بھی ہو تو نہ ہمٰن مضر نہ اسے مفید کہ واو سے احتراز کی دو صورتیں ہیں: تبدیل حرف جس کی طرف وہ احادیث صحیحہ ارشاد فرمارہی ہیں،اور رأساً ترک عطف جس کا اس روایت میں ذکر آیا۔ایک صورت دوسری کی نافی ومنافی نہیں،نہ ذاتی میں حصر عطائی کی نفی کرے،قال اللہ تعالٰی:

"فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ"[550]۔

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب! وہ خاک تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔(ت)

عـــہ: ای کتاب الاعتبار للحاوی ۱۲

---

[550] القرآن الکریم ۸/۱۷

اور جب بحمدہٖ تعالیٰ ہم خود حدیث سے **ماشاء اللہ ثم شاء فلان** کی طرح **ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کی بھی اجازت دکھاچکے تواب اصلاً ہمیں ان نکات وتوجیہات کی حاجت نہ رہی جو شراح نے اس روایت منقطعہ اور اس حدیث مستقل میں بظاہر ایک نوع تغایر کے لحاظ سے ذکر کئے ہیں۔ شیخ محقق قدس سرہ، نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا:

دریں جا غایت بندگی وتواضع وتوحید ست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر وتبعیت باشد تجویز کرد امادر حق خود بآں نیز راضی نہ شد بلکہ امر کرد باسناد مشیت بہ پروردگار تعالیٰ تنہا بے توہم شرکت[551]۔

یہاں انتہائی بندگی، انکساری اور توحید ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غیر کی طرف اسناد مشیت کو جائز قرار دیا اگرچہ بطور تاخر وتبعیت، لیکن اپنے لئے اس کی بھی اجازت دینے پر راضی نہ ہوئے بلکہ فقط پروردگار عالم کی طرف بے توہم شرکت مشیت کا اسناد کرنے کا حکم دیا۔ (ت)

اقول: یہ توجیہ بھی شرک امام الوہابیہ کی کیفر چشانی کو بس ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعًا اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو نہ فرمایا اوروں کے ذکر مشیت کی اجازت دی، اگر شرک ہو تو معاذاللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور نے اپنی ذات کریم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید عمر کو شریک کردینا جائز رکھا۔ علامہ طیبّی نے ایک اور توجیہ لطیف ودقیق کی طرف اشارہ کیا کہ:

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأس الموحدین ومشیئتہ معمورۃ فی مشیئۃ اللہ تعالیٰ ومضمحلۃ فیہا[552]۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سردار موحّدین ہیں اور حضور کی مشیئت اللہ عزوجل کی مشیئت میں مستغرق وگم ہے۔

اقول: تقریر اس اشارہ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واؤ سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے، معطوف ومعطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادۂ فصل وتراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیئت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیئت سے رکھی ہی نہیں انکی مشیئت بعینہٖ خدا کی مشیئت ہے اور مشیئت خدا بعینہٖ ان کی مشیئت،

---

[551] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵۳/۴

[552] الکاشف عن حقائق السنن شرح الطیبی علی المشکوٰۃ کتاب الادب حدیث ۴۷۷۹ ادارۃ القرآن کراچی ۷۹/۹

اور عطف کرکے کہئے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیئت اور ہے اور رسول کی مشیئت اور، لہذا یہاں عطف کے لیے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیت اللہ وحدہ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر آجائے گا جل جلالہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ھٰکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام وبہٖ یندفع ما اوردعلیہ القاری من النقض بان مشیئۃ غیرہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضًا مضمحلۃ فی مشیئۃ اللہ تعالٰی سبحانہ[553]اھ

اس مقام پر اسی طرح سمجھنا چاہیے اور اس سے ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا وارد کردہ اعتراض بھی مندفع ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے غیر کی مشیت بھی تو اللہ تعالٰی سبحانہ کی مشیت میں گم ہے اھ۔

اقول:فلم یفرق بین الاضمحلال الاضطراری الحاصل لکل الخلق والاختیاری المختص بخلص عباداللہ الممتاز فیہ وفی کل صفۃ الھیّہ من بینھم سید ھم نبیھم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعترض علیہ ایضًا بانہ لایفید جواز الاتیان بالواؤ[554]اھ

اقول: (میں کہتا ہوں) کہ اضمحلال (مستغرق اور گم ہونا) دو قسم ہے **(۱)** اضطراری، یہ تمام مخلوق کے لئے ثابت ہے۔ **(۲)** اختیاری، یہ اللہ تعالٰی کے لیے مخصوص بندوں کے ساتھ ہے جو صفت مشیت اواللہ تعالٰی کی ہر صفت میں امتیاز رکھتے ہیں، ان کے سردار ان کے نبی ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ملا علی قاری نے علامہ طیبی کی تقریر پر یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ ان کے جواب سے ''واو'' کے استعمال کا جواب ثابت نہیں ہوتا اھ۔

اقول:ماکان مساق کلام الطیبہ لاثبات جواز الاتیان بالواوحتی یکون عدم افادتہ نقصًا فی مرامہٖ انما اراد بداء نکتۃ الفرق

اقول: علامہ طیبہ نے اپنا کلام ''واؤ'' کے استعمال کو جائز ثابت کرنے کے لیے نہیں چلایا تھا، یہاں تک کہ اگر ان کا کلام اس مقصد کا فائدہ نہ دے سکے تو انکے مقصد میں نقص لازم آئے، بلکہ ان کا

[553] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۵۳۳/۸

[554] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۵۳۳/۸

بین مشیئته ومشیئة غیرہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم حیث ذکر الاولٰی بثم وطوی ذکر ھذہٖ رأسًا وھذا مستفاد من کلامہٖ مابین وجہٍ کما سمعت منا تقریرہ،فلا ادری ماالمراد بذالایراد ثم افادہ وجه اٰکر للفرق فقال ماسبق م قوله صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم ولٰکن قولوا ماشاء اللّٰہ ثم شاء فلان لمجرد الرخصة ولوقال ھنا قولوا ماشاء اللّٰہ ثم شاء محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم لکان امر وجوب اوندب ولیس الامر کذٰلك[555] اھ۔

مقصد تو یہ تھا کہ وہی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور دوسروں کی مشیت میں فرق ظاہر کریں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فلاں کی مشیت کا ذکر لفظ "ثم" کے ساتھ کردیا لیکن اپنی مشیت کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ فرق ان کے ایک وجہ کے بیان سے مستفاد ہے جیسا کہ آپ ہم سے اس کی تقریر سن چکے ہیں، مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ اس اعتراض سے انکا مقصد کیا ہے۔ پھر فرق کی ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جو فرمان گزر چکا ہے ''لیکن کہو جو چاہے اللہ تعالٰی پھر چاہے فلاں '' یہ محض رخصت کیلئے ہے اور اگر اس جگہ یوں فرماتے ''کہو جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم''تو یہ امر وجوب یا استحباب کے لئے ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔اھ۔

اقول:کانه یستنبط من ترك لفظة لٰکن ھٰھنا فانه، یکون حینئذٍ امرًا مقصودًا واقله الندب بخلاف الاول فانه استدراك علی النھی فیفید مجرد الرخسة ھٰذا ماظھرلی فی تقریر مرامه وانت تعلم انه یرجع الفرق علی ھذا الٰی جھة العبارۃ فلو ذکر ھٰھنا لٰکن لساغ ان یذکر العطف بثم

اقول: دوسرے ارشاد میں لفظ "لکن" مذکور نہیں ہے۔ گویا کہ ملا علی قاری اس سے اس بات کا استنباط کرتے ہیں کہ اس صورت میں امر مقصودی ہوگا جو کم از کم استحباب کے لیے ہوتا ہے ۔برخلاف پہلے ارشاد کے کہ وہاں نہی کے بعد لفظ "لکن" استدراک کیلئے ہے اس لئے محض رخصت کا فائدہ دے گا۔ یہ وہ بات ہے جو انکے مقصد کی وضاحت کیلئے مجھے ظاہر ہوئی ہے۔ قارئین کرام !آپ جانتے ہیں کہ اس تقریر کے مطابق فرق عبارت

[555] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبة الحبیبیه کوئٹہ ۸/۵۳۳

ولو ترکھا ثمہ لقال قولوا ماشاء اللہ وحدہ. ثم قال مع المشیئۃ المسندۃ الی فلان انما ھی مشیئۃ جزئیۃ لا یجوز حملھا علی المشیئۃ الکلیۃ کما رمزنا الیہ فیما سبق من الکلام[556] اھ۔

ذکر کیا جاتا تو "ثم" کے ساتھ عطف جائز ہوتا اور اگر اس جگہ لفظ "لٰکن" ترک کردیا جاتا تو فرماتے کہ کہو "ماشاء اللہ وحدہ" پھر علامہ قاری نے فرمایا کہ فلاں کی طرف جس مشیت کی نسبت کی گئی ہے وہ مشیت جزئیہ ہے اسے مشیت کلیہ پر محمول کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ہم کلام سابق اسکی طرف اشارہ کرچکے ہیں۔اھ

اقول: ھٰذا شیئ متحاز عن البحث ومشیئۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضًا لاتحیط بجمیع مرادات اللہ تعالٰی سبحٰنہ ھٰذا قد کان افادۃ العلامۃ الطیبی وجھا رابعًا وھو انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ھذا ای قولوا ماشاء اللہ وحدہ دفعا لمظنۃ التھمۃ قولھم ما شاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعظما لہ ورياء لسمعتہ[557] اھ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بحث سے علیحدہ چیز ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مشیت بھی اللہ تعالٰی کی تمام مرادوں کا احاطہ نہیں کرتی۔اسکو یاد کرلو۔علامہ طیبی نے ایک چوتھی وجہ بھی بیان کی تھی اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کہو ماشاء اللہ وحدہ،'' اس لئے کہ اگر صحابہ کرام یوں کہتے ''ماشاء اللہ وشاء محمد'' تو اس میں آپ کی عظمت کے بطور ریاء وسمعہ اظہار کے وہم کا گمان ہوتا، اس وہم کو دور کرنے کے لیے فرمایا کہ کہو ''ماشاء اللہ وحدہ۔''

اقول: ای والمظنۃ بحالھا فی ذکر اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولو بثم فعدل الٰی ذکر اللہ تعالٰی وحدہ ولیس یرید ان المظنۃ نشأت

اقول: نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک لفظ "ثم" کے ساتھ بھی ذکر کیا جاتا ہے تب بھی وہ وہم برقرار رہتا، اس لئے وہاں بھی صرف اللہ تعالٰی کا ذکر ہونا چاہیے تھا، ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہم لفظ ''واؤ'' کی وجہ سے

[556] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۳۳

[557] الکاشف عن حقائق السنن (شرح الطیبی علی المشکوٰۃ) الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۷۹

من عـــہ الواو اذ لو ارادہ لہ یصلح ماذکرہ وجھا للفرق بذکر مشیئۃ غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بثم لامشیئۃ ھو فان المحذور علی ھذا ان کان ففی الواؤ لا فی ثم وفیھا الکلام فارادۃ ھذا خروج عن اصل المرام ھٰذا تقریر کلامہ علی ماظھر لی۔

پیدا ہوا ہے، اگر یہ ان کا مقصد ہوتا تو جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ وجہ فرق نہیں بن سکتا یعنی "ثم" کے بعد غیر مشیت کا ذکر کیا جاسکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مشیت کا ذکر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس تقریر کے مطابق اگر خرابی لازم آتی ہے تو "واؤ" میں ہے نہ کہ "ثم" میں، حالانکہ گفتگو "ثم" ہی میں ہے۔ لہٰذا یہ مطلب مراد لینے سے اصل مقصد سے خارج ہونا لازم آئے گا، یہ انکے کلام کی تقریر ہے جو میری سمجھ میں آئی ہے۔

اقول: وھو ارؤا الوجوہ عندی وکیف یظن ان یظن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بصحابتہ فی ذکر نفسہ السمعۃ والریاء وحاشاہ وحاشاھم عن ذٰلك واحسن الوجوہ ما ذکرنا سابقا عن الطیبی وما قدمنا عن الشیخ المحقق مع ان کل ذٰلك مستغنی عنہ کما علمت وقد اشار الیہ القاری ایضًا اذ قال اصل السؤال مدفوع لانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اقول: (میں کہتاہوں) میرے نزدیک یہ سب سے کمزور وجہ ہے۔ اس گمان کا کیا جواز ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنا ذکر فرمادیں تو آپ کو اپنے صحابہ کے بارے میں یہ گمان ہو کہ انہیں ریاء اور سُمعہ کا وہم ہوگا۔ یہ گمان نہ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لائق ہے اور نہ ہی صحابہ کرام کے۔ سب سے بہتر وجہ وہ ہے جو ہم علامہ طیبہ اور شیخ محقق کے حوالے سے بیان کرچکے ہیں، اگرچہ ان توجیہات کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ آپ جان چکے ہیں، اور ملا علی قاری نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اصل سوال

عـــہ: کما توھم الفاضل الراد ففاہ بما قد علمت بطلانہ بدلائل قاھرۃ لاقبل لاحد بھا زعما منہ ان الواؤ نص فی التسویۃ لامجرد مظنۃ تھمۃ وباللہ العصمۃ ۱۲منہ۔

جیسا کہ رد کرنیوالے فاضل (ملا علی قاری) نے وہم کیا ہے کہ واؤ میں محض تہمت کا گمان نہیں ہے بلکہ وہ برابری میں نص ہے۔ اور آپ ان کے وہم کا ناقابل تردید وجوہ سے باطل ہونا جان چکے ہیں، اور عصمت اللہ تعالٰی ہی کی طرف سے ہے۔ (ت)

داخل فی عموم فلان فیجوز ان یقال ماشاء اللہ ثم ماشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا یجوز ان یقال ماشاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ[558]

مندفع ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلان کے عموم میں داخل ہیں، اس لئے ماشاء اللہ ثم ماشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنا جائز ہے اور ماشاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنا جائز نہیں ہے۔

اقول: ولو استحضر حدیث ابن ماجۃ لم یحتاج الی عموم فلان کما ان السائل لو استظھر لما سائل کما ان المجیبین لو تذکروہ لما ذھبوا الی ھنا وھنا فسبحان من لایعزب عنہ شیئ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اگر ملا علی قاری کو ابن ماجہ کی حدیث مستحضر ہوتی تو انہیں فلان کے عموم کی حاجت نہ ہوتی اور یہ حدیث سائل کے پیش نظر ہوتی تو وہ سوال ہی نہ کرتا اور جواب دینے والے حضرات کو یاد ہوتی تو انہیں طرح طرح کی توجیہوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ پاک ہے وہ ذات جس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ (ت)

الحمدللہ! یہ وصل مبارک کہ اعظم مقصد کتاب تھا بروجہ احسن واجمل اختتام کو پہنچا اور ہنوز اس کی ابحاث میں ردّ وہابیت کا بہت کلام باقی جس کا بعض ان شاء اللہ العزیز خاتمہ کتاب میں مذکور ہوگا، یہاں تک اس باب میں وجہ دوم پر بعد اسم پاک جامع ایک سو چودہ حدیثیں متعلق بذات اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مذکور ہوئیں اور بعض آئندہ آتی ہیں اور پچاس حدیثیں کہ ہم نے شمار کرکے شمار نہ کیں علاوہ ہم ابنائے زماں میں کسل وتقاعد ہے، لہٰذا بخوف ملالت زیادہ اطالت نہ کیجئے اور بتوفیقہ تعالٰی بقیہ وصلوں کے وصل سے راحت وبرکت لیجئے وباللہ التوفیق۔

وصل دوم

احادیث متعلقہ بحضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء

حدیث ۱۷۵: طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا **نعم** فرماتے یعنی اچھا، اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے، کسی چیز کو لایعنی نہ فرماتے۔

---

[558] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۵۳۳/۸

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے، پھر سوال کیا سکوت فرمایا، پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا: سل ماشئت یا اعرابی ! اے اعرابی ! جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔

مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ،فرماتے ہیں: **فغبطناہ فقلنا الاٰن یسأل الجنۃ** یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا،اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا اونٹ مانگتا ہوں۔فرمایا: عطا ہوا۔عرض کی: حضو سے زادراہ مانگتا ہوں۔فرمایا: عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعربی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا کنار دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود واپس پلٹ آئے، موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے عرض کی: الٰہی ! یہ کیا حال ہے ؟ارشاد ہوا: تم قبر یوسف (علیہ الصلٰوۃ والسلام) کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا: اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو، اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی قبر معلوم ہے ؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے بتادے۔ عرض کی: **لا واللہ حتی تعطینی ما اسئلك** خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔فرمایا: **ذٰلك لك** تیری عرض قبول ہے۔ **قالت فانی اسئلك ان اکون معك فی الدرجۃ التی تکون فیھا فی الجنۃ** پیرزن نے عرض کی: تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس درجے میں آپ ہوں گے۔ **قال سلی الجنۃ** موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا: جنت مانگ لے، یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ **قالت لا واللہ الا ان اکون معك** پیرزن نے کہا: خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ **فجعل موسٰی یرددھا فاوحی اللہ ان اعطھا ذٰلك فانہ لن ینقصك شیئًا فاعطاھا** موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام اس سے یہی رد وبدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسٰی ! وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمھارا کچھ نقصان نہیں، موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے جنت میں اسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی قبر بتادی،

موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرماگئے[559]۔

اقول: وباللہ التوفیق، بحمدہٖ تعالٰی اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابیت پر کوکب شہابی ہے۔

اولاً: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ ''جو جی میں آئے مانگ لے۔'' حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارك علیہ وعلٰی اٰلہ قدر جودہٖ ونوالہ ونعمہ وافضالہ (اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت نازل فرمائے آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے جود وسخا اور انعام واکرام کے مطابق۔ت)

ثانیاً: یہ ارشاد سن کر مولی علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اسے اختیار عطا فرماہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ بحمداللہ تعالٰی صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا وآخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلٰی نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ثالثاً: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلٰی سے اعلٰی درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرمادیتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

رابعاً: ان بڑی بی پر اللہ عزوجل کے بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلٰی درجے عطا کردینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسٰی کلیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ باآں شان غضب وجلا اس شرک پر انکار نہیں فرماتے اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو

[559] کنز العمال بحوالہ طس والخرائطی الخ حدیث ۳۴۸۹۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۱۶۔۶۱۷، المعجم الاوسط عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۷۷۶۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۳۷۶ و۳۷۷

اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے میں ان میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے کہ:

''انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے انہیں عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔[560]''

میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اترے گا کہ: ''جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں[561]۔''

خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ: ''میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکوں[562]۔''

نیز کہا جائے گا: ''پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجد ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرلے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے[563]۔''

بڑی بی! کیا تم سٹھ گئی ہو، دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون، محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اور معاملہ بی کس کا، خود ان کے جگر پارے کا۔ اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچالینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ

---

[560] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

[561] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

[562] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

[563] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۵

اور کہاں میں، کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت، اور جنت کا بھی ایسا اعلٰی درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی! تم مجھے خدا بنا رہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ امید ہو بھی سکتی تو اب تو شرک کرکے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کرلی۔ افسوس کہ موسٰی کلیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے کچھ نہ فرمایا، اس بھاری شرک پر اصلًا انکار نہ کیا۔

خامسًا: درکنار اور رجسٹری کہ سلی الجنتہ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرماچکے ہیں عطا کردیں گے تمہیں یہی بہت ہے۔ افسوس موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہوچکا ہے مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے، خود محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمن کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلٰی درجہ مانگا، اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرمادینے کو متوقع کردیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے ان کا نام سَو سَو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے، مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان۔

"وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۠" [564]۔ اور عزت اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔ (ت)

سادسًا: سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے، کلیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اسے جائے عزر تھی کہ موسٰی بدین خود مابدین خود حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل وتضلیل فرمائی تو اسے آنسو پوچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی امی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسٰی کے اقرار کو خوب مسجّل و مکمل فرمادیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطھا ذلک موسٰی! یہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا، یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسٰی! تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے، ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ

---

[564] القرآن الکریم ۸/۶۳

سے نہیں بچاسکتے تم ایک بڑھیا کو جنت پھنٹائے دیتے ہو، اپنی گرمجوشی اٹھار کھو، تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ "ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرلے[565]" بلکہ علی الرغم الثانیہ حکم آتا ہے کہ موسٰی! تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کردو۔اب کہئے یہ بیچارہ کس کا ہو کر رہے جس کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی، دین وایمان پر دولتّی جھاڑی، صاف کہہ دیا کہ: ''خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے[566]۔''

اسی خدانے یہ سلوک کیا اب وہ بیچارہ ازیں سوماندہ وزآں سوراندہ (نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ت) سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہر توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ رکھ کر چلّائے ؎

ما زیاراں چشم یاری داشتیم خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی، جو ہمارا گمان تھا وہ خود غلط تھا۔ت)

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بمناسبت محل ایک آدھ لیطف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے تمحیض کہتے ہیں اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے کما فی حدیث خرافۃ و ام زرع (جیسا کہ خرافہ اور ام زرع کی حدیث میں ہے۔ت) میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند غریب سنی رہتے تھے، روافض کا زور تھا ان کا مجہتد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلمات ملعونہ بکتا، ان غریبوں کے قلب پر آرے چلتے، آخر مرتا کیا نہ کرتا، چار شخص مستعد ہو کر پہلے سے مسجد میں جاچھپے، وہ اپنے وقت پر آیا جبھی تبرا شروع کیا، ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڈھے کو گرا کر دست ولکد ونعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابوبکر ہوں تو مجھے برا کہتا ہے۔ آخر اس نے گھبرا کر کہا حضرت! میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے تو عمر کو کہا تھا۔ دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بیدم کردیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا، یاحضرت! توبہ ہے میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب آئے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا۔ اب سخت گھبرایا بیتاب ہو کر چلّایا کہ مولٰی دوڑیئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے حضرت ہاتھ

---

[565] تقویۃ الایمان الفصل الاول مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۲

[566] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۵

میں استرا لئے نمودار ہوئے اوناک جڑ سے اڑالی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو برا کہے گا اور ہم سے مدد چاہے گا،اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم وذلت سے گورکنارے کسی کونے میں سرک رہے۔ مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ وکعبہ تشریف نہ لائے۔ جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں،جب اجالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں، قبلہ ! خیر ہے ؟(رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے مارتے کچومر نکال گئے تمہارا دیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے۔ قبلہ ! پھر آپ نے حضرت مولٰی کو کیوں نہ یاد فرمایا؟جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ یہ کوتک تو انہیں کے ہیں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے انہوں نے تو جڑ سے پونچھ لی۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم خود غلط بود انچہ ماپنداشتیم[567]

(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی،جو ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ت)

واستغفروا الله العظیم ولا حول ولا قوۃ الا بالله العزیز الحکیم۔

سابعًا: پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے فاعطاها موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی۔ **والحمد لله رب العالمین۔**

مسلمانو ! دیکھا تم نے کہ الله اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کی برادن لگاتے ہیں کہ بیچارے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملتی " كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۠ "[568]۔(مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ت)

حدیث ۱۷۶: کہ حضور سید عالم صلی الله تعالٰی علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول الله ! حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد ہوا: **صدقت فاحتکم ماشئت** تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے گا حکم لگادے۔ عرض کی: اسی دنبے اوران کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ سید عالم صلی الله تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی **ولصاحبة موسی التی دلته علی**

567

[568] القرآن الکریم ۳۳/۶۸

عظام یوسف کانت افھم منك حین حکمھا موسٰی فقالت حکمی ان تردنی شابّۃ وادخل معك الجنۃ اور بیشک موسٰی جس نے انہیں یوسف علیہم الصلٰوۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانشمند تھی جبکہ اسے موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے، اس نے کہا: میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس کردیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔ یونہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فورًا نوجوان ہوگئی اس کا حسن وجمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان[569] والحاکم فی المستدرك مع اختلاف عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یہاں جوانی بھی موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے پھیر دی۔

حدیث ۱۷۷: کہ موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو رب عزوجل نے وحی بھیجی:

یا موسٰی کن للفقراء کنزًا وللضعیف حصنًا وللمستجیر غیثًا۔ ابن النجار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اوحی اللہ تعالٰی الی موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام فذکرہ فی حدیث طویل[570]۔	اے موسٰی! فقیروں کے لئے خزانہ ہوجا اور کمزور کے لیے قلعہ اور پناہ مانگنے والے کے لیے فریاد رس۔ (ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرمایا: اللہ تعالٰی نے موسٰی علیہ الصلٰوۃ و السلام کو وحی فرمائی پھر طویل حدیث میں اس کا ذکر کیا۔ت)

وہابیہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اے موسٰی! تو خدا ہوجا کہ جب یہ خاص شان الوہیت ہیں اور ان باتوں میں بڑے چھوٹے سب برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا بن جانے کا حکم ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[569] المستدرك للحاکم کتاب التفسیر سورۃ الشعراء دارالفکر بیروت ۲/۴۰۴، اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ ابن حبان والحاکم کتاب آفات اللسان الخ دارالفکر بیروت ۷/۵۰۹

[570] کنزالعمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۱۶۶۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۴۸۷

حدیث ۱۷۸و۱۷۹: ترمذی وحاکم حضرت ابوہریرہ اور امام احمد وابو داود طیالسی وابن سعد وطبرانی وبیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب حضرت عزت جل وعلانے آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا کیا ان کی پیٹھ کو مسح فرمایا جس قدر لوگ ان کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے سب ظاہر ہوگئے۔رب عزوجل نے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور چمکایا پھر انہیں آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام پر پیش فرمایا۔ عرض کی: الٰہی ! یہ کون ہیں؟ فرمایا: تیری اولاد ہیں۔آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ان میں ایک مرد کو دیکھا ان کی پیشانی کا نور انہین بہت بھایا، عرکی: الٰہی ! یہ کون ہے ؟فرمایا: یہ تیری اولاد سے پچھلی امتوں میں ایک شخص داود نام ہے۔ عرض کی: الٰہی ! اس کی عمر کتنی ہے ؟ فرمایا: ساٹھ برس۔ عرض کی: الٰہی ! اس کی عرم زیادہ فرما۔رب جل وعلا نے فرمایا: **لا الا ان تزید انت من عمرك** میں زیادہ نہ فرماؤں گا مگر یہ کہ تو اپنی عمر سے اس کی عمر میں زیادت کردے۔(آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی عمر کے ہزار برس تھے۔) عرض کی: تو میری عمر سے چالیس سال اس کی عمر میں بڑھا دے۔فرمایا: ایسا ہے تو لکھ لیا جائے گا اور مہر کرلیجائیگی اور پرھ بدلے گا نہیں (نوشتہ لکھ کر ملائکہ کی گواہیاں کرای گئیں) **فلما انقضی عمر اٰدم الا اربعین جاء ہ ملك الموت فقال اٰدم اولم یبق من عمری اربعون سنة قال اولم تعطها ابنك**۔ داؤدجب آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی عرم سے صرف چالیس برس باقی رہے یعنی نو سو ساٹھ برس گزر گئے ملک الموت علیہ الصلوۃ والسلام ان کے پاس آئے۔فرمایا: کیا میری عمر سے ابھی چالیس سال باقی نہیں ؟کہا: کیا آپ اپنے بیٹے داود علیہ الصلٰوۃ والسلام کو نہ دے چکے (پھر اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے لیے ہزار اور داود علیہ الصلٰوۃ والسلام کے لئے سو برس پورے کردیے) **هذا حدیث ابی هریرة**[571] **الا ما بین الخطین**

---

[571] سنن الترمذی کتاب التفسیر سورۃ الاعراف حدیث ۳۰۸۷ دارالفکر بیروت ۵ /۵۳، المستدرك للحاکم کتاب الایمان قصہ خلق آدم علیہ السلام دارالفکر بیروت ۱/ ۶۴، السنن الکبرٰی للبیھقی کتاب الشھادات باب الاختیار فی الاشھاد دار صادر بیروت ۱۰/ ۱۶۴، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۱و۲۵۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

فمن حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم (یہ حدیث ابوہریرۃ ہے مگر قوسین کے درمیان حدیث ابن عباس ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ت)

ان حدیثوں کاارشاد ہے کہ داود علیہ الصلٰوۃ والسلام کوآدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے عمر عطافرمائی۔

حدیث ۱۸۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا ضل احکم شیئًا واراددعونًا وھو بارضٍ لیس بھا انیس فلیقل یاعباداللہ اعینونی یاعباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی۔فان للہ عبادًا لایراھم۔

جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم جائے اورمدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو،اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو،اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔اللہ تعالٰی کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔وہ اس کی مدد کرینگے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

الطبرانی [572]عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(طبرانی نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۸۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے فلیناد یاعباداللہ احبسوا تو یوں ندا کرے: اے اللہ کے بندو! روک دو۔عباداللہ اسے روک دیں گے۔ابن السنی [573]عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابن السنی نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۲۹۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲ /۲۱۴،مسند ابی داود الطیالسی حدیث ۲۶۹۲دار المعرفۃ بیروت الجزء الحادی عشر ص ۳۵۰،کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۱۵۱۵۱مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۴/۶و۱۳۵،الدر المنثور بحوالہ الطیالسی الخ تحت الآیۃ ۲/۲۸۲دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ /۱۱۶،الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۱/۲۸و ۲۹

[572] المعجم الاکبیر عن عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/۱۱۷و۱۱۸

[573] عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۲۰۸دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ص ۱۳۶

ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۸۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: یوں ندا کرے:

اعینونی یا عباد اللہ۔ ابن ابی شیبۃ[574] والبزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میری مدد کرو اے اللہ کے بندو! (ابن ابی شیبہ اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

یہ تین حدیثیں وہابیت کش کہ تین صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایت سے آئیں، قدیم سے اکابر علماء دین رحمہم اللہ تعالٰی کی مقبول و مجرب رہیں، اس مطلب جلیل کی قدرے تفصیل فقیر کا رسالہ انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار[ف] کہ نماز غوثیہ شریف کے فضل رفیع اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلنے وغیرہ ایک ایک فعل کے سرِّ بدیع مین تصنیف کیا، ملاحظہ ہو۔ ان حدیثوں اور حدیث اجل واعظم یا محمد انی توجہت بک الی ربی کی شوکت قاہرہ کے حضور وہابیہ کی حرکت مذبوحی کا حال تخاتمہ رسالہ میں عنقریب آتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالٰی۔

حدیث ۱۸۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔ احمد[575] والنسائی و الحاکم عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔

جس کا میں مددگار وکارساز ہوں علی اس کا مددگار وکارساز ہے کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم۔ (احمد ونسائی وحاکم نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ت)

---

[574] المصنف لابن ابی شبۃ کتاب الدعاء حدیث ۲۹۷۱۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۹۲، البحر الزخار (مسند البزار) حدیث ۴۹۲۲ ۱۱/ ۱۸۱ والمعجم الکبیر حدیث ۲۹۰ ۱۷/ ۱۱۸، کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الاذکار حدیث ۳۱۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۳۴

[575] مسند احمد بن حنبل عن بریدۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۵۸ و ۳۶۱، المستدرك للحاکم کتاب قسم الفئی من کنت ولیہ فان علیًا ولیہ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۳۰، الجامع الصغیر عن بریدۃ حدیث ۹۰۰۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۵۴۲

ف: رسالہ "انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ)" فتاوٰی رضویہ جلد ہفتم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور کے صفحہ ۵۶۹ پر مرقوم ہے۔

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا: یدفع عنه مایکرہ[576] علی۔ اس کے مددگار ہیں اس سے مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں۔

اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی ووالی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"[577]۔ نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"۔ احمد[578] والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ (احمد و بخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لانی الخلیفۃ الاکبر الممد لکل موجود[579]۔ اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مدد رساں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[576] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث من کنت ولیہ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۴۴۲/۲

[577] القرآن الکریم ۶/۳۳

[578] صحیح البخاری کتاب الکفالۃ باب جوار ابی بکر الصدیق فی عھد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۸/۱، صحیح البخاری کتاب النفقات ۸۰۹/۲ وکتاب الفرائض ۹۹۷/۲ وباب ابنی عم احدھما الخ ۹۹۸/۲، صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵/۲، سنن النسائی کتاب لاجنائز الصلوۃ علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۲۷۹/۱، سنن ابن ماجۃ ابواب الصدقات التشدید فی الدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷۶، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۰/۲ و۴۵۳

[579] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا اولی بالمومنین الخ مکتبۃ الاماالشافعی ریاض ۳۷۷/۱

مامن مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والاٰخرۃ اقرءوا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثہ عصبتہ من کانو ومن ترک دینًا اوضیاعًا فلیاتنی فانا مولاہ۔ البخاری[580] و مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابو داود والترمذی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ "نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے "توجو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دَین بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولٰی میں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیك وعلٰی آلك وبارك وسلم۔ (بخاری ومسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابوداود وترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں: المولی الناصر[581]۔ یہاں مولٰی بمعنی مددگار ہے۔
تو لاجرم بحکم حدیث مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی ومددگار ودافع بلاومکروہات ہین، والحمدللہ رب العٰلمین، اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا: حضرت

[580] صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدین باب الصلوٰہ علی من ترک دَینا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۳، صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۵، صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۶، سنن الترمی، سنن ابی داود کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۵۴، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۳۴و ۳۳۵، شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴۱ المتکب الاسلامی بیروت ۸/ ۳۲۴، سنن الکبرٰی للبیہقی باب العصبۃ ۶/ ۲۳۸ و کتاب النکاح ۷/ ۵۸ دار صادر بیروت

[581] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب تحت حدیث ۴۷۸۱/ ۳۰۲ بیروت ۱۹/ ۱۶۴

امیر و ذریہ طاہرہ اورا[582] الخ۔

اقول: عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں، قال اللہ تعالٰی:

"یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ"[583]۔ مہاجرین اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ"[584]۔(الآیۃ) نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے اور جبریل وابوبکر وعمر وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام۔

حدیث ۱۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ابنتی فاطمة حوراء اٰدمیة لم تحض ولم تطمث وانما سماها فاطمة لان اللہ تعالٰی فطمها ومحبیها من النار۔ الخطیب[585] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں ان سے پاک ومنزہ ہے۔ اللہ عزوجل اس نے کا فاطمہ اس لئے نام رکھا کہ اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرمادیا۔ (خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

غلامانِ زہرا کو نار سے چھڑایا تو اللہ عزوجل نے مگر نام حضرت زہرا کا ہے فاطمہ چھڑانے والی آتش جہنم سے، نجات دینے والی۔ صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیها وعلیها وبعلها وابنیها وبارك وسلم۔

---

[582] تحفہ اثناء عشریہ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

[583] القرآن الکریم ۸/۵۹

[584] القرآن الکریم ۴/۶۶

[585] تاریخ بغداد ترجمہ غانم بن حمید ۶۷۷۲ دار الکتب العربی بیروت ۳۳۱/۱۲، کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۳۴۲۲۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰۹/۱۲

حدیث ۱۸۵:

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنه دعا ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنهما وکانت تحته، فوجدها تبکی فقال مایبکیک، فقال یا امیر المومنین هذا الیهودی یعنی کعب الاحبار یقول انك علی باب من ابواب جهنم فقال عمر ماشاء اللہ واللہ انی لارجو ان یکون ربی خلقنی سعیدا ثم ارسل الی کعب فدعاه فلما جاءه کعب قال یا امیر المومنین لاتعجل علی والذی نفسی بیده لاینسلخ ذوالحجة حتی تدخل الجنة فقال عمر ای شیئ هذا مرة فی الجنة مرةً فی النار فقال یا امیر المومنین والذی نفسی بیده انا لنجدك فی کتاب اللہ عزوجل علی باب من ابواب جهنم تمنع الناس ان یقعوا فیها فاذا مت

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنین مولٰی علی وبتول زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بلایا انہیں روتے پایا سبب پوچھا، کہا یا امیر المومنین یہ یہودی کعب احبار (رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اجلہ ائمہ تابعین وعلمائے کتابین واعلم علمائے توراۃ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے، شاہزادی کا اس وقت حالت غضب میں انہیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا بربنائے نازک مزاجی تھا کہ لازمہ شاہزادگی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین) یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المومنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کی ہو، پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا، انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی: امیر المومنین! مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجۃ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا: یہ کیا بات ہے کبھی جنت میں کبھی نار میں؟ عرض کی: یا امیر المومنین! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں

لم یزالوا یقتحمون فیھا الٰی یوم القیٰمۃ۔ ابن اسعد فی طبقاتہ وابو القاسم بن بشر ان فی مالیہ عن البخاری مولٰی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[586]

کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے (وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ رب عمر الجلیل) (ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور ابو القاسم بن بشران نے اپنی امالی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کیا ہے۔ت)

بھلا دوزخ میں گرنے سے بچانا دفع بلا کاہے کو ہوا۔

حدیث ۱۸۶: معانی الآثار امام طحاوی میں ہے: حدثنا ابن مرزوق ثنا ازھر السمان عن ابن عون محمد قال قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ: لنا رقاب الارض[587]۔ یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: زمین کے مالک ہم ہیں۔

حدیث ۱۸۷:

بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی عثمان یستعینہ فی جیش العسرۃ فبعث الیہ عثمٰن بعشرۃ اٰلاف دینارٍ۔ یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا مسلمانوں پر بہت حالت تنگی و عُسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد چاہی، ذوالنورین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمٰن ! اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے، اس کے بعد عثمٰن کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔ ابن عدی[588] والدارقطنی و

---

[586] الطبقات الکبرٰی لابن سعد زکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ دارصادر بیروت ۳/ ۳۳۲، کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابی القاسم بن بشران حدیث ۳۵۷۸۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۷۰ و ۵۷۱

[587] شرح معانی الآثار کتاب السیر باب احیاء الارض المیتۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۷۶

[588] کنز العمال بحوالہ عد، قط حدیث ۳۶۱۸۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۸

ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنھما (ابن عدی ودار قطنی وابو نعیم نے فضائل صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

کیوں وہابی صاحبو! غیر خدا سے استعانت شرک تو نہیں، ایاک نستعین کے کیا معنی کہتے ہو۔

حدیث ۱۸۸: ایک مصری نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

یا امیر المومنین عائذ بك من الظلم۔　　امیر المومنین! میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیر المومنین نے فرمایا: عذت معاذًا، تو نے سچی جائے پناہ کی پناہ لی۔ ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہو گیا، پناہ لینے والوں نے امیر المومنین کی دہائی دی اور امیر المومنین نے اپنی بارگاہ کو سچی جائے پناہ فرمایا، مگر تتمہ حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیر المومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبیدار تھے، یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ لگائی میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا: میں دو معزز وکریم والدین کا بیٹا ہوں۔ اس کی فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا: کوڑا لے اور مار۔ اس نے بدلہ لینا شروع کیا۔ اور امیر المومنین فرماتے جاتے ہیں: مار دو لئیموں کے بیٹے کو۔ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! جب اس فریاد نے مارنا شروع کیا ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش! اپنا ہاتھ اٹھالے۔ جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا: اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کی چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انہوں نے کیوں نہ داد رسی کی، بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی: یا امیر المومنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اس سے میں عوض لے چکا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

مذ کم تعبدتم الناس وولدتھم امہاتھم احرارا۔ تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یاامیر المومنین! نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔ابن عبد الحکم [589]عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابن عبد الحکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۸۹: خلافت فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا اس سال کا "عام الرمادہ" نام رکھا گیا یعنی ہلاک وتباہی جان ومال کا سا۔امیر المومنین نے عمرو بن العاص کو مصر میں فرمان بھیجا:

یہ شقہ ہے بندۂ خدا عمر امیر المومنین کی طرف سے ابن عاص کے نام

سلم امابعد فلعمری یاعمرو ماتبالی اذا شبعت انت ومن معك ان اھلك انا ومن معی فیاغوثاہ ثم یا غوثاہ یرددقولہ۔ سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم! اے عمرو! جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہوجائیں ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو پہنچ۔اور اس کلمے کو بار بار تحریر فرمایا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب حاضر کیا:

یہ عرضی بندہ خدا امیر المومنین عمر کو عمرو بن عاص کی طرف سے

امابعد فیالبیك ثم یالبیك وقد بعثت الیك بعیرا اولھا عندك واٰخرھا عندی والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس اور حضور پر سلام اور اللہ عزوجل کی رحمت اور برکتیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ

---

[589] کنز العمال بحوالہ ابن عبد الحکم حدیث ۳۶۰۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۶۶۰و۶۶۱

تمام منزلہائے دوار دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں، سب پر اناج تھا، امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرمادیے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت کھاؤ، چربی کھاؤ، کھال کے جوتے بناؤ، جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اسکا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی، امیر المومنین حمد بجالائے۔

ابن خزیمۃ فی صحیحہ[590] والحاکم فی المستدرک و البیہقی فی السنن عن اسلم مولٰی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وابن عبدالحکم واللفظ لہ، عن اللیث بن سعد۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم سے، اور ابن عبدالحکم نے لیث بن سعد سے روایت کیا ہے، لفظ ابن عبدالحکم کے ہیں۔ (ت)

حدیث ۱۹۰: حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی مرتضٰی امیر المومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

انی لاستحیی من اللہ ان یکون ذنب اعظم من غفری او جھل اعظم من حلمی او عورۃ لایواریھا ستری او خلۃ لایسدھا جودی۔ ابن عساکر عن جبیر عن الشعبی عن علی کرم اللہ تعالٰی

بے شک اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اس کی بخشش میں تنگی کرے کہ میں نہ بخش سکوں یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام نہ لے سکوں یا کسی عیب کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا

[590] المستدرک للحاکم کتاب الزکٰوۃ دار الفکر بیروت ۱/۴۰۵ السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب قسم الفیئ والغنیمۃ باب یکون للولی الخ دار صادر بیروت ۶/۳۵۵، صحیح ابن خزیمہ باب ذکر الدلیل علی ان العامل الخ حدیث ۲۳۶۸ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۶۸، کنز العمال بحوالہ ابن خزیمہ حدیث ۳۵۸۸۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۶۰۹ و ۶۱۰، کنز العمال بحوالہ ابن عبدالحکم حدیث ۳۵۹۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۶۱۴ و ۶۱۷

وجهه۔

کسی حاجتمندی کو میرا کرم بندہ نہ فرمائے۔(ابن عساکر[591] نے جبیر سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا۔ت)

وہابیو! دیکھا تم نے محبوبانِ خدا کا احسان، ان کی غفران، ان کی حاجت برآری، ان کی شان ستّاری۔

اللهم انفعنا بفضلهم وعفوهم وحلمهم وجودهم وكرمهم فی الدنیا والاٰخرة اٰمین۔

یااللہ! ہمیں ان کے فضل، ان کے عفو، ان کے حلم، ان کے جود اور ان کے کرم سے دنیا و آخرت میں نفع عطا فرما آمین۔(ت)

حدیث ۱۹۱: فرماتے ہیں کرم اللہ تعالٰی وجہہ:

لاادری ای النعمتین اعظم علی منة من رجل بذل مصاص وجهه الی فراٰنی موضعًا لحاجته واجری الله قضاء ها اویسره علی یدی ولان اقضی لامرئ مسلم حاجة احب الی من ملا الارض ذهبا وفضة۔ ابو الغنائم النرسی فی کتاب قضاء الحوائج عنه رضی الله تعالٰی عنه[592]۔

بے شک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں میں کون سے مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالٰی اسکی حاجت کا روا ہونا اسکی آسانی میرے ہاتھ پر رواں فرمائے، یہ تمام روئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی حاجت روا فرماؤں۔(ابو الغنائم النرسی نے کتاب قضاء الحوائج میں مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۹۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **هجاهم حسان فشفٰی واشتفٰی۔** حسان نے کافروں کی ہجو کہی تو

---

[591] تاریخ دمشق الکبیر ترجمه علی بن ابی طالب ۵۰۲۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳۹۹/۴۵، کنزالعمال بحواله کر عن علی رضی الله عنه حدیث ۳۶۳۶۴ مؤسسة الرساله بیروت ۱۱۱/۱۳

592

شفادی شفالی۔مسلم[593] عن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا۔(مسلم نے ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی۔ت)

حدیث ۱۹۳: جب کفار قریش نے شان اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اشعار گستاخی بکے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم جواب ہوا، انہوں نے جواب دیا، حضور نے ناکافی پایا، پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ارشاد ہوا، ان کا جواب بھی پسند خاطر اقدس نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ارشاد ہوا۔ انہوں نے کفار کی ہجو کہی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد شفیت یا حسان واشتفیت۔ ابن عساکر[594] عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حسان! تم نے شفادی اور شفالی۔(ابن عساکر نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۹۴: حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ام المومنین نے ان کے لئے مسند بچھوائی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے گزارش کی: آپ انہیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ **وقد قال ما قال ام المومنین** نے فرمایا:

انہ کان یجیب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویشفی صدرہ من اعدآئہ۔ ابن عساکر[595] عن عطاء ابن ابی رباح۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعداء سے سینہ اقدس کو شفاء دیتے(ابن عساکر نے عطاء ابن ابی رباح سے روایت کیا۔ت)

---

[593] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۰۱،تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۴۶حسان بن ثابت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۲۸۵

[594] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۴۶حسان بن ثابت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۲۷۸،کنزالعمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۹۵۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۴۱و۳۴۲

[595] کنزالعمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۸۵۵مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/ ۳۳۹،تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۲۷۷

حدیث ۱۹۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اکرموا الانصار فانھم ربوا الاسلام کما یربی الفرخ فی وکرہ۔ الدارقطنی[596] فی الافراد والدیلمی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

انصار کی عزت کرو کہ انہوں نے اسلام کو پالا ہے جس طرح پرند کا پٹھا آشیانے میں پالا جاتا ہے۔ (دارقطنی نے افراد میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

وصل سوم

احادیث متعلقہ بملائکہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام

حدیث ۱۹۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان العبد المؤمن لیدعوا اللہ تعالٰی فیقول اللہ تعالٰی لجبریل لاتجبہ فانی احب ان اسمع صوتہ، واذا دعاہ الفاجر قال یا جبیریل اقض حجتہ فانی لاحب ان اسمع صوتہ۔ ابن النجار[597] عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک بندہ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو رب جل وعلا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام سے فرماتا ہے: اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر دعا کرتا ہے رب جل جلالہ، فرماتا ہے: اے جبریل! اس کی حاجت روا کردے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا (ابن النجار نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اس حدیث سے واضح کہ جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام دعائیں قبول کرتے حاجتیں روا فرماتے ہیں۔ دین وہابیت میں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

حدیث ۱۹۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

---

[596] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد والدیلمی حدیث ۳۳۷۲۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۹، الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۵

[597] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۳۲۶۱ و ۴۹۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۸۵ و ۶۲۰

ان اللہ ملئکۃ مؤکلین بارزاق بنی اٰدم قال لھم ایما عبدٍ وجد تموہ جعل الھم ھمّاواحد فضمنوا رزقہ السمٰوٰت والارض وبنی اٰدم ایسما عبدٍ وجد تموہ طلب فان تحری الصدق فطیبوا لہ،ویسروا ومن تعدی ذٰلک فخلوا بینہ،وبیان مایرید ثم لاینا ل فوق الدرجۃ التی کتبتھا لہ۔الترمذی [598] الاکبر الامام فی النوادر۔

اللہ تعالٰی کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر مؤکل ہیں انہیں اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ جس بندے کو ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر آخرت کا ہورہا ہے آسمان وزمین وانسان سب کو اس کے رزق کا ضامن کردو یعنی بے طلب ہر طرف سے اسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کے لیے اس کا رزق پاک وآسان کردو اور جو حد سے بڑھے اسے اس کی خواہش پر چھوڑ دو پھر ملے گا تو اتنا ہی جو میں نے اس کے لئے لکھ دیا ہے(اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۹۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ملك قابض علی ناصیتك فاذا تواضعت للہ رفعك واذا لجبرت علی اللہ قصمك وملك قائم علی فیك لایدع الحیۃ آن تدخل فی فیک۔ابن جریر عن کنانۃ العدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ھذا مختصر [599]۔

ایک فرشتہ تیری پیشانی کے بال تھامے ہوئے ہے جب تو اللہ عزوجل جل شانہ،کے لئے تواضع کرے تجھے بُلندی بخشتا ہے اور جب تو اس پر معاذاللہ تکبر کرے تجھے توڑ ڈالتا ہلاک کر دیتا ہے،اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ سانپ کو تیری منہ میں نہیں جانے دیتا۔(ابن جریر نے کنانہ عدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔یہ مختصر ہے۔ت)

دیکھو متواضعوں کو فرشتہ بُلند قدری دیتا ہے،متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے،اور

[598] نوادر الاصول للترمذی الاصل الحادی والسبعون والمائتان فی جمع الھموم دار صادر بیروت ص ۳۹۵

[599]

کیوں صاحبو! یہ فرشتہ جو منہ کی حفاظت کررہاہے دافع البلا تو نہ ہوا شاید دفع بلا اس کا نام ہوگا کہ وہ چھوڑدے کہ سانپ تمہارے منہ میں گھس جائے۔

حدیث۱۹۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان ابن اٰدم لفی غفلۃ عما خلق لہ ویبعث اللہ ملکا فیحفظہ حتی یدرک۔ ابنا ابی[600] حاتم والدنیا وابو نعیم عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہم ھذا مختصر۔

آدم زاد اس کام سے غافل ہے جس کے لیے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالٰی فرشتہ بھیجتاہے کہ وقت پہنچنے تک اس کا نگہبان رہتا ہے۔ (اسکو ابو حاتم وابو الدنیا کے بیٹوں اور ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، یہ مختصر ہے۔ت)

حدیث۲۰۰: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مر بالنطفۃ اثنتان واربعون لیلۃ بعث اللہ الیھا ملکا فصورھا وخلق سمعھا وبصرھا وجلدھا ولحمھا وعظامھا[601]۔ الحدیث

جب نطفے پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالٰی اس کی طرف فرشتہ بھیجتاہے وہ آکر اس کی صورت بناتاہے، کان، آنکھ، کھال، گوشت، ہڈیاں خلق کرتاہے۔

انہیں کی دوسری روایت میں ہے:

یتسور علیھا الملک۔ قال زھیر حسبتہ قال الذی یخلقھا[602]۔

فرشتہ آکر اس پر گرتا ہے، زہیر نے کہا میرے خیال میں حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ جو اسے خلق کرتاہے۔

---

[600] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۵ محمد بن علی الباقر دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۰/۳، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا وابن ابی حاتم الخ تحت الآیۃ ۲۱/۵۰ دار احیاء لتراث بیروت ۵۲۴/۷

[601] صحیح مسلم، کتاب القدر باب کیفیت خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۲

[602] صحیح مسلم، کتاب القدر باب کیفیت خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۲

انہیں کی تیسری روایت میں ہے:

ان ملکًا مؤکلًا بالرحم اذا اراد اللّٰہ ان یخلق شیئا باذن اللّٰہ الحدیث[603]۔

بیشک عورتوں کے رحم پر ایک فرشتہ متعین ہے جب اللہ تعالٰی چاہتا ہے کہ وہ فرشتہ باذن الٰہی کچھ خلق کرے۔

طبرانی کی روایت میں ہے:

ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم فمضٰی لھا اربعون یومًا جاء ملك الرحم فصور عظمہ ولحمہ ودمہ وبشرہ[604]۔

نطفے کو جب رحم میں ٹھہرے چلہ گزر جاتا ہے فرشتہ کہ رحم پر موکل ہے آکر اس کی ہڈیوں، گوشت، خون اور بال کھال کی تصویر کرتا ہے۔

حدیث ۲۰۱: صحیحین بخاری ومسلم وغیرہما میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بچے کا مادہ آفرینش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن خون کی بوٹی، ثم یرسل اللّٰہ الیہ الملك فینفخ فیہ الروح جب تین چلے گزر لیتے ہیں اللہ تعالٰی اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا ہے، ھذا الفظ مسلم[605]۔ (یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ت) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"ھُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ"[606]۔

اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں جیسے چاہے۔

---

[603] صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۳

[604] المعجم الکبیر عن حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ حدیث ۳۰۴۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۷۷، کنز العمال حدیث ۵۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۱۲۱

[605] صحیح البخاری کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۵۶ وکتاب الانبیاء ۲/ ۴۶۹ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۲

[606] القرآن الکریم ۳/ ۶

اور فرماتا ہے جل وعلا:

"هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ"[607]۔ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا۔

یہاں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن کا نام پاک ماحی ہے یعنی کفر وشرک کے مٹانے والے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، وہ خود صحیح حدیثوں میں فرمارہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتہاے، فرشتہ صورت بناتا ہے۔ فرشتہ آنکھ، کان، گوشت، استخواں، بال، کھال، خون خلق کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتے کے ہاتھ سے ہوکر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے۔ شرک پسند گمراہوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم تو اتنا ہی فرماکر چپ ہو رہے تھے:

"لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾"[608]۔ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔

یہاں تو ان سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے بیٹی بیٹوں کی خلق وتصویر ہورہی ہے۔ احمق جاہلو! اپنے سسکتے ایمان کی جان پر رحم کرو، یہ فرق نسبت اٹھانا اقسام اسناد مٹانا خدا جانے تمہیں کن برے حالوں پر پہنچائے گا۔ مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے۔

حدیث ۲۰۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر اید اللہ عمر بملکین یوفقانہ ویسدد انہ فاذا اخطأصرفاہ حتی یکون صوابًا۔ الدیلمی[609] عن ابی بکرن الصدیق وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

اگر نبی میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بیشک عمر نبی کرکے بھیجا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر مین اسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہین اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو فرشتے عمر کو ادھر سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو (دیلمی نے ابو بکر صدیق اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

---

[607] القرآن الکریم ۳۵/۳

[608] القرآن الکریم ۱۹/۱۹

[609] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۱۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳۷۲، کنز العمال حدیث ۳۲۷۶۱ مؤسسۃ بیروت ۱۱/ ۵۸۱

حدیث ۲۰۳: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: بیشک عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا اسلام عزت تھا اور ان کی ہجرت فتح ونصرت اور ان کی خلافت میں رحمت۔ خدا کی قسم گرد کعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے۔ جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گرد کعبہ نماز ادا کی۔ وانی لاحسب بین عینی عمر ملکا یسددہ اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ انہیں راستی ودرستی دیتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ۔

ابن عساکر [610] رضی اللہ تعالٰی عنہ وقدمر بعضہ اواخر الباب الاول بتخریج اٰخر غیر محدود۔

(اس کو ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا، اور اس کا بعض حصہ دوسری تخریج کے ساتھ باب اول کے آخر میں گزر گیا ہے۔ ت)

حدیث ۲۰۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا جلس القاضی فی مجلسہ ھبط علیہ ملکان یسددانہ ویوفقانہ ویرشدانہ مالم یجر فاذا جار عرجا وترکاہ۔ البیہقی [611] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے اس پر دو فرشتے اترتے ہیں کہ وہ اسے راستی دیتے توفیق بخشتے سیدھی راہ چلاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرلے جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور اڑ گئے۔ (بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عزوجل اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا

---

[610] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۶۷، کنز العمال حدیث ۳۵۸۶۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۹۹

[611] کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۱۵۰۱۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۹۹، السنن الکبرٰی للبیہقی آداب القاضی باب فضل من ابتلی بشیئ الخ دارصادر بیروت ۱۰/ ۸۸

کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی تمجید وتوحید کرتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے؟ کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی انا الیوم اونس وحشتك والقنك حجتك واثبتك بالقول الثالث واشھدك مشاھدك یوم القیٰمۃ واریك منزلك من الجنۃ۔ آج میں تیرا جی بہلا کر تیری وحشت دور کروں گا، میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا، میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا، میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا، میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا، میں تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔

ابن ابی الدنیا[612] فی قضاء الحوائج وابو الشیخ فی الثواب عن الامام جعفر ن الصادق عن ابیہ عن جدہٖ رضی اللہ تعالٰی عنھم وکرم وجوھھم۔

اس کو ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، اللہ تعالٰی ان سے راضی ہوا اور ان کے چہروں کو مکرم بنایا۔ (ت)

حدیث۲۰۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: بیشک میں کتاب اللہ میں ایک سورت تیس آیتوں کی پاتا ہوں جو اسے سوتے وقت پڑھے اللہ عزوجل اس کے لئے تیس نیکیاں لکھے اور اس کے تیس گناہ محو فرمائے اور اس کے تیس درجے بُلند کرے،

وبعث اللہ الیہ ملکا من الملئکۃ لیبسط علیہ جناحہ و یحفظہ من کل سوء حتی یستیقظ وھی المجادلۃ تجادل عن صاحبھا فی القبر وھی تبارك الذی سورۃ الملك

اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے کہ اپنا بازو اس پر کشادہ رکھے جب تک سو کر اٹھے وہ فرشتہ اسے ہر برائی سے محفوظ رکھے وہ سورت مجادلہ ہے اپنے قاری کی طرف سے اس کی قبر میں جھگڑے گی وہ تبارک الذہ سورہ ملک ہے۔

---

[612] موسوعۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۱۱۵ مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۸۶/۲، کنزالعمال بحوالہ ابن ابی الدنیا حدیث ۱۶۴۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۳۱/۶

الدیلمی[613] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

(دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حمٰی مؤمنا منافق یغتابہ بعث اللہ لہ ملکا یحمی لحمہ من نار جھنم۔ احمد[614] وابوداود عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب کوئی منافق کسی مسلمان کو پیٹھ پیچھے برا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس منافق سے اس مسلمان کی حمایت کرے اللہ عزوجل اس کے لئے ایک فرشتہ بھیجے کہ آتش دوزخ سے اس کے گوشت کو بچائے (احمد وابو داود نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

رأیت جعفرا یطیر ملکا فی الجنۃ تدمی تادمتاہ ورأیت زیدا دون ذٰلک فقلت ما کنت اظن ان زیدا دون جعفر فقال جبریل (علیہ الصلٰوۃ والتسلیم) ان زیدا بدون جعفر ولٰکنا فضلنا جعفر بقرابتہ منک

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہپروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا۔ میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا۔ جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے عرض کی: زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔

---

[613] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۱۷۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۲ و ۶۳، کنز العمال حدیث ۲۷۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۹۴

[614] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس الجھنی المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۴۱، سنن ابی داود کتاب الادب باب الرجل یذب عن عرض اخیہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۳

ابن سعد[615] عن محمد بن عمرو بن علی مرسلًا۔		(ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسلًا روایت کیا۔ت)

حدیث ۲۰۹: طلحہ بن عبیداللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں: روز احد میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کندھیاں لے کر ایک چٹان پر بٹھادیا کہ مشرکین سے آڑ ہوگئی، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دس مبارک سے ارشاد فرمایا:

هذا جبریل یخبرنی انه لایراك یوم القیٰمة فی هولٍ الا انقذك منه۔ ابن عساکر[616] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ! وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔ (ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ت)

حدیث ۲۱۰: جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ابولولو مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المؤمنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضٰی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جانیں خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور کہا: اے باپ میرے! بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا: مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو۔ بٹھائے گئے، ارشاد فرمایا: '' علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے علی! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لا تو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے اس پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ فضیلت خاص عثمان کے لئے ہے یا ہر مسلمان

[615] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۳۸، کنز العمال حدیث ۳۳۲۱۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۶۵

[616] کنز العمال حدیث ۳۶۶۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۰۲، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۳۰۶۴ طلحہ بن عبیداللہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷/ ۵۰

کے لئے۔فرمایا: خاص عثمان کے لئے۔ طلحہ بن عبید اللہ کو کیا کہیں گے،ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کجاوا پشت مرکب سے گر گیا تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کردے اور جنت لے لے۔یہ سنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کردیا، حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوار ہوئے اوران سے ارشاد فرمایا: یاطلحة هذا جبریل یقرئك السلام ویقول انا معك فی اھوال یوم القیٰمة حتی انجیك منها۔اے طلحہ ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلتے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدار ہوئے، فرمایا: اے ابو عبداللہ ! (زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیت ہے) کیاجب سے تو جھل رہاہے؟ عرض کی: میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے۔برابر جھل رہاہوں۔سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: هذا جبریل یقرئك السلام ویقول انا معك یوم القیٰمة حتی ادب عن وجهك شرر جهنم۔یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اوربیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اڑتی ہوئی چنگاریاں دور کروں گا۔سعد بن ابی وقاص کو کیا کہیں گے، میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چودہ بار ان کی کمان چلہ باندھ کر انہیں عطا کی اور فرمایا تیر مار، تیرے قربان میرے ماں باپ۔عبدالرحمٰن بن عوف کو کیا کہیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالٰی عنہاکے یہاں تشریف فرماتھے دونوں صاحبزادے رضی اللہ تعالٰی عنہما بھوکے روتے بلکتے تھے، سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایاکہ وہ کون ہے کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے،اس پر عبدالرحمٰن بن عوف حیس (کہ خرمائے خستہ برآوردہ، اور پنیر کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھالے کر حاضر ہوئے، رحمت دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کفاك الله امر دنیاك واما امر اٰخرتك فانا لها ضامن۔اللہ تعالٰی تیرے دنیا کے کام درست کردے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔"معاذ[617] بن المثنٰی فی زیادات مسند مسددٍ والطبرانی فی

---

[617] کنزالعمال بحوالہ معاذ بن المثنٰی حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۴۷۔۲۴۶

الاوسط وابو نعیم فی فضائل الصحابۃ وابوبکر ان الشافعی فی الغیلانیات وابوالحسن بن بشر ان فی فوائدہٖ والخطیب فی التلخیص المتشابہ وابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسند الفردوس عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔امام جلیل جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں: سندہ صحیح[618]۔اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

تکملہ کاملہ: وصل اول کی طرف پھر عود کرنا والعود احمد ؎

اعد ذکر والینا لنا ان ذکرہ، ھو المسك ما کررتہ یتضوع

(ہمارے والی کا ذکر ہمارے لئے پھر لوٹاؤ کہ بیشک ان کا ذکر ایسی کستوری ہے جسے جتنا رگڑو وہ خوشبو دیتی ہے۔ت)

؎ باز ہوائے چمنم آرزوست جلوہ سرود سمنم آرزوست

(پھر مجھے چمن کی ہوا کی خواہش ہے جنبیلی کے نغمے کے جلوے کی خواہش ہے۔ت)

؎ پھر اٹھا ولولہ یاد مغیلان حرم پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان حرم

اللہ اس حدیث صحیح کے پچھلے جملے نے پھر وصل اول احادیث متعلقہ محبوب اجمل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آتش شوق سینے میں بھڑکا دی، کتا اپنے پیارے آقا مہربان مولٰی کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جائے، ہر پھر کر وہیں کا وہیں رہا چاہے بلکہ واللہ یہ کتا اپنے پیارے کریم کا دراطہر سے ہٹا ہی نہیں، انبیاء کے دروازے پر جائے تو انہیں کا گھر ہے، اولیاء کے یہاں آئے تو انہیں کا در ہے، ملائکہ کی منزلوں پر گزرے تو انہیں کا نگر ہے ع

کوئی اوران کے سوا کہاں وہ اگر نہیں تو جہاں نہیں

؎ یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجا در نگری انجمنے ساختہ اند

(اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی روشنی سے جہاں دیکھو ایک انجمن بنائے ہوئے ہیں۔ت)

؎ آسمان خوان زمیں خوان زمانہ مہمان صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

؎ بندہ ات غیرت بردکے بردر غیرت رود دررودچوں بنگرد ہم شاہ آں ایواں توئی

(تیرا غیر تمند غلام در غیر پر کیسے جاسکتا ہے، اور اگر جائے تو دیکھے گا کہ اس ایوان کا بادشاہ بھی تو ہی ہے۔ت)

حدیث ۲۱۱: نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم

---

[618] کنزالعمال تحت حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۴۶ و ۲۴۷

کو خوش دل پایا، عرض کی: یاامیر المومنین! اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں۔ہم نے عرض کی: اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو۔ہم نے عرض کی: ابوبکر صدیق کا حال بیان کیجئے۔فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین ومحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہما وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں کو پسند کیا۔ہم نے عرض کی: عمر بن خطاب کا حال بیان فرمایئے۔فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل کے فاروق رکھا، انہوں نے حق کو باطل سے جدا کردیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ الٰہی! عمر بن خطاب کے سبب اسلام کی عزت دے۔ہم نے عرض کی: عثمان کا حال کہئے۔فرمایا ذٰلک امرء تدعٰی فی الملاء الاعلٰی ذالنورین کان ختن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابنتیہ ضمن لہ فی الجنۃ یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلٰی وبزم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے، سرور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔

خیثمۃ[619] واللالکائی والعشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر عنہ عن علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ وراہ عنہ ابو نعیم قال سألنا علیا عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہما قال ذاك امرو فذکرہ[620]۔

خیثمہ، لالکائی اور عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے انہی سے بحوالہ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے اسکو روایت کی اکہ ہم نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے عظیم شخص ہیں، پھر پوری حدیث ذکر کی۔(ت)

حدیث ۲۱۲: کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مکہ معظّمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھرے میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔اس نے

[619] کنزالعمال بحوالہ خیثمہ واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۳۱۔۲۳۲

[620] معرفۃ الصحابہ لابی نعیم حدیث ۲۳۹ مکتبۃ الحرمین ریاض ۱/ ۲۴۶

عذر کیا۔ پھر فرمایا۔ انکار کیا۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی، یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! اب وہ گھر میرا ہے **فھل انت اٰخذھا ببیت تضمن لی فی الجنۃ** کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہو جائیں۔ **قال نعم** فرمایا: ہاں۔ **فاخذھا منہ وضمن لہ بیتًا فی الجنۃ واشھد لہ علی ذٰلک المومنین** حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کرلیا۔

احمد الحاکمی[621] **فی فضائل عثمان عن سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم۔** احمد حاکمی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۲۱۳: کہ جب مہاجرین مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی مِلک میں ایک شیریں چشمہ مسمّٰی بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: **بعنیھا بعین فی الجنۃ** یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یارسول اللہ! میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ۳۵ ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: **یارسول اللہ اتجعل لی مثل الذی جعلت لہ عینًا فی الجنۃ اشتریتھا** یارسول اللہ! کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ **قال نعم** فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کردیا۔ **الطبرانی**[622] **فی الکبیر وابن عساکر عن بشیر رضی اللہ تعالٰی**

[621] الریاض النضرۃ بحوالہ الحاکمی الباب الثالث دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۰ و ۲۱

[622] المعجم الکبیر عن بشیر اسلمی حدیث ۱۲۲۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۴۱ و ۴۲، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۷ ۴ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱/ ۴۹، کنز العمال بحوالہ طب کر حدیث ۳۶۱۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۵ و ۳۶

عنہ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۴: ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اشترٰی عثمان بن عفان من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجنۃ مرتین یوم رومۃ ویوم جیش العسرۃ۔ الحاکم[623] وابن عدی وعساکر عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دو بار نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت خرید لی بئر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز۔ (حاکم اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۵: کہ حضور مالک جنت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

لک الجنۃ علی یا طلحۃ غدًا۔ ابو نعیم[624] فی فضائل الصحابۃ عن امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے (ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۶: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ[625]۔	جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو جائے (کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

---

[623] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اشترٰی عثمان الجنۃ مرتین دار الفکر بیروت ۳/۱۰۷، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱/۴۹، الکامل لابن عدی ترجمہ بکر بن بکار دار الفکر بیروت ۲/۴۶۴

[624] کنز العمال بحوالہ ابی نعیم حدیث ۳۳۳۶۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۶۵۹

[625] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۵۸و۹۵۹، السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب قتال اہل البغی باب ما علی الرجل من حفظ اللسان الخ دار صادر بیروت ۸/۱۶۶

امام الوہابیہ علیہ ماعلیہ اپنے مقر کو پہنچا،اب یہ حدیثیں کسے دکھائیں کہ اوبے بصر بدزبان! تیرے نزدیک تو ''وہ کسی چیز کے مختار نہیں،ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں، کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اپنی جان تک کے نفع ونقصان کے مالک نہیں دوسرے کا تو کیا کرسکیں،اللہ کے یہاں کا معاملہ انکے اختیار سے باہر ہے،وہاں کسی کی حمایت نہیں کرسکتے کسی کے وکیل نہیں بن سکتے[626]۔''

ان حدیثوں کو سوجھ کو وہ بتملیک الٰہی عزوجل جنت کے مالک،کارکانہ الٰہی کے مختار ہیں،ضمانتیں فرماتے ہیں،اپنے ذمے لیتے ہیں،عطا فرماتے ہیں،بیع کردیتے ہیں،ہر عاقل جانتاہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون ومختار، ورنہ فضولی ہے جس کا قصد فضول اور عقد بیکار۔

الحمدللہ اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل،حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالک جنان،بلکہ مالک جہان ہیں۔اور ذاتیہ لیجئے تو مالک حقیقی کے ماذون مطلق ونائب کامل ہاں گمراہ بددین وہ جو دونوں شقیں باطل جانے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معاذاللہ فضولی محض مانے، "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾" [627]۔(اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

حدیث ۲۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من بکر یوم السبت فی طلب حاجۃ فانا ضامن بقضائھا۔ابو نعیم[628] عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جو شنبے کے دن تڑکے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اسکی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔(ابو نعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حضرت سید نظام الحق والدین محبوب الٰہی سلطان الاولیاء قدست اسرارہم کی نسبت لوگ کہتے ہیں:

"بعد جمعہ جو کیجئے کام اس کے ضامن شیخ نظام"۔

---

[626] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۹تا۲۵

[627] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[628] کنزالعمال بحوالہ ابو نعیم عن جابر حدیث ۶۸۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۲۰

وہابی اسے شرک کہتے ہیں، وہی حکم اس حدیث پر لازم۔

حدیث ۲۱۸: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ قبل بعثت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یمن کو تاجرانہ جاتے تھے ایک پیر مرد عسکلان بن عواکر کے یہاں قیام فرماتے، وہ ان سے مکہ معظّمہ کا حال پوچھتے تم میں کوئی مشہور بُلند چرچے والا پیدا ہوا؟ کسی نے تم پر تمہارے دین میں خلاف کیا؟ یہ انکار کرتے، جب بعد بعثت اقدس گئے پیر مرد نے کہا: میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ کہ تمارے لئے تجارت سے بہتر ہے، اللہ تعالٰی نے تمہاری قوم سے نبی بر گزیدہ مبعوث فرمایا، ان پر اپنی کتاب اتاری، وہ اصنام سے روکتے اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں، حق کا حکم دیتے اور اس کے فاعل ہیں، باطل سے منع کرتے اور اس کے مبطل ہیں، وہ ہاشمی ہیں۔ اور تم اے عبدالرحمٰن ان کے ماموں! جلد پلٹو اور ان کی خدمت و تصدیق کرو، اور یہ اشعار میری طرف سے انکی بارگاہ والا میں پہنچاؤ، چند اشعار در بارہ تصدیق رسالت واظہار شوق وعذر پیرانہ سالی واستعانت سرکار عالی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کہے ازاں جملہ یہ دو شعر ؎

اذا نای بالدّیار بعد فانت حرزی و مستراجی

فکن شفیعی الی ملیك یدعوا البرایا الی الفلاحی

جبکہ شہروں کو دوری فاصلہ نے بعید کر دیا، تو حضور میری پناہ اور میری راحت ملنے کی جگہ ہیں۔ تو حضور میری شفیع ہوں اس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے واپس آکر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے گزارش کیا، انہوں نے فرمایا؛ یہ محمد بن عبداللہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول کیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، تم ان کے حضور حاضر ہو، یہ حاضر ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا: مین ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں جس کے لئے خیر کی امدی ہے کہو کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کی: کیسی؟ فرمایا: پیام بھیجنے والے نے جو پیام ہمارے حضور بھیجا ہے وہ امانت ادا کرو، سنتے ہو اولاد حمیر خواص مومنین سے ہیں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ سنتے ہی مسلمان ہوئے، پھر وہ اشعار حضور میں عرض کئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

رب مومن بی ولم یرنی و مصدق یعنی مجھ پر بعض ایمان لانے والے (ایسے ہیں)

بی وماشھدنی اولئك اخوانی [629]۔ جنہوں نے مجھ کو دیکھانہیں اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہو سکی، یہ لوگ میرے بھائی ہیں۔ (کلمہ اخوت کو ان کے اعزاز کے لئے تواضعًا فرمایا)

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، اٰمین!

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبــہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رسالہ

الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء

ختم ہوا

---

[629] کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۶۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۲۷ تا ۲۲۹